SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, November 23, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایہاالذین امنو لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل
ذٰلک فاولئک ھم الخٰسرون۔ وانفقوا من ما رزقنٰکم من قبل ان
یاتی احدکم الموت فیقول رب لو لا اخرتنی الیٰ اجل قریب فاصدق
و اکن من الصلحین۔ ولن یوخر اللہ نفساً اذا جآ اجلھا واللہ خبیر
بما تعملون۔

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ
کی یاد سے غافل نہ کردیں۔ جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے
ہیں۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, November 23, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھاالذین امنوالاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذٰلک فاولٰئک ھم الخٰسرون۔ وانفقوا من ما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لو لا اخرتنی الیٰ اجل قریب فاصدق و اکن من الصلحین۔ ولن یوخر اللہ نفساً اذا جآ اجلھا واللہ خبیر بما تعملون۔

ترجمہ، اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں۔ جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ

تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور اس وقت وہ کہے کہ " اے میرے رب، کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔" حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ کسی شخص کو ہرگز مزید مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔

سورۃ المنٰفقون (آیات ۸ تا ۱۰)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللّٰھم صلی علی محمد و علٰی آل محمد۔

I am first taking up the leave applications.

ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے اپنے والد صاحب کی علالت کے باعث مورخہ 24 & 23 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، رخصت منظور ہے اور ہم ان کے والد صاحب کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں سینیٹر شاہد حسن بگٹی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 23 اور 24 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے گزشتہ بتیسویں اجلاس اور موجودہ اجلاس کے دوران مورخہ 21 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، چوہدری ظفر اقبال وڑائچ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر کراچی میں ہیں اس لیے مورخہ 22 اور 23 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we take up item No.2. Wasi Zafar Sahib.

LAYING OF ORDINANCES

Mr. Muhammad Wasi Zafar (Minister for Law, Justice and Human Rights): Mr. Chairman sir, I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by Clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

1. The Islamabad Capital Territory Private Educational Institutions (Regulation and Promotion) Ordinance, 2006, (Ordinance No. XXII of 2006)

2) The Pakistan Engineering Council (Amendment) Ordinance, 2006 (Ordinance No. XXIII of 2006).

3) The Defence Housing Authority Islamabad Ordinance, 2006 (Ordinance No. XXIV of 2006)

4) The Institute of Space Technology Ordinance, 2006 (Ordinance No.XXV of 2006).

5) The National Database and Registration Authority (Second Amendment) Ordinance, 2006, (Ordinance No.XXVI of 2006).

Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, it is indeed very sad and I do not want to dilate on this issue for too long because we have the debate today. But I think it has to come on record that the day before also, the Government laid something like 5 to 6 ordinances on the floor of the House. Today again, we have 5 ordinances. So, in a period of 3 days, there is something like a dozen ordinances which have been

placed before the Senate. On the other hand, we are told that the Senate is not being summoned and we have to requistion the Senate because there is insufficient agenda for the session or for the sittings to take place and yet we have this machine which is churning-out ordinance after Ordinance and neither the National Assembly is being seized with legislation, nor the Senate is being seized with legislation and although the Senate is in sitting, the agenda that we have before us is a superficial agenda in which there is no legislative work. If the Government is shy of doing legislation, then I would request you Sir, if you go through the record of the Senate Secretariat, there are over 50 Bills from both sides of the House. Mr. Anwar Bhinder's Bills are there and our Bills are there as Private Member Bills. If the Government does not want to do legislation through Bills then kindly bring-up these Private Member Bills but this practice of churning-out ordinances as if there is a factory which is churning-them out, needs to be stopped. I would not use the word 'discourage' but it needs to be stopped particularly so in the light of the observations of the Supreme Court of Pakistan.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! Leader of the Opposition نے بات صحیح کی ہے اور ہمیں چاہیے کہ legislation کریں اور میں ان کے جذبے کی بھی تعریف کرتا ہوں جس جذبے کے تحت انہوں نے بات کی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اگلی دفعہ جب سینیٹ کا session ہو we should agree on a minimum time for legislation اور جناب! جو ہوتا ہے کہ point of order پر دو گھنٹے ضائع ہو گئے، آج ہم نے فلاں discussion کرنی ہے۔ اس کو محدود کر دیں اور ہم agree کرلیں کہ ہم نے ہر دن اتنی legislation کرنی ہے۔ میں

ان کے جذبے کی تعریف کرتا ہوں اور آئندہ session میں انشاء اللہ ایسا ضرور کیا جائے گا کیوں کہ انہوں نے بھی اس کا اظہار کیا ہے، میں اس کو بالکل accept کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: It is also my opinion that we should do that. I have also suggested it earlier also, so we will follow that pattern and the Secretariat is also hearing this. Secretary Senate will also look into this.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I reciprocate the sentiments of the Leader of the House and we will work out a schedule.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! یہ بات تو طے ہو گئی ہے

and it is a good gesture and a good thing which has been decided. Moreover, the Bill was in the National Assembly, we are trying to expedite it. There are more than 40 bills. 15 are already for passage and 25 have come in. We will do it as early as possible. There the debates have been going on and the legislation was hindered by that thing. In future, we shall be very careful about it. *Inshallah* we will be bringing it as early as possible as the session of the National Assembly is coming, we will try to pass them and send them back to the Senate.

Mr. Chairman: We may now take-up item No. 3 regarding the consideration of the following motion moved by Mr. Muhammad Wasi Zafar:

"The Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006] as passed by the National Assembly, be

taken into consideration."

I remind honourable Senators that the maximum time is 8 to 10 minutes so, we should strictly adhere to it so that more and more people can speak.

Senator Liaqat Ali Bangulzai: Sir, you kindly extend this time because in 8 to 10 minutes, we cannot give our point of view.

Mr. Chairman: I think we will keep it as it is and it was agreed to but if somebody is bringing-in something new then I will be open to it. In case it is repetition we should avoid burdening the members. I am open as I have said if there is some new point but repetition we should avoid that.

Senator Liaqat Ali Bangulzai: Thank you.

Mr. Chairman: I now give the floor to Prof. Muhammad Ibrahim Khan.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! اس اہم موضوع پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں اپنی گزارشات علما کے ساتھ حکومت کے اس معاہدے سے شروع کروں گا جس کی کاپیاں کل محترم وزیر پارلیمانی امور نے تقسیم کی تھیں۔ جس پر نو علما کے دستخط ہیں۔ حکومت کی طرف سے چوہدری شجاعت حسین صاحب، جناب چوہدری پرویز الٰہی صاحب اور سردار نصر اللہ دریشک صاحب کے دستخط ہیں۔ اس میں تین نکات ہیں جن پر اتفاق کیا گیا تھا۔ میں وزراء صاحبان کی توجہ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، جی جی بالکل وہ پہلے ہی متوجہ ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، میں ڈاکٹر شیر افگن خان کی توجہ چاہتا ہوں۔ انہوں نے یہ معاہدہ کل معزز اراکین میں تقسیم کیا تھا۔ اس میں تین نکات ایسے ہیں جس پر اتفاق کیا گیا تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے یہ تاثر دیا کہ اس معاہدے کا پاس اور لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس Bill

میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔ میں بڑے افسوس سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی گئی ہے اور اس میں کوئی شق بھی اس معاہدے کی اس Bill میں جس طرح یہاں پر درج ہے شامل نہیں کی گئی ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ اگر ہم Bill کا مطالعہ کریںتو اس میں حدود آرڈیننس سے زنا بالجبر کا لفظ جہاں بھی ہے صرف definition نہیں سارے الفاظ بھی نکالے گئے ہیں۔ بالخصوص میں ان کی توجہ حدود آرڈیننس کے section 8 میں تبدیلی کی طرف مبذول کراؤں گا Section 8 اصل آرڈیننس کا amendment of section 8 in the offence the words, "Zina biljabar" shall be omitted یعنی اس سے بھی زنا اور زنا بالجبر کے الفاظ نکالے گئے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ علما کے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر زنا بالجبر میں چار گواہ ہوں تو اس پر حد جاری ہوگا۔ اس کو تسلیم نہیں کیا گیا اور حدود آرڈیننس نے زنا بالجبر کو مکمل طور پر نکال دیا گیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدود آرڈیننس معاہدے کے الفاظ ہیں۔ حدود آرڈیننس میں زنا موجب تعزیر کی بجائے فحاشی کے عنوان سے ایک نئی دفعہ کا تعزیرات پاکستان PPC میں اضافہ کیا جائے گا جس کا متن درج ذیل ہے۔

A man and a woman are set to commit lewdness, if they will fully have sexual intercourse with one another and shall be punished with improsement for 5 years and shall also be liable to fine.

یہاں پر lewdness کو چھوڑ کر اس کے عنوان کو fornication بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بھی تبدیلی ہے۔ اب اس میں علما نے بھی یہ بات کی ہے کہ ہمارے الفاظ کوجزوی طور پر مانا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بھی ایک ڈنڈی ماری گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ fornication کے الفاظ سے ایسی ambiguity پیدا کی گئی ہے کہ حدود آرڈیننس کے section 5 کے ساتھ یہاں پر ابہام پیدا کیا گیا ہے۔ Fornication کوئی بھی ڈکشنری اٹھا لیں، اس کے معنی ہیں sexual intercourse with an unmarried woman اس کو وہ بنایاگیا ہے گویا یہ مطالبہ علما کا، علما کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا، معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

تیسری بات یہ کہ زنا آرڈیننس کی دفعہ تین کی جگہ مندرجہ ذیل دفعہ تحریر کی جائے گی۔

In the interpretation in application of this ordinance, the injunctions of Islam are laid down in the Holy Quran and Sunnah shall have effect, not be standing any thing contained in any other law for the time being enforced.

جناب چیئرمین! آپ اگر اس Bill کا مطالعہ کریں تو اس کے اندر جو omissions کی گئی ہیں

omission of Article II of the Bill section 3 Ordinance VII of 1979 in the offence of Zina enforcement of Hudood Ordinance 1979 Ordinance section III shall be omitted

گویا اس کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا۔ اب یہ تاثر دینا کہ علما کے اس معاہدے کو پورا کیا گیا ہے اور اس Bill میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ بالکل درست نہیں ہے اور ایک غلط تاثر دیا جاتا ہے۔ اس لیے نو کے نو علما نے یہ بات کہی ہے، ریکارڈ پر موجود ہے، پریس میں موجود ہے کہ ہم سے حکومت نے جو معاہدہ کیا تھا حکومت نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ جناب چیئرمین! میں ان سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا ہمارے اعتراضات اور بھی ہیں--- میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ علما کا لحاظ کرتے ہوئے، ان کا احترام کرتے ہوئے ہمیں حکومت کا ساتھ دینا چاہیے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے اس بات کو بھی تسلیم نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! اصل مسئلہ کیا ہے؟ کل جناب وسیم سجاد صاحب نے تقریر فرمائی، اس سے مجھے بڑا حوصلہ ملا۔ انھوں نے یہ بات کہی کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حدود میں ڈالا ہے اور باقی کو state پر چھوڑ دیا ہے۔ مجھے یہ بات بالکل تسلیم ہے کہ حدود میں پانچ چیزیں ڈالی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! 1979ء میں یہ حدود آرڈیننس پاس ہوا۔ 1979ء تک ہم انگریز کے قانون پر عمل درآمد کرتے رہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ 1947ء میں حدود آرڈیننس نافذ ہوتا اور اللہ کی حدود کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قوانین چلتے لیکن ہم نے انگریز کے قوانین کو follow کیا اور ان کو follow نہیں کیا۔ اصل مسئلہ کیا ہے؟ پہلی بات جو علما کے ساتھ تسلیم کی

گئی تھی کہ اگر زنا بالجبر کے چار گواہ ہوں تو اس پر حد جاری ہوگی لیکن اس نے کے statement of objects and reasons میں جو بات لکھی گئی ہے' یہ page 14 اور تیسرا پیراگراف ہے'

there is no Hadd for the offence of Zina-bil-jabr (rape). It is a Ta'zir offence. اصل مسئلہ یہ ہے' یہ کہا جاتا ہے کہ زنا بالجبر کے الفاظ تو قرآن میں لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ زنا بالرضا کے الفاظ بھی لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ وہاں صرف زنا لکھا ہوا ہے۔ زنا کی ایک صورت یہ ہے کہ زنا بالرضا ہو اور زنا کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ زنا بالجبر ہو۔ دونوں زنا ہیں۔ دونوں میں سے ایک بھی زنا سے باہر نہیں ہے۔ زنا بالرضا میں مرد اور عورت دونوں قابل سزا ہیں جبکہ زنا بالجبر میں victim کو سزا نہیں دی جائے گی' زنا بہرحال ہے۔ اگر حد کی شرائط پوری نہ ہوتی ہوں تو تب تعزیر ہے۔ اصل مسئلہ یہاں پر آکر رک جاتا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں اور پاکستان بھر کے علما یہ کہہ رہے ہیں کہ زنا بالجبر حد ہے لیکن حکومت کا اس بات پر اصرار ہے کہ زنا بالجبر حد نہیں ہے۔

قرآن عظیم الشان کی سورۃ نور کی دوسری آیت میں زنا کی تعریف اور زنا کی سزا بیان کی گئی ہے اور وہ اصل میں ہمارے لیے نص بھی ہے۔ اس میں زنا بالجبر بھی آتا ہے اور زنا بالرضا بھی آتا ہے۔

الزانية والزانی فاجلدو کل واحد منهما مائة جلدة ولا تاخذكم بهما رافة فی دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الاخر وليشهد عذابهما طائفة من المنومنين۔

زنا کار عورت ہو یا مرد ہر ایک کو سو کوڑے سزا دو اور اللہ کے دین کے معاملے میں ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتو۔ اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ وہاں پر موجود ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہ اصل نص ہے' اس میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر دونوں شامل ہیں۔ جناب چیئرمین! اصل میں بنیادی بات تو یہ ہے کہ اس میں انہوں نے جو ترمیم کی ہے کہ حدود آرڈیننس سے زنا بالجبر کو نکال کر پی پی سی کا 375 اس کو بنا دیا گیا ہے اور اس کی تعریف میں بنیادی تبدیلی کی گئی ہے۔ زنا بالجبر میں یہ بات شامل تھی کہ کوئی مرد اس عورت سے جس کے ساتھ اس کا نکاح نہ ہو جماع کرے اس کی رضا مندی کے خلاف' انہوں نے rape کی یہ

تعریف یہاں پر ڈالی ہے

a man is said to commit rape who has sexual intercourse with woman under circumstances falling under any of the following description.

جناب چیئرمین! man بھی common noun ہے اور woman بھی common noun ہے اور اگر کوئی بھی اپنے شوہر پر یہ دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر نے اس کی رضامندی کے بغیر، اس کی مرضی کے خلاف جماع کیا ہے تو وہ بھی اس تعریف کی رو سے rape کا مجرم قرار دیا جائے گا اور پھر اس کا آخری نمبر پانچ with or without her consent when she is under 16 years of age. اگر سولہ سال سے کم عمر کی لڑکی سے کوئی نکاح کرے تو جماع کی صورت میں اس تعریف کی رو سے وہ مجرم ہوگا۔ اب اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ زنا کی تعریف میں married کے الفاظ چونکہ شامل ہیں اس لیے وہ نہیں آتے۔ زنا کی تعریف اپنی جگہ ہے، rape کی تعریف اپنی جگہ ہے۔ زنا کی تعریف rape کی تعریف پر صادق ثابت ہو ہی نہیں سکتی۔ Rape کی تعریف الگ ہے اور زنا کی تعریف الگ ہے، یہ ابہام پایا جاتا ہے اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ قومی اسمبلی کی ایک خاتون رکن نے یہ اعتراض اٹھایا تھا لیکن اس کو پھر بھی درست نہیں کیا گیا، یہ ہمارے سامنے اسی طریقے سے لایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہمیں بار بار کہتے ہیں ہمیں بتایا جائے کہ قرآن کی کس آیت کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں جانتا ہوں کہ قرآن کی ایک اور جو خلاف ورزی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ fornication کے ساتھ جو 496(b) میں fornication-definition ہے پھر 496(c) میں کہا گیا ہے punishment for fall sake relation of fornication, fall sake relation of fornication قذف کے اندر ہی آتا ہے اور قذف کی سزا قرآن عظیم الشان کے اندر درج ہے۔ قرآن عظیم الشان میں یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے، سورۃ نور کی آیت چار ہے۔ (عربی) جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لائیں، ان کے لیے پھر ۸۰ کوڑے سزا ہے۔ قذف کی سزا ہوتے ہوئے پھر یہ سزا دینا، قرآن کی اس آیت کی خلاف ورزی ہے۔

جناب چیئرمین! اگلی جو قرآن کی صریح خلاف ورزی ہوئی ہے وہ

Article 25 of this Bill. Article 25 Amendment of Section 14 of Ordinance in the case of Qazf enforcement of Hud Ordinance, 1977 (Ordinance No. VII of 99 is Section 14 sub-section (3) and (4) shall be omitted.

- جناب چیئرمین! اس section 14 کا section 4 میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔

Section 14, sub-section (4) is this: A wife who has accepted the husband's accusation as true shall be awarded the punishment for the offence of Zina liable to Hud under the imposition of Hadood for the offence of Zina, 79.

یہ قرآن عظیم الشان سے لیا گیا ہے۔ لعان کا طریقہ درج ہے اور سورۃ نور کی آیت 8-9 ہے(عربی) جس خاتون پر اس کے شوہر نے الزام لگایا ہے کہ میں نے اس کو دوسرے شخص کے ساتھ جماع کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا' اس خاتون سے عذاب صرف اس صورت میں ملے گا کہ اگر وہ چار بار اللہ کے نام سے یہ گواہی دے کہ اس کا شوہر یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہے۔(عربی) اور پانچویں بار یہ کہے' یہ گواہی دے کہ اگر یہ مرد سچا ہو تو اس عورت پر اللہ کا غضب ہو۔ یہ بالکل یہ آیت ہے۔ section 14 sub-section 4 اس آیت کی رو سے یہ کہا گیا ہے کہ اگر یہ بیوی شوہر کے الزام کو درست تسلیم کرے تو اس پر حد جاری ہوگی اور اس آرڈیننس کے اندر کہا گیا ہے کہ اس کو omit کیا جائے گا۔ اس omission کے معنی یہ ہیں کہ اس کو کوئی سزا نہیں ملے گی اور اللہ کی حد نافذ نہیں ہوگی' یہ قرآن کی خلاف ورزی ہے۔ یہ تین امور تو بالکل میں نے عرض کر دیئے ہیں۔ میں ایک طالبعلم کی حیثیت سے ان سے موذبانہ گزارش کروں گا کہ مجھے سمجھائیں کہ یہ قرآن کی خلاف ورزی نہیں ہے میں بالکل ان کا ساتھ دوں گا لیکن خدا کے لیے اس میں یہ جلدی نہ کریں کہ ان پر باہر سے دباؤ اور پریشر ہے۔ اس پریشر میں آکر یہ سب کچھ کرنے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں آپ کے پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، جناب چیئرمین ! اس Statement of

Objects and Reasons کے بالکل شروع میں بہت اچھی باتیں لکھی گئی ہیں۔

"One of the avowed constitutional objectives of the Islamic Republic of Pakistan is to enable Muslims to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah.

The Constitution, accordingly, mandates that all existing laws shall be brought in conformity with Injunctions of Islam as laid down in the Holy Qur'an and Sunnah.

The object of this Bill is to bring the laws relating to zina and qazf, in particular, in conformity with the stated objectives of the Islamic Republic of Pakistan."

جناب چیئرمین! بڑے خوشنما الفاظ ہیں، اس کو پڑھتے ہوئے ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے لیکن ہم جب دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں ماحول کیسا ہے۔ اسلام کی رو سے جو فعل جرم ہوتا ہے اس تک پہنچنے کے دروازے بھی بند کیے جاتے ہیں۔ یہاں پوری ریاست کی مشینری، ان کے مختلف ادارے، نوجوانوں کو دعوت گناہ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کو دیکھا جائے تو ہمارے نوجوان یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے ٹی وی ویژن نے Indian TVchannels کو مات دے دی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو رواج دیا جا رہا ہے اور یہاں پر زنا کے دروازے بند نہیں کیے جا رہے بلکہ کھولے جا رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Please conclude now.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! دو منٹ میں بات ختم کرنا چاہوں گا۔ اسلام میں مخلوط معاشرے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ صحابہ کرام اور صحابیات کا معاشرہ ہمارے سامنے ہے۔ یہاں معاشرے میں جو اختلاف ہے اس کو مزید بڑھایا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! حکومتی اداروں، آپ کی پارلیمنٹ کے اندر جو security staff ہے ان میں خواتین کا لباس شلوار اور

قمیض انتہائی باوقار لباس تھا لیکن ان کو پتلون پہنا دی گئی ہے، مغربی تہذیب لائی جا رہی ہے، شاید پھر پتلون کے بعد سکرٹ کی باری آئے اور یہاں پر ہم مغرب کو دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین! قرآن عظیم الشان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (عربی) لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جس کی باتیں تمہیں بڑی دل پسند لگتی ہیں لیکن اس کو اقتدار ملتا ہے تو وہ دنیا میں فساد پھیلانے لگتا ہے۔ ہماری نظر میں یہ Bill قرآن و سنت کے بالکل منافی ہے، خلاف ہے۔ اللہ کے قانون کے مقابلے میں ایک نیا قانون بنایا جا رہا ہے اور اللہ کے مقابلے میں جو بھی قانون بناتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے طاغوت کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (عربی) جو طاغوت کا انکار کرے گا اللہ پر ایمان لائے گا۔ اللہ پر ایمان لانے سے پہلے طاغوت کا انکار ہے۔ سورہ نساء میں اللہ کا فرمان ہے (عربی) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جو یہ انتظام رکھتا ہے کہ وہ ایمان رکھتا ہے۔ اس کتاب پر بھی جو تم پر نازل ہوئی اور جو تم سے پہلے نازل ہوئی لیکن وہ کام کیا کرتا ہے، فیصلے لیتا ہے طاغوت سے اور یہاں ہم خود طاغوت بن رہے ہیں۔ اس لیے جناب چیئرمین! میری مؤدبانہ درخواست ہے کہ یا تو ہمیں سمجھایا جائے کہ یہ قرآن وسنت کی ان آیات کے منافی نہیں ہے اور یا پھر اس کو واپس لیا جائے۔ اگر سمجھایا جاتا ہے اور نہ واپس لیا جاتا ہے تو یہ ایوان میری نظر میں قرآن کی رو سے طاغوت ہے۔ کل ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے میرا بیان پڑھ کر سنایا تھا، میں نے یہ کہا ہے کہ اس طاغوت میں ہمارا بیٹھنا، ہمارے ایمان اور ضمیر کے بالکل منافی ہو گا لیکن جب ہم اس ایوان سے نکلیں گے تو انشاء اللہ ایک انقلاب ہو گا، ہم پُرامن رہیں گے، آئینی اور قانونی حدود کے اندر ہوں گے لیکن پھر اس کے بعد ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ----

جناب چیئرمین، پروفیسر صاحب! آپ نے 20 منٹ لے لیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب! آخری ایک منٹ چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب نے امریکہ میں ایک بیان دیا تھا کہ "میری وردی اگر نہ ہوتی تو میں حدود آرڈیننس کو touch نہیں کرسکتا تھا"۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ وردی اسی لیے رکھی ہے کہ اس ملک میں بےحیائی اور فحاشی کو فروغ دیں۔ ہم پھر انشاء اللہ ایک انقلاب برپا کریں گے کہ وردی ہو گی اور نہ وردی والا ہو گا اور انشاء اللہ نہ عریانی اور فحاشی ہو گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیے - I will again remind the honourable members to please adhere to the time limits. ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب چیئرمین! آج ایک اہم دن ہے اور یہاں ہمارے ساتھیوں نے مدلل طریقے سے باتیں کیں، مولانا گل نصیب صاحب اور پروفیسر ابراہیم صاحب نے باتیں کی ہیں، میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور اس طرف بیٹھنے والے بھی جانتے ہیں کہ اپنے ضمیر میں جھانک کر دیکھیں کہ یہ Bill پاکستان کے عوام کے مفاد میں ہے یا پاکستان کے لوگوں کے کہنے پر یا اس کو عورتوں پر زیادتی کے reference سے یہاں پر کبھی نہیں لایا گیا اور ہم نے pass نہیں کیا۔ یہ مغرب، America کے ساتھ پاکستان کا جو ایک معاہدہ ہے، اس کو پورا کرنے کے لیے مرحلہ وار first step کے طور پر اس پاکستان کے مسلمانوں کے ضمیروں کو check, test کرنے کے لیے کہ ہم یہ فحاشی اور عریانی کے لیے اور اسلام، قرآن اور سنت کے خلاف یہ Bill لائیں گے اور دیکھیں گے کہ پاکستان میں مسلمانوں کا reaction کیا ہو گا۔ یہ وہ بھی سمجھتے ہیں اور وہ بھی اپنے ضمیر سے مطمئن نہیں ہیں لیکن کیونکہ فرد واحد جنرل مشرف صاحب نے ان کو یہ order دیا ہے کہ چاہے جائز ہو، ناجائز ہو جب آپ لوگ اس bench پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ لوگوں کو میری بات ماننی پڑے گی۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ اپنی تقریر میں جواب دیں۔

جناب چیئرمین، ان کی بات صحیح ہے کہ جو یہاں موجود نہیں ہے، ذاتی references نہ دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ جب اسلام کے خلاف vote دیں گے، آپ کو سننا پڑے گا، آپ سنیں ہاں۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! ذاتی references نہ دیں جو یہاں موجود نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! یہ جو مسئلہ ہے جب یہ Bill پیش کیا گیا تھا تو MMA کے قائد مولانا فضل الرحمن نے حکومت سے کہا کہ اگر آپ ہم پر یقین نہیں رکھتے کہ ہم سیاسی علما ہیں تو ہم آپ کو اختیار دیں گے کہ غیر سیاسی علما کی پورے پاکستان میں Committee بنائی جائے۔ ان کی جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ کبھی سیاسی پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں' نہ وہ election لڑتے ہیں تو انہوں نے agree کیا۔ مولانا تقی عثمانی نے کبھی election نہیں لڑا۔ انہوں نے نہ جمعیت کے لیے compaign چلائی' نہ جماعت اسلامی کے لیے compaign چلائی' تو آٹھ' نو لوگوں کی ایک فہرست بنائی گئی' ان کو تین دن تک اسلام آباد بلایا گیا اور پورا Bill ان کے سامنے رکھا گیا کہ آپ دیکھیں اس میں کونسی بات قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ جناب چیئرمین! انہوں نے بغیر کسی انانیت' بغیر کسی ضد' تعصب سے بالاتر ہو کر پاکستان کے مفاد اور اسلامی قوانین کے مطابق جو سفارشات مرتب کی ہیں' ان کے حوالے کی گئیں کہ یہ سفارشات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن میں چوہدری شجاعت کو کہتا ہوں جب آپ نے floor پر resign کی بات کی'(xxx)

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! Bill پر بات کریں ناں۔ وہ باتیں نہ کریں' جس سے ماحول خراب ہو' آپ سیدھی بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، شجاعت صاحب تو head of party ہیں' ان کا نام تو آئے گا' اس کا ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ۔۔۔ آرام سے بات سنیں' بعد میں جواب دے دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ صحیح کہہ رہے ہیں' میں نے اس کو expunge کیا۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، انہوں نے کہا کہ قرآن و سنت کے خلاف ہوا تو ہم resign کریں گے' ہم آج یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو یہ بات سننی پڑے گی کہ انہوں نے جو خلاف

+ [(xxx)Words expunged by the orders of Mr. Chairman]

ورزی کی' جب انہوں نے Bill pass کیا تو مولانا نے کہا' ہم ادھر اسمبلی میں تھے' کہ آپ جلدی نہ کریں۔ اس Bill کو ہم پھر کہتے ہیں کہ علما Committee کا Bill ہے۔ اس طرح تو MQM والوں نے challenge دیا تھا کہ اگر Select Committee کا Bill نہ ہوا تو ہم House میں نہیں بیٹھیں گے۔ ان کو خوش کرنے کے لیے انہوں نے Speaker کی table پر Select Committee کا Bill رکھ دیا۔ اس طرح سے floor پر وزیر قانون نے بتایا کہ اس میں علما کی سفارشات کی بھی amendments ہیں تو اسپیکر نے کہا کہ جی یہ تو جھوٹ ہے' جو Bill میری table پر پڑا ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے یعنی اس طرف یہ ہمیں بھی خوش رکھنا چاہتے تھے' اس طرف انہوں نے MQM والوں کو بھی کہا کہ آپ walk out نہ کریں' اس طرح Bill pass کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمن صاحب نے کہا کہ آپ اس میں جلدی نہ کریں' اگر آپ کہتے ہیں کہ علما کی سفارشات اس میں شامل ہیں تو ہم ان کو بلائیں گے اور جائزہ لیں گے' آپ ہمیں ایک دن کا وقت دیں کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے' کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے لیے پاکستان میں کھیل بھی ہوں گے۔ جناب چیئرمین! ان کی بات نہیں مانی گئی اور اس Bill کو pass کیا گیا۔MMA نے walk-out کیا کہ ہم ان کارروائی میں شریک نہیں ہوں گے لیکن جناب چیئرمین! یہ اس بات کا اعتراف کیوں نہیں کرتے کہ جب مشرف صاحب امریکہ گئے تھے' یہ press میں آیا تھا کہ بش نے ان کو ڈانٹا کہ آپ نے کہا تھا کہ میں یہ Bill pass کر کے آؤں گا۔

جناب چیئرمین، آپ کو کیسے پتا ہے؟ آپ وہاں موجود تھے؟ کیسی بات کرتے ہیں۔ ایسے personal references نہ کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جب وہ مذاکرات کر رہے تھے تو بش صاحب نے ان کو کہا۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، آپ سنیں' آرام سے بیٹھیں' آپ کی باری آئے گی تو آپ بتا دیجیے گا' ابھی سنیں' آپ کو سننا پڑے گا۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! آپ Bill پر رہیں، جو معقول بات ہے، اس طرح references نہ کریں، Bill پر to the point رہیں۔ مہربانی فرما کر ادھر ادھر کی بات نہ کریں، جو کہ ایک speculation ہے۔ Bill پر بات کریں اور ٹائم بھی کافی گزر گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جب یہ امریکہ گئے تو یہ Bill زیر بحث آیا۔ یہ سب کو پتا ہے، ان کو انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی کہ جب میں واپس جاؤں گا تو اس Bill کو ضرور pass کراؤں گا۔ جب وہ یہاں آئے تو انہوں نے یہ Bill pass کرایا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو آپ ایک free sex zone بنانا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے معاشرے میں کسی دیہات میں جو دو، چار سو کلومیٹر دور ہو اور وہاں زنا بالجبر یا زنا کا واقعہ ہو تو وہ وہاں سے پنڈی یا کوئٹہ پہنچے، مکران، نصیر آباد یا مالاکنڈ سے تو یہ بھی کوئی بات ہے۔ اگر محلے والے شور کریں کہ یہاں ہماری گلی میں یہ کاروبار چل رہا ہے تو وہ پولیس کو بلا کر ان کو ہی گرفتار کروا دیں گے کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور یہ دہشت گردی کر رہے ہیں۔ پاکستان کے قانون نے جو حقوق دیے ہیں یہ ان میں مداخلت کر رہے ہیں تو الٹا محلے والے گرفتار ہوں گے۔ بجائے اس کے کہ وہ گرفتار ہوں، محلے والے گرفتار ہوں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس Bill کے pass ہونے کے بعد آپ دیکھیں کہ کن لوگوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں۔ وہ مہذب عورتیں تھیں؛ غیر مہذب عورتوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں۔ عورتوں میں 80% بلکہ میں کہتا ہوں کہ 95% ہمارے ساتھ ہیں۔ آپ آج بھی دیکھ لیں، کچھ گنے چنے لوگ جو امریکہ نے یہاں پالے ہوئے ہیں وہ اس پر خوشی منا رہے ہیں اور مٹھائیاں تقسیم کر رہے ہیں۔ مجموعی طور پر 95% عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ ہماری توہین ہے، ہمارے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں، دس منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ابھی تو پانچ منٹ نہیں ہوئے۔ مسئلہ یہ ہے جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ اس کو آسان مسئلہ سمجھتے ہیں تو یہ آسان مسئلہ نہیں ہے۔ اس کو pass کرنے کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ موجودہ حکومت ہمارے لیے راستہ

ہموار کر رہی ہے تاکہ اگلے الیکشن میں MMA اور علما کرام آ جائیں۔ آپ اس پر کیوں ناراض ہو رہے ہیں؛ انہوں نے اچھا کیا کہ Bill pass کیا' ہمارے پاس ایک card آ گیا ہے۔ سنی تحریک' جتنے غیر سیاسی علما اور مدارس ہیں' سب ہمارے ساتھ ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم الیکشن میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ ہم آپ کو ہر طرح سے support کریں گے' آپ اس حکومت کے خلاف اٹھیں۔ یہاں یہ لوگ مذاق کرتے ہیں' محمد علی درانی صاحب' وزیر اعظم صاحب بیان دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ resign کریں گے تو ہم قانون کے مطابق ضمنی الیکشن کروا دیں گے۔ جناب! یہ آپ دل سے نکال دیں۔ پاکستان میں ابھی تک اسلامی تحریک' اسلامی لوگ' باغیرت لوگ زندہ ہیں۔ وہ آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے' وہ اسلام آباد میں long march کریں گے اور ضمنی الیکشن میں کوئی جرات نہیں کرے گا کہ وہ اپنے کاغذات جمع کرائے۔ وہ بالکل نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: اب تقریر ختم کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آخر میں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس Bill کو دوبارہ واپس کرے۔ وہ علما کمیٹی کو دوبارہ بلائے۔ اس پر مشاورت کا ابھی بھی وقت ہے۔ ورنہ ہم نے ایسی وزارت' ایسی "پوچھیاں" دیکھی ہیں۔ ہم چھوڑنا بھی جانتے ہیں۔ ہم لینا بھی جانتے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں' جناب چیئرمین! خدا را رحم کریں اس ملک پر۔ اگر وہاں ایک برقعے پر فرانس اور امریکہ والے اعتراض کرتے ہیں کہ ہم برقع نہیں پہننے دیں گے۔ یہ پاکستان میں امریکی معاشرہ' جو عورتوں کا وہاں culture ہے' آپ بھی گئے' سب گئے' وہ ننگے جو وہاں پھرتے ہیں' اس معاشرے کو امریکہ پاکستان میں لانا چاہتا ہے۔ اس کا یہ سب سے پہلا مرحلہ ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے کہ میں اگلے سپیکر کی طرف جاؤں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! ہم یہ کہتے ہیں کہ اس پر خدا کے لیے دوبارہ غور کریں اور اس پر علما کی مشاورت حاصل کریں۔ یہاں آئینی ماہرین کو بلائیں اور ہمارے Leader of the House کہتے ہیں کہ جی ہم عوام کی بات سنتے ہیں' امریکہ کی بات نہیں سنتے۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ شاید رات کو اس نے فون نہیں کیا ہو گا کہ غلطی سے یہ الفاظ نکالے گئے' 80% لوگ اس Bill کے خلاف ہیں۔ آپ کہتے ہیں 80% ان کی حمایت میں ہیں۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب تشریف رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ہم اس ملک میں امریکہ کے لیے کام کر رہے ہیں لیکن خدارا یہاں چودہ کروڑ عوام موجود ہیں، مسلمان ہیں، اسلامی تحریک ابھی تک زندہ ہے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب تشریف رکھیے۔ وقت ہو گیا ہے۔ تشریف رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: لہذا میں کہتا ہوں کہ اس پر دوبارہ نظرثانی کی جائے۔ اسے مکمل طور پر واپس کیا جائے ورنہ اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ نہ آپ یہاں رہیں گے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: نہ ادارے رہیں گے۔ نہ پارلیمنٹ رہے گی۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔جناب عبدالرحیم مندوخیل is the next speaker.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب! میں گزارش کر رہا ہوں کہ ہمارے قائدین کا نام غلط استعمال نہ کریں۔ ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ بار بار یہ لوگ کر رہے ہیں اور اپنے قائدین کی بڑی تعریف اور بڑے معزز طریقے سے نام لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ مہربانی کر کے جو بھی آپ کی تقاریر ہیں انہیں ایک دائرے میں رکھیں تاکہ ماحول میں کشیدگی پیدا نہ ہو، provocation نہ ہو۔ یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ ہر کوئی اپنی احتیاط رکھے اور to the point بات کریں۔ جو subject ہے اس پر بولیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب! یہ جو بولنا چاہتے ہیں وہ ہم سن رہے ہیں۔ یہ غلط الفاظ استعمال نہ کریں، ورنہ ہم برداشت نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی جناب عبد الرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم Bill اور اہم موضوع پر مجھے اپنی فکر آپ کے سامنے پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب

والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ اصل موضوع اس طرح گرد و غبار میں چھپا دیا گیا ہے کہ ہمارے ملک کے تمام لوگوں کے لیے بہت مشکل ہو گیا ہے کہ وہ صحیح اور غلط میں فرق کر سکیں۔ جناب والا! میں عرض کروں گا' ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اس Bill کے merit پر ہم بات کریں۔ مجموعی طور پر اس کے contents کیا ہیں' جناب والا! پہلے تو میں عرض کروں گا کہ ہمارے آئین میں واضح ایک فیصلہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حاکمیت ہے اور وہ اتھارٹی اس کی طرف سے پاکستان کے عوام کو ان کے نمائندوں کے ذریعے سے حاصل ہے۔ یعنی اس ملک میں قانون' آئین بنانا یہ کام اس ملک کی پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کا ہے۔ قانون وہ ہے جو اس پارلیمنٹ نے پاس کیا ہو۔ اگر وہ قانون کسی انسانی' اسلامی یا کسی اور اخلاقی اصول کے خلاف ہے اس کو صحیح کرنا اور ٹھیک کرنا بھی اس کا کام ہے۔ اس ملک میں یہ فیصلہ ہے ہمارے آئین کا ۵۰' ۶۰ سال سے اور حتیٰ کہ آزادی سے پہلے جو آئینی نظام بنے تھے ایک چیز بنی ہے اس میں کہ اس کے بارے میں کسی اور کو قانون بنانے کا اختیار ہے اور نہ کسی اور کی بات قانون ہے۔ یہ اصل بات ہے۔

جناب والا! ہمارے یہ قانون ساز ادارے' یہ آئین ساز ادارہ اس کو مختلف مراحل میں ہماری سوسائٹی کے مسائل پر بات کرنی ہے۔ ہمارے مسائل سیاسی ہیں' معاشی ہیں اور سماجی ہیں۔ اس میں ایک واضح بات ہے کہ دنیا میں اگر کوئی اور ہمارے مسائل کے بارے میں بات کرے گا اور اس کے بارے میں کوئی رائے دے گا تو یہ اس کی بات ہے لیکن ہماری ذمہ داری ہے' ہم پارلیمنٹ میں ہیں' ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے ملک کے مسائل کو حل کرنے کے لیے' اگر اس کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہے' تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کے لیے قانون بنائیں۔ اب دوسرے مسائل سیاسی' سماجی اور معاشی اس کے بالکل علاوہ ہیں۔ ایک اہم مسئلہ ہماری سوسائٹی میں یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں عورت' خواتین مظلوم ہیں۔ ہماری سوسائٹی کا جو پس منظر رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں عورت' خاتون مظلوم ہے۔ اس پر مجموعی طور پر جبر ہے۔ ہم وراثت میں انہیں حق نہیں دیتے۔ ان کو کسی طرح بھی ہم اپنے گھر سے نکالتے ہیں یا اپنے گھر لاتے ہیں اس میں زور اور جبر شامل ہوتا ہے۔ ہماری سوسائٹی کی خواتین مظلوم ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ایسے قوانین بنائیں کہ ہماری مجموعی سوسائٹی میں خواتین کا اصلاح احوال ہو سکے۔ اب اس کے بارے میں جو بھی قوانین ہم بنائیں اس کے بارے میں یہ ہے کہ کوئی اور ملک کیا کہتا

ہے اس کو ہمیں نہیں لینا چاہیے کہ ایسے مفروضوں سے کہ فلاں نے فلاں کو ہدایت کی۔ ہمارے نظام فقہ یا ہمارے نظام قانون کے بارے میں اگر کسی نے رائے کا اظہار کیا تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم اگر اپنا اصلاح احوال کر رہے ہیں اور ہم کسی کے ایجنٹ ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اگر ایسی بات ہماری پارلیمنٹ والے یا کوئی اور اس طرح لائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی سوسائٹی کے لیے خود law making نہیں کر سکیں گے۔ ہم اپنی مشکلات کو حل نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں جو کچھ اس بل میں ہے merit پر دیکھنا ہے۔ جناب والا! میں پہلی بات کے تسلسل میں عرض کروں گا کہ یہ جو علما کمیٹی ہے، اس کا expert opinion ہے لیکن وہ اتھارٹی نہیں ہے۔ چوہدری شجاعت صاحب نے جو رپورٹ بنائی ہے وہ یہاں پر پارلیمنٹ کی کمیٹی کے سامنے پیش کریں۔ یہ معاہدے جو پارلیمنٹ سے باہر ہوتے ہیں ہم نہیں مانتے۔ اس پارلیمنٹ کے باہر ہم ملٹری سیکورٹی کونسل کے اختیارات کو مانتے ہیں نہ ہم کسی کمیٹی کی بات کو قانون سمجھتے ہیں۔ ان کی رائے ہمیں لینی چاہیے، قرآن و سنت سے راہنمائی لینی چاہیے۔ قرآن و سنت کے جو اصول ہیں ان کو سمجھنے کے لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ وہاں expert opinion ہو لیکن یہ معاہدے کی باتیں ہیں۔ اگر چوہدری شجاعت صاحب یا دوسرے صاحب کرلیں گے تو یہ پارلیمنٹ سے اوپر کوئی چیز ہے۔ بہرحال جس طرح اور جس حد تک میں سمجھ سکا ہوں کہ اس قانون میں کیا ہے۔

جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے Pakistan Penal Code میں جو amendments کی ہیں اور کچھ sections اس کے ساتھ شامل کیے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح تھیں۔ بات یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں عورت کے خلاف، خواتین کے خلاف بڑے جرائم ہوتے ہیں، انہیں اغوا کیا جاتا ہے، زنا بالجبر کیا جاتا ہے، بازار میں فروخت کیا جاتا ہے۔ آج بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک میں عورتوں کو باقاعدہ منڈی میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں اگر یہاں چیزیں ہیں، ایک اہم چیز ہے تو تمام پارلیمنٹ کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ یہ بہت اچھی چیزیں ہیں البتہ میں ان میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ بعض جگہ جو سزائیں دی ہیں مثلاً عورت کو فروخت کرو اور پھر اس کو منڈی میں بٹھاؤ، اس کے بارے میں جو سزا ہے میرے خیال میں یہ کم دی ہے۔

مثلاً جناب! Clause-2 بل کی ہے

insertion of new sections in Pakistan Penal Code of 1860, hereinafter referred to as the said code, after section 365-A, the following new sections shall be inserted namely, kidnapping or abducting or inducing women to compel for marriage

یہ واقعی بڑا جرم ہے۔ عورتوں کو اس سے نجات ملنی چاہیے کہ کوئی اس کو مجبور کرے۔ اس طرح

جو kidnapping or abduction in order to subject persons to un-natural laws

کہ غیر فطری عمل ہے۔ یہاں انہوں نے، مولانا صاحب نے یا کسی اور نے بات کی ہے کہ یہ

homo sexuality نہیں ہے۔ بچوں کو ہمیں معلوم ہے منڈیوں میں بٹھایا گیا ہے اور اگر وہ

جبر ہے تو اسے جرم ہونا چاہیئے اور اسے سزا ملنی چاہیے۔صرف بات یہ ہے کہ اس میں جو مختلف

سزائیں دی گئی ہیں یہ تو تقریباً زیادہ صحیح ہیں۔

Punishment with death or rigorous imprisonment, kidnapping or abduction to subject person to un-natural laws

اس کے لیے صحیح سزا ہے to death or rigourous imprisonment اب اس کو ہمیں ذرا

دیکھنا چاہیے کہ وہ لڑکے جنہیں منڈیوں میں بٹھایا گیا ہے۔ جنہیں فروخت کیا گیا ہے، ان کو یہ

معلوم ہو یا وہ یہ بات سمجھیں کہ کونسا قانون ہماری نجات کے لیے بنا ہے۔ انہیں خوشی منانی

چاہیے۔ اسی طرح جناب والا ! selling persons for purposes of prosecution, کسی

شخص کو prosecution کے لیے فروخت کرنا، یہ واقعی جرم ہونا چاہیے اور اچھا کیا ہے کہ یہاں

آیا ہے اور اس میں سزا ہے shall be punished to the imprisonment which may

extend to 25 years. بہرحال اس میں یعنی selling for prosecution کے لیے موت کی

سزا سے کم کیوں دی جائے، جب آپ منڈی میں عورتوں کو فروخت کریں۔ جب ہم کہتے ہیں

rape کی سزا death اور جب آپ منڈی میں عورت کو بٹھاتے ہیں اور ہر روز rape کرتے ہیں

تو اس شخص کو موت کی سزا کیوں نہیں ملی۔ اسی طرح جناب والا ! buying persons for

purposes of prosecution. prosecution کے لیے خریدنا ہے اس کی سزا کیا ہے

shall be punished with imprisonment which may extend to 25 years یعنی اس

کو جب آپ خرید رہے ہیں تو اس کو موت کی سزا کیوں نہ دی جائے۔ اسی طرح جناب والا! یہ تمام جرائم جو عورت کے خلاف ہوتے ہیں ان کے لیے یہ صحیح ہے کہ سزا ہونی چاہیے اور ہمیں انہیں یہ protection دینی چاہیے۔ اس حوالے سے اس Bill کو جیسے protection آپ نے عموماً کہا ہے، عورت کے خلاف جرائم اور اس میں کیا لکھا ہے۔ یہ حدیث بار بار ہماری زبانوں پر آتی رہتی ہے۔ میں تو قبائل سے ہوں، جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھتا ہوں، ہماری قبائلی روایات میں ایسی مجالس میں جو مردوں کی مجالس ہوں یہ ناشائستہ اور نامناسب کہلاتے ہیں یعنی اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔ Shall be punished with imprisonment which can be upto ten to 25 years. یعنی جب اس کو وہ خرید رہے ہیں تو اس کو موت کی سزا کیوں نہ دی جائے۔ اسی طرح جناب والا! تمام جرائم میں جس عورت کو سزا ہوتی ہے اس کے لیے یہ بالکل صحیح ہے، ہونا چاہیے اور ہمیں انہیں یہ protection دینی چاہیے اس حوالے سے اگر ہم اس Bill کو protection of women جرائم کے خلاف، جو عورت کے خلاف جرائم ہیں، اس کے خلاف اگر protection ہو تو یہ اچھی بات ہے۔ جناب والا! ایک مسئلہ پولیس کا Cr. PC کا تجربہ ہے۔ بے ادبی معاف! اگر یہ کہوں اس کا استعمال ٹھیک نہیں ہوتا، پولیس کے تھانے جبر کے سب سے بڑے مرکز ہیں۔ تمام ایسے جرائم میں جو عورت کسی طرح ان مسائل میں الجھ جاتی ہے، اس کے بعد اس عورت کو لوگ مل کر منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں، اس عورت کی قسمت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاریک ہو جاتی ہے۔ جناب والا! پولیس کے ہمارے ایک استاد کریمنل کورٹ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ جب ایک عام ملزم کو پولیس کے حوالے کریں تو he is lost to the world پھر دنیا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جناب والا! اپنے طور پر یہ بہت اچھی بات ہے جو بھی جرائم ہیں ان کے بارے میں complaint کے حوالے سے پولیس کو بالکل نکال دیا ہے، یہ ضروری تھا اور تمام complaints جو یہاں انہوں نے دی ہیں یہ جو شق آٹھ میں دی ہیں insertion of new section in1895, Criminal Procedure Code طریقہ کار کی، یہ بہت صحیح بات ہے کسی بھی ایسی complaint والے پر۔ جناب! ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جو لوگوں کو بغیر چار شہادتوں کے کوئی سزا نہ دینے کا حکم دیا ہے اور یہ قرآن کا حکم ہے وہ کس لیے تھا؟ وہ اس لیے کہ انسانوں کو تحفظ ملے۔ کوئی بھی ناروا قدم ان کے خلاف نہ

اٹھائے۔ اس میں یہی سخت شرائط شہود والی ہیں۔ اس لیے سختی ہے' اس لیے یہ بہت بہتر راستہ ہے کہ کورٹ میں complaints کریں کسی بھی ظلم پر بالخصوص زنا' زنا بالجبر یا اس حوالے سے جھوٹا الزام قذف ہے۔ جناب والا! یہ اس میں بہت صحیح ہے۔ ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہیے ۔ہمارے ملک کے تمام لوگوں کو خوش ہونا چاہیے۔ انسان' بے گناہ لوگوں کو خواہ مرد ہو یا عورت' ان کے الزام کے حوالے سے پہلے جو complaints ہیں' وہ کورٹ میں کریں اور کورٹ میں بھی ایک خاص درجے کی کورٹ میں کریں۔جناب والا! اس سے کیا بنتا ہے۔ صرف وہ ایک خاص limit جو دی ہوئی ہے۔ اگر کورٹ اپنے ان گواہوں کے بیانات اور اس complaint کے بیان سے مطمئن ہے کہ یہ ایسا الزام ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر اس پر مقدمہ چلایا جائے لیکن اگر وہ صحیح نہیں ہے اور کورٹ مطمئن ہے تو اس کے لیے بچاؤ کا راستہ ہے یعنی بغیر بےعزتی کے' بغیر مشکلات کے۔جناب والا! اس طرح اسی کے ساتھ طریقہ لکھا گیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ Courts میں ہوتا ہے' جو ناجائز الزام لگتا ہے۔ جو اب اس ناجائز الزام کے بارے میں پھر آپ ایک نیا مقدمہ بنائیں گے اور پھر دوسری باتیں آپ کریں گے' بڑا مشکل ہوتا ہے۔یہاں Bill میں دیا گیا ہے کہ وہاں کی جو Court ہے وہ اس کو خود بخود کرے گی یہ اچھی بات ہے کہ اس کے حصے کیے گئے۔ یہ اچھی بات ہے کہ قذف کو اس طرح رکھا ہے کہ جو evidence already وہاں ریکارڈ پر آ گیا ہے اس ریکارڈ میں جب وہ satisfied ہے' وہ مطمئن ہے کہ یہ قذف ہے تو اسی میں وہ اس کو نوٹس دے گا اور اس نوٹس کے نتیجے میں اس کو سزا ملے گی۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ؛ جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہ چیزیں اس Bill میں ہمیں اس طرح involve نہیں کرنا چاہییں کہ اس میں جب ہم ایک نکتے پر یا دو نکتوں پر تو اس کے بارے میں ہماری تنقید ہو اس کے تمام جو contents ہیں جو بہتر ہیں ان کو ہم تنقید کا نشانہ بنائیں اور ان کو نکالیں ان کو ہم fail کریں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ جو کچھ اس میں مثبت ہے اس کو ہم آگے بڑھائیں۔

جناب والا! اس میں زنا کا مسئلہ ہے۔ اس کے بارے میں ایک واضح حد ہے اور وہ یہ

ہے کہ ایک خاص شہادت جب ہو تو وہ زنا حد میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں واضح ہے اس Act کی دفعہ پانچ اس میں واضح ہے کہ اگر حد I am sorry زنا liable to Hudd وہ ہے اس کے لیے وہ شہادت ہے تو وہ سزا دی جائے گی۔ جناب والا! اب اس میں ایک بات یہاں ہمارے ایک سینیٹر بھائی نے بھی کہی ہے، علما اور دیگر سینیٹرز نے کہی ہے۔ زنا جس کو ہم زنا بالرضا کہتے ہیں اور زنا بالجبر کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: خان صاحب وقت کا خیال رکھیے۔ اب ختم کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! ان دونوں کو include کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات میں ہے، زنا دونوں کے لیے شمار ہوتا ہے اور یہاں ہے۔ اب اگر اس Bill کے الفاظ میں اس کی مزید explanation کی ضرورت ہو اس کو بالکل پوری طرح اپنے cover میں لینے کے لیے تو اس کے لیے طریقہ وضع کیا جا سکتا ہے کہ Bill پاس ہو اور پھر اس کے بعد پارلیمانی کمیٹی بیٹھ کر اس میں جو اصلاح کرنی ہو وہ اصلاح کی جائے۔

جناب والا! یہ زنا بالجبر کا جو مسئلہ ہے اور اس میں جو طریقے ہوتے تھے واقعی جب حد کی گواہی نہیں ہے تو یہ خواتین، عورتیں حقیقت میں ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوتی تھی۔ جس کے ساتھ جبر ہوتا تھا وہ criminal بن جاتی تھی اور وہ ہمیشہ مشکلات میں ہوتی تھی۔ اب حد کا اپنا حق۔ زنا بالجبر جو amounting to Hudd, liable to Hadd وہ اپنی جگہ ہے section 5 میں۔ اگر اس سے نیچے ہے تو اس کے لیے اچھا ہوا ہے کہ واضح rape دیا ہے اور اس میں واضح مفہوم ہے کہ یہ گواہ اگر اس طرح اطمینان بخش اس court میں گواہی دیں کہ عورت کے خلاف زنا بالجبر ہوا ہے اس کو وہ سزا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین، مندوخیل صاحب! تقریر ختم کریں تاکہ میں next speaker کو وقت دوں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! ٹھیک ہے۔ میں عرض کروں گا کہ Bill کا اپنے طور پر merit بہت اچھا ہے۔ میں اپنے پارلیمنٹ کے ممبران کو خواہ وہ MMA یا دوسری پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں، یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ باتیں استعفیٰ کی نہیں ہیں۔ میں آپ

request سے کرتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسی پارلیمنٹ میں کام کرکے اس میں موجود غلطیاں improve کرنے کے لیے پارٹیوں کے ساتھ مل کر اگر اپنی طاقت سے اصلاح احوال ہو سکے تو وہ کی جائے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ استعفٰی دیں، یہ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ پارلیمنٹ میں یہ باتیں خصوصی طور پر اس مسئلے میں کیسے آ گئیں، وہ سیاسی مسئلہ اپنی جگہ پر ہے۔ آمریت کے خلاف اگر ہمارا محاذ ہے اور ہم سب بیٹھ کر استعفٰی دیں تو وہ اور مسئلہ ہے لیکن اس مسئلے پر اس Bill کو improve کرنا چاہیے یعنی اس کی حمایت کرنی چاہیے اور اس کو improve کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس Bill میں fornication کے بارے میں جو سزا مقرر کی گئی ہے، میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ جب فحاشی ہے یعنی زنا ہے اور Zina is liable to "Hadd" اطمینان بخش شہادت ہے کہ زنا ہو رہا ہے لیکن وہ "حد" تک نہیں ہے۔ اس کے بارے میں بے ادبی معاف، میں تو مجموعی طور پر اپنی سوسائٹی کے حوالے سے اصولاً یہ کہوں گا کہ یہ جو پانچ سال سزا اور دس ہزار روپے جرمانہ ہے، یہ کم ہے۔ دس ہزار روپے تو بہت پہلے تھا جب کہ دس ہزار دس لاکھ کے برابر تھے۔ جب fornication ہے تو اس کی سزا اس سے سخت ہونی چاہیے۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بہت ہی important موضوع ہے اور قومی اسمبلی میں بھی اور خصوصاً اس ہاؤس میں دونوں sides of the House سے ہم نے سنا، ہمارے معزز ساتھی جو اس کو oppose کر رہے ہیں انہوں نے اپنی reasons دیں اور حکومت کی طرف سے یا جو ہمارے ساتھی اس Bill کو support کر رہے ہیں انہوں نے اپنی reasons دیں اور خصوصاً جو Leader of the House ہیں انہوں نے اپنی کل رات کی speech میں یہ واضح کیا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے---

Mr. Chairman: Please hear the honourable member. Let us have order in the House.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اللہ تعالٰی کی حدود جو قائم کی گئی ہیں، ان کو touch کرنے

کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ بالکل categoric statement تھی اور یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ ہم سب کو پتا ہے کہ جرم ہے چاہے وہ حدود کے تحت ہو یا تعزیر کے تحت ہو' اس کو روکنے کے لیے ایک deterrent factor کے طور پر punishment ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن areas کو cover کیا' حدود میں پانچ ایسے limited ہیں اور باقی تمام areas کو' جو دنیا میں ہزاروں جرائم ہوتے ہیں' ان کو تعزیر کے ذریعے cover کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہماری پارٹی مسلم لیگ (ن) کا women protection کے حق میں view point ہمیشہ سے بڑا clear رہا ہے۔ ہم یہ believe کرتے ہیں کہ جیسا کہ کچھ ساتھیوں نے کہا یہ Bill comprehensive نہیں ہے' جو کچھ ہونا چاہیے تھا' اس میں بہت کچھ ہونا چاہیے تھا ' اس کے علاوہ بھی ان کے حقوق کو protection دینے کے لیے بہت سی قانون سازی required ہے اور ہماری جماعت صرف الفاظ پر believe نہیں کرتی۔ جب ہم حکومت میں تھے تو ہمارا وزیر اعظم خود وہاں چل کر گیا جہاں اس قسم کے واقعات ہوئے۔ تاریخ اور ریکارڈ گواہ ہے ٹیلی ویژن میں ان کی visits موجود ہیں تو ہماری پارٹی اس پر believe کرتی ہے کہ عورتوں کے حقوق کو جتنی protection ملنی چاہیے' وہ ضرور ملے اور اس کے لیے جو قانون سازی ضروری ہے' وہ ضرور کرنی چاہیے لیکن جناب چیئرمین! آپ نے بھی یہ observe کیا ہوگا جتنی تقاریر یہاں پر ہوئی ہیں for and against ہیں۔ Issue ایک ہے کہ یہ جو قانون introduce کیا گیا ہے' اسمبلی سے پاس ہو کر یہاں پر آیا ہے' اس میں یہ کہ آیا حدود کے تحت fall کرتا ہے یا اس کو violate کر رہا ہے یا تعزیر کے تحت یہ جرم fall کرتا ہے' fundamental issue یہ ہے اور جناب! یہ زیادہ دور کی بات نہیں یہ صرف کل آپ کے سوالوں کے جو جواب تھے Minister for Religious Affairs نے سوال نمبر 17-b کے تحت یہ جواب دیا اور میں جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سوال یہ تھا

whether there is any institution in the country where continuous consensus which in Arabic is called *Ijtehad* is being made on various religious issues. This was the question 17-b of yesterday

ہمیں جو question of oral answers and replies کا ملتا ہے اور جناب! honourable Minister کا جواب بھی پڑھوں گا۔ Yes, positive کہہ رہے ہیں'

yes the Council of Islamic Ideology constituted under Article 228 of the Constitution is performing the functions of *Ijtehad*, that means continuous consensus, regularly on various religious matters, whereas a large number of religious institutions in private sector are also conducting *Ijethad* on their own.

جناب! ہونا یہ چاہیے ' Leader of the House نے کل کہا کہ اسلام progressive, moderate, outward looking ہے regular, continuous consensus مانگتا ہے ' بالکل ٹھیک ہے منسٹر اس کی تائید کر رہے ہیں۔ اس وقت fine thin lining اور debate پورے ملک میں ' میڈیا میں ' electronic media میں ' اس House میں ' National Assembly میں جو ہوئی' صرف ایک issue پر ہے کہ آیا یہ حدود جو اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہیں اور بڑی limited ہیں' پانچ۔ اس کی violation میں یہ Bill pass کروایا جا رہا ہے یا یہ اس کی violation میں نہیں آتا۔ جناب! میں پھر آپ کی توجہ Constitution کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے Constitution کا chapter 11 اس issue کو deal کرتا ہے اور ہم کیا کہتے ہیں

all existing laws, under Article 227, shall be brought in conformity with the injunctions of Islam as laid down in Holy Quran and Sunnah. In this part referred to as the injunctions of Islam and no law shall be enacted which is repugnant to such injunctions.

جناب والا! یہ جو Islamic provisions کا hapter ہے Articles 227, 228 میں composition کا ذکر ہے جیسے کل honourable Minister نے کہا 229 and 230 جناب! یہ جو Article 229 ہے وہ بڑا clear ہے'

a reference by *Majlis-e-Shoora* to Islamic Council and this is Article 229 of the Constitution of Pakistan. The President or the Governor of a province may or two fifths of its total membership so requires, a House or a Provincial Assembly shall refer to the Islamic Council for advice any

question as to whether a proposed law is or is not repugnant to the injunctions of Islam. So two fifth of this House which means 40 Senators sign

کر کے، ٹھیک ہے Lower House has his own wisdom انہوں نے pass کیا ہے، it is not binding on us, we should take our own responsibility and we should

seek کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آئین بڑا clear ہے، آئین کہتا ہے کہ چالیس فیصد two fifth of

the majority اگر کسی issue پر clear نہ ہو کہ آیا یہ قانون injunctions of Islam کے

خلاف ہے یا within that ہے تو آپ اس کو advice کے لیے Council of

Islamic Ideology کو refer کر سکتے ہیں اور functions of Islamic Council Article

230 (B) یہ clearly ان کی ذمہ داری ہے

it is their responsibility to advise a House, a Provincial Assembly, the President or a Governor on any question referred to the Council as to whether the proposed law is or is not repugnant to the injunctions of Islam.

جناب! اس کے بعد issue has been identified, issue is, the whole debate, the

entire country, electronic media, Assemblies ایک گروپ، آدھے لوگ یا جتنی بھی

percentage ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ قانون اللہ تعالیٰ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جو

حکومت کے supporters ہیں وہ کہتے ہیں نہیں یہ حدود میں نہیں آتا۔ In order to save

time میں اس تفصیل میں نہیں جاتا کہ ہم نے جو against arguments سنے وہ بھی بڑے

clear ہیں کہ جناب! حدود کو violate کیا گیا۔ Leader of the House نے کہا کہ ہم نے

حدود کے article 5 کو touch نہیں کیا، ہم نے اپنے رفقاء کو کل اور آج اس House میں سنا

کہ جناب! article 6 میں آپ نے زنا کی real meaning, explanation میں سے نکال دیا تو

issue کیا ہے؟ Issue یہ ہے، it is a very fundamental issue and it is very easy

to identify this کہ آیا یہ قانون injunctions of Islam کے خلاف ہے یا نہیں۔ آیا یہ

حدود کو violate کر رہا ہے یا نہیں۔ جناب! مجھے اس میں کوئی انا کا مسئلہ سمجھ نہیں آتا اور یہ جو اجتہاد کا میں نے عرض کیا، یہ تو اسلام میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا تو چوری کے لیے جو ہاتھ کاٹنے کی سزا تھی، اس میں بڑا mild attitude رکھا گیا، اس میں instructions دی گئیں کہ ملک میں قحط ہے اور لوگوں کو، جن کو اناج نہیں ملتا اگر وہ اناج کی چوری کررہا ہے تو آپ اس سزا کو mild کریں کیونکہ ان کو کھانے کو نہیں مل رہا تو میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جو اجتہاد کا process ہے it is a continuous process. It is explained and given to us again by our religion

تو مجھے گورنمنٹ کا ایک پارٹی کو بلانا، انہوں نے علما کو بلایا، ہم نے دیکھا کہ پانچ علما اور اس میں بڑے credible علما تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے Federal Shariat Appellate Bench and Federal Shariat Court میں کام کیا اور جو آج بھی authority مانے جاتے ہیں۔ جناب جسٹس تقی عثمانی جیسی religious authorities تھیں۔ Sir, honestly I do not know, I have heard arguments from both side and both seems to be valid جناب! جب ہمیں Constitution میں ایک حل دیا گیا ہے، problem یہ ہے کہ حکومت اس آئین کو تو مانتی نہیں، اس آئین کا حلیہ بگاڑنے کے بعد بھی جو کچھ چھوڑ دیا ہے اس پر بھی عملدرآمد کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر اس آئین کے chapter 11, clause 229 کو پڑھ لیں، *Majlis-e-Shoora* can refer a matter میں اس کو offer کرتا ہوں.

I am the first person to sign this request for this advice, let there be another 39 Senators

جناب! میں دوسروں سے اچھا مسلمان نہیں ہوں. I am sure they are better than me. Everybody is better than me. جناب! اگر ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ controversy ہے، پورے ملک، اخبارات، ٹی وی، Houses ہر جگہ یہ بات ہو رہی ہے اور دونوں sides اپنے اپنے arguments دے رہی ہیں تو جناب! اگر یہ ہے تو ہم اپنے ضمیر، اپنی اسلامی ذمہ داریوں کو کیوں پورا نہیں کرتے کہ جو right forum ہے ہم اس کو refer کر دیں، پندرہ دنوں میں آپ کو advice آ جائے گی۔ Sir, if they say it is not against

injunctions of Islam پھر ان پر ہے کہ اگر وہ غلط فیصلہ دے رہے ہیں then they are
responsible on the Day of Judgement to اللہ تعالیٰ۔ تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے لیکن
یہاں ہمیں دونوں اطراف کے for and against arguments سن کر ایک فیصلہ کرنے پر مجبور
کیا جا رہا ہے جو کہ I believe, I confess, I am not a competent person to make a
judgement after hearing the both sides, after reading the laws کہ کیا یہ حدود
کی violation ہے یا نہیں۔ جناب! جب انہوں نے علما کو بلایا' جیسا کہ ہم نے سنا' ان کی بات
suite نہیں کرتی تو اس advice کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ انہوں نے پارلیمنٹ کی
جماعتوں کو بلایا

and again they were selective. Sir, I have strong objection why they did not invite Pakistan Muslim League (Nawaz) this was a fundamental violation of bi-partisan principle

اگر یہ consensus چاہتے ہیں' اگر یہ واقعی عورتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں' اگر یہ
عورتوں کے حقوق دلوانا چاہتے ہیں تو ان کو ہماری پارٹی سے زیادہ moderate اور forward
looking نہیں ملے گی۔ ہماری history یہ کہتی ہے کہ جہاں rape ہوا' ہمارا Prime Minister
وہاں چل کر گیا' وہاں چل کر گیا جہاں کسی سے زیادتی ہوئی اور یہ میں نہیں کہہ رہا آپ کو یہ
television کی فلمیں دکھائیں گی' یہ تاریخ دکھائے گی' ریکارڈ دکھائے گا۔ اگر حکومت واقعی
عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کچھ کرنا چاہتی ہے تو ان کو چاہیے تھا کہ ایک طرف یہ تمام
parties کو بلاتے۔ ہماری gender 50% ہے' ہمارا Constitution is not gender specific.
ہمارا Constitution یہ نہیں کہتا کہ یہ سب مرد کے لیے ہے' نہیں یہ عورتوں کے لیے بھی ہے۔
ہمارا اسلام gender specific نہیں ہے۔ جتنا ہمارا اسلام عورتوں کو حقوق دیتا ہے اور ان کا تحفظ
کرتا ہے اتنا شاید ہی دوسرا religion کرتا ہوگا۔ اس دنیا میں ہمارے اسلام کو mis-interpret
کیا ہے west نے' ہمارے اسلام کو west میں mis-perception دی گئی ہے۔

There is a difference between Islam and Islamism. Islam is a religion. Islamism is a political force. We believe in Islam. Islamism has been

modified according to its own requirements and there is no proper service by our Foreign Office or for that matter Muslim ummah to clarify what is Islam. To clarify these things

وہ سنتے ہیں یعنی جو basically against Islam ہیں' جن کا mindset نہیں ہے' جو اپنے آپ
کو over-libral کہتے ہیں وہ جاکے وہاں پر picture paint کرتے ہیں ہمارے حدود آرڈیننس
1979 کو' وہاں وہ کہتے ہیں اور وہاں سے پھر orders آتے ہیں۔

جناب! ہمیں dictation لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ جو اپنے ملک میں اس
وقت redundant ہو چکے ہیں' وہ لوگ جن کو اپنی عوام کہہ رہی ہے کہ آپ کے actions
عراق میں' افغانستان میں are a failure وہ لوگ جن کا graph of popularity is the
lowest in the history of their countries. ہم ان کی بات سن کر ان سے dictation
لیتے ہیں۔ نہ حکومت نے حدود کی خدمت کرنے کے لیے یہ کام کیا ہے' نہ تعزیر کی خدمت
کرنے کے لیے کام کیا ہے۔ This picture has been painted not now but for
many years in the west. کہ ہمارا حدود آرڈیننس 1979 is a violation of the
fundamental rights of women. The leader of the House confessed that
they are not going to touch an inch. ہم مسلمان رہ ہی نہیں سکتے جب ہم اللہ تعالیٰ کی
حدود change کرنے پر اتر آئیں۔ میں بالکل believe کرتا ہوں۔ نیازی صاحب ہوں یا وسیم
سجاد صاحب' جناب! ہمیں یہ تو پتا ہے کہ ہمیں آخر ایک دن اللہ کے حضور جانا ہے اور اپنے اعمال
کا جواب دہ ہونا ہے۔

میری گزارش ہے کہ یہ معاملات بڑے simple ہیں'

issue is very clear, issue is identified, issue is controversial. All we need is an expert judgement from the Islamic Ideology Council

کہ اس ہاؤس کے چالیس ممبران اس کیس کو وہاں refer کریں اور ان کو کہیں کہ ہمیں یہ in
writing بتادیں' advise in writing دیں

which is heir constitutional responsibility under Article 230 (b) that once

they say that yes, it is not against the injunctions of Islam. This law comes under Ta'zeer.

کسی کو اس پر objection نہیں ہونا چاہیے۔ I am sure آپ کو بھی نہیں ہوگا لیکن اگر وہ یہ کہیں کہ یہ against ہے تو میرا خیال ہے پھر وسیم سجاد صاحب اور ہمارے جتنے honourable members ہیں، ہم ایک consensus کے ساتھ اس بل کو accept نہ کریں کیونکہ اگر انہوں نے refer نہیں کیا

as I am suggesting. Sir, I am clearly giving my party line. Then we will abstain from the process of voting on this Bill. I believe in complete honesty in the interest of country, as a human being, as a Muslim that it is our responsibility, I confess, I have not been able to make our mind and our party is not very clear whether it is a violation or it is not a violation and as I have identified now, the Constitution provides the solution to this problem. Let them follow this Constitution. Let it be referred there, if they give us positive advice let it go along. If they do not follow this and they try to bulldoze as per their past history and they do not care for the Constitution, good luck to them, our party will abstain from the vote process of this. Thank you Mr. Chairman.

سینیٹر بابر خان غوری (وزیر برائے بندرگاہیں و جہاز رانی): ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ بات کہی کہ حکومت نے ہمیں کسی بھی چیز کی اطلاع نہیں دی اور ہم اس میں participate کرنا چاہتے تھے۔ میں یہ clear کر دوں، یہ بات on record موجود ہے۔ انہوں نے پہلے دن سے ہی کہا تھا Select Committee سے تمام جو process تھا Women Protection Bill کا اس میں ہم شرکت نہیں کریں گے۔ یہ ان کی طرف سے پہلے سے تھا اور آج بھی میں سمجھتا ہوں اگر اسحاق ڈار صاحب بولے ہیں تو شاید یہ عوامی پریشر ہے۔ جب عوام کا pressure build up ہوا

ہے کہ اتنا اچھا Bill آیا اور اس پر آپ کا کیا موقف تھا؟ آپ نے واضح موقف اختیار نہیں کیا۔ آپ ہاں میں ہیں نہ نا میں، clear نہیں کیا تھا۔ اس کی یہ بات بہت ضروری ہے۔

دوسری بات انہوں نے کہی ہے کہ جہاں بھی rape ہوتا تھا ہمارے وزیر اعظم پہنچ جاتے تھے۔ No doubt اخبارات میں خبریں آئیں، فوٹو بھی چھپی لیکن عملی طور پر کوئی قانون سازی نہیں ہوئی۔ آج حکومت یہ قانون سازی کر رہی ہے۔ یہ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے کہنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: جی نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! ہم ان کے مشکور ہیں، غالباً وہ نہیں سمجھ سکے تو بعد میں اسحاق ڈار اور ان کی پارٹی سمجھ جائے گی۔ Abstain ہی کرتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ they are supporting the Bill.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کوثر فردوس۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: ایک منٹ چیئرمین صاحب! یہ کلمہ طیبہ کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: بعد میں کرلیں، ابھی چلنے دیں۔ بعد میں کریں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین: یہ اخبار میں ایک خبر چھپی ہے۔ بہت اہم ہے۔

جناب چیئرمین: کیا ہے؟

سینیٹر مولانا راحت حسین: جناب چیئرمین! شکریہ- اوصاف کے ایڈیٹر تنویر تباں قریشی نے آج ایک امریکی سازش کی صفحہ اول پر نشاندہی کی ہے۔ امریکی کمپنی نے پاؤں کی تصویر پر کلمہ طیبہ، لفظ اللہ پرنٹ کر دیا ہے۔ اس کی تصاویر یہاں موجود ہیں۔ کمپنی نے اپنے لوگو "دو پاؤں" کا نشان بنا رکھا ہے۔ اشتہار میں بائیس ممالک کے پرچم بھی موجود ہیں۔ ان میں ایران، سعودی عرب اور پاکستان کے پرچم بھی موجود ہیں۔ اس میں کلمہ طیبہ بالکل صاف نظر آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ہمارے ملک اور امت مسلمہ کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ ہمارے جذبات کو یہ ٹھیس پہنچا رہے ہیں۔ اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے سارے ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کا سدباب کیا جائے۔ اخبار اوصاف اور سارے پریس

والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ اس کمپنی کی مصنوعات کو یہاں روکیں۔ اس کی خریداری پر پابندی لگائیں اور جتنا ہو سکے حکومت اس کا نوٹس لے اور اس کمپنی کو لگام دیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی اسے دیکھا جائے گا۔ ڈاکٹر کوثر فردوس۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اس دعا کے ساتھ (عربی) اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا دے اور ہمیں اس حق کی پیروی دے دے (عربی) اور اے اللہ ہمیں باطل کا باطل دکھا دے اور ہم سب کو، ہم مسلمان ہیں، ہمیں اس باطل، اس جھوٹ، اس غلط سے بچنے والا بنا دے۔ ہم سب کو اس کی توفیق دے دے۔

جناب والا! موضوع اتنا حساس ہے کہ میں شاید اس پر زیادہ بات نہ کرسکوں لیکن جو میرے دل کا ایک درد ہے، میں وہ یہاں پر رکھنا چاہتی ہوں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم نے جو پاکستان حاصل کیا تھا، وہ بڑی جدوجہد اور ایک تحریک کے نتیجے میں حاصل کیا تھا۔ آج ہم لوگ جو یہاں پر بیٹھے ہیں، دو حوالوں سے میں سمجھتی ہوں ہماری بڑی ذمہ داری ہے۔ ایک تو نظریہ پاکستان اور نظریاتی مملکت کے مسلمان ممبر ہونے کے حوالے سے اور دوسرا یہ کہ عوام نے ہمیں منتخب کرکے جس ایوان میں بھیج دیا ہے، اس حوالے سے بھی ہماری بڑی ذمہ داری بنتی ہے۔ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت سے بتا دیا اور ہم اس آیت کے مصداق ہیں، یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔ سورۃ حج آیت ۴۱ میں آپ کے سامنے پڑھنا چاہوں گی۔ (عربی) کہ یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم دنیا میں ان کو اقتدار دیں اور جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس وقت ایک اقتدار حاصل ہے، ہم ایک ایسے ایوان میں بیٹھے ہیں جو قانون سازی کا مجاز ہے، کیا کہا کہ اگر دیں تو وہ کیا کریں گے، جو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور تمام بھلائیوں کو قائم کرنے کا حکم دیں گے اور تمام برائیوں سے روکیں گے اور اللہ کے اختیار میں ہے تمام کاموں کا انجام۔

جناب! اس کے ساتھ ہی میں ایک حدیث بھی سنانا چاہوں گی۔ تفسیر کبیر جلد دوم میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت ایک حاکم لایا جائے گا اور اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ حد جتنی مقرر تھی تو نے اس پر ایک کوڑا زیادہ کیوں مارا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ!

میں نے اس لیے مارا کہ تیرے لوگ تیری نافرمانی سے بچے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کہے گا کیا تو مجھ سے زیادہ حکیم تھا کہ تو نے ایک کوڑے کا اضافہ کردیا اور پھر دوسرا حاکم لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے ایک کوڑے کی کمی کیوں کر دی؟ وہ کہے گا میں نے تیری مخلوق پر ہمدردی اور محبت کے غلبے یہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ یہ کہے گا کہ کیا تو مجھ سے زیادہ رحیم تھا اور پھر حکم ہو گا کہ ان دونوں کو لے جا کر جہنم میں ڈال دو۔

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کی بہت بڑی اور اہم ذمہ داری ہے کہ جو قانون بنے گا' اس کا ایک گناہ اور ثواب تو ابھی ہم سب کے ذمہ آ ہی جائے گا۔ دوسری بات جو اس سے بھی اہم ہے کہ وہ ایک صدقہ جاریہ بنے گا اور ایک مسلسل عمل ہو گا کہ جب تک کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تب تک جو اس کے تحت فیصلے ہوں گے' اس میں بھی ہم سب کے نامہ اعمال میں وہ اجر ڈلتا رہے گا اور گناہ و ثواب ڈلتا رہے گا۔

جناب! ایک بات اور جب سے میں اس شوریٰ میں آئی تھی تو مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہاں کا طریقہ کار کیا ہے۔ میں نے ایک دفعہ وسیم سجاد صاحب سے بھی پوچھا تھا کہ جناب مجلس شوریٰ کا یہ کیا طریقہ ہے کہ نام تو اس کا مجلس شوریٰ ہے' مشاورت کی ہے' آدھے desk آپ نے اِدھر رکھے ہوئے ہیں' آدھے اُدھر رکھے ہوئے ہیں' ایک for the motion ہے' ایک against the motion ہے' ایک حزب اقتدار ہے اور ایک حزب اختلاف ہے' ایک قصیدہ خواں ہیں اور ایک نوحہ خواں ہیں۔ یہ کونسا ایوان ہے کہ ایک صرف اچھائیاں تلاش کرتے ہیں اور ایک صرف برائیاں تلاش کرتے ہیں۔ اس کے ثبوت موجود ہیں' یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہاں والے بھی بہت سی باتیں کہنا چاہتے ہیں اور نہیں کہہ پاتے اور یہاں والے بھی کئی باتیں کہنا چاہتے ہیں مگر نہیں کہہ پاتے۔ یہ اسلام کی اس مشاورت کے مطابق ایک غلط بات ہے جو ہم سب اپنے اپنے تئیں کر رہے ہیں۔

جناب! میں یہ عرض کرنا چاہ رہی تھی کہ چلیں باقی تو معاملہ چلتا رہا لیکن صرف ایک یہ جو دین کا معاملہ ہے' یہ جو حد کا معاملہ ہے اس کے اندر ہم اگر اس روش کو آج کے دن کے لیے ہی چھوڑ دیں اور امرھم شوریٰ بینھم جو سورہ شوریٰ میں کہا گیا اس کے مطابق ہم پوری دل سوزی کے ساتھ غور کریں کہ یہ معاملہ ہے کیا۔ اس میں جیسے اور لوگوں نے بھی نشاندہی کی اور میں

بھی مختصراً یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کے دو پہلو بنتے ہیں۔ ایک تو اس کا دینی پہلو ہے کہ یہ حدود کا معاملہ ہے اور دوسرا اس کے نفاذ کا پہلو ہے' وہ دینی معاملہ نہیں ہے۔ اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہو بھی جاتی ہے تو خیر ہے' اتنا مسئلہ نہیں ہے کہ اختلاف رائے تو ہو سکتا ہے لیکن دین کا مسئلہ نہیں بنے گا لیکن جو حدود کا دینی پہلو ہے اس سے ہم سب کا بڑا گہرا concern بنتا ہے کہ ہم اس پر صحیح رائے اور صحیح فیصلہ کرنے والے ہوں۔

جناب! ایک بات تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دین اسلام جو حیا کا نظام دیتا ہے اس میں عورت اور مرد کی تفریق نہیں ہے۔ ہم نے جب اس بات کو شروع ہی اس بات سے کیا کہ یہ عورتوں کے تحفظ کے لیے ہے تو یہ تو پہلا bias پہلا تعصب ہو گیا کہ کسی بھی مسئلہ کو حل کرتے ہوئے اگر بنیاد ہی تعصب پر رکھی جائے تو کبھی بھی نتیجہ صحیح نہیں نکلتا' یہ ایک موٹا اصول ہے۔ دین کے معاملے میں بھی اگر ہم نے یہاں سے ابتدا کی کہ ہم عورتوں کے حقوق کی جدوجہد کے لیے اس کو pass کرنا چاہ رہے ہیں' میں سمجھتی ہوں کہ شاید یہ بات درست نہیں ہے۔ اسلام ایک scheme رکھتا ہے' پورا ایک منصوبہ رکھتا ہے کہ معاشرے میں حیا کا کس طرح سے چلن ہو گا۔ ہم سب آگاہ ہیں' آپ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ تین steps ہیں' پہلا یہ ہے کہ وہ فرد اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے یعنی اس کا جو self restraint and self coscience ہے وہ اس کو اس پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اچھائیاں اختیار کرے گا اور برائیوں سے رُکے گا اور قرآن پاک میں جو ہدایت ہے وہ اس کی پیروی کرے گا۔

دوسری درجے پر آکر جناب! جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں natural instinct ہے اس کو پورا کرنے کا جائز راستہ بھی اس نے خود بتا دیا اور کہا کہ یہ میری رضا کا راستہ ہے' اسی میں وہ نکاح کا ادارہ آ جاتا ہے۔ کہا کہ میری سنت ہے کہ اس پر عمل کرو اور اس نکاح سے باہر تعلقات قائم کرنے کے لیے رکاوٹیں کھڑی کر دیں preventive measures رکھ دیے' پرہیز رکھ دی' وہ سورۃ نور اور سورۃ احزاب میں تفصیلات موجود ہیں' اس وقت اتنا time نہیں ہو گا کہ میں ان سب کو quote کرسکوں لیکن یہ اسی کے ذیل کی چیزیں ہیں۔ جس میں قرآن پاک میں یہ کہا گیا عورتیں دبی زبان میں بات نہ کریں اور dress code رکھا گیا' ایک محرم اور غیر محرم کی تفریق رکھی گئی' اور بلا ضرورت اختلاط مرد و زن کو رواج دینے کی دین نے نفی کی۔ جناب! یہاں

تک معاملہ private رہتا ہے personal رہتا ہے، کوئی جھگڑا، کوئی اونچ نیچ ہو جائے تو افراد کا معاملہ ہے کہ وہ راضی نامہ کرلیں تاکہ وہ وہیں پر ختم ہو جائے لیکن جب اس سے آگے آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں ایک جائز راستہ بھی بتا دیا، ناجائز پر قدغن بھی لگا دی اور اس کے باوجود اگر کوئی ایسا جرم ہوتا ہے تو اس کے لیے curative measure رکھا، سزا رکھی اور وہ سزا بھی deterrence رکھی، ڈراوا رکھا، سخت رکھی۔ ہمارا ملک جو atomic power ہے، وہ اسی لیے ہے، ہر ملک کے پاس ایک deterrence ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی دین کے اندر ایک سخت قانون رکھا کہ اس پر عمل ہو گا۔ جناب! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ یہ قابل راضی نامہ افراد کی حد تک ہے جب تک ہے تب تو ہو گا لیکن جب ریاست کی بات آ جاتی ہے، جب اس پورے معاشرے کی بات آ جاتی ہے تب یہ بات نہیں ہوتی کہ فرد اگر آپس میں راضی نامہ کرلیں تو بات ختم ہو جائے گی۔ جو جرم ریاست کے خلاف ہے، اس پر قانون نافذ کرنا پھر ریاست کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ میں کہنا یہ چاہ رہی تھی کہ اصل میں بات یہی والی ہے کہ یہ مسئلہ دین کا ہے اور اس دین کے حوالے سے ہمیں پوری دل سوزی کے ساتھ سوچنا ہے۔ جناب! میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ دینی اور عوامی حلقوں میں ایک بدگمانی ہے اور اس بدگمانی کی میں سمجھتی ہوں کہ کچھ وجوہات ہیں اور وہ وجوہات کیا ہیں، ان کا بھی ازالہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بدگمانی ہوتی بھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ میں ہے کہ ایک دفعہ اعتکاف میں تھے، ایک زوجہ محترمہ ملنے آئیں جب واپس گھر چھوڑنے کے لیے جا رہے تھے، راستے میں، گلی میں ذرا اندھیرا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پر کچھ اور لوگوں کو دیکھا تو وضاحت کی کہ یہ میری بیوی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی شک نہیں تھا کہ انسان کے جسم کے اندر شیطان خون کی طرح گردش کرتا ہے، اس کو بدگمانی کی طرف لے جاتا ہے۔ جناب! میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت بدگمانیاں آپس میں موجود ہیں اور ان کی وجوہات بھی ہیں، ان کی وجوہات کیا ہیں۔

پہلے بھی قصاص و دیت کا قانون جاری کیا گیا تھا، توہین رسالت والا قانون بھی اور تیسرا حدود قوانین یہی criticism کا شکار ہیں اور یہی ہم نے اسلام کے فوجداری قانون میں سے حصہ لا کر اپنے دین میں رکھا ہوا ہے۔ یہ شک جو ہے کہ حکومت نے جب بھی under pressure amendments کی ہیں تو ان قوانین کو غیر مؤثر ہی بنایا ہے، اس لیے جن procedures میں

غلطی بھی سمجھتے تھے یا جہاں پر کچھ lacunas لگتے بھی تھے۔ حکمت عملی یہ طے کی گئی' اس پر بھی ابھی بات نہ کرو' اس لیے کہ اس کو جواز بنا کر حدود کو ہی بدل ڈالا جائے گا اور جناب! یہ خدشہ درست ثابت ہوا۔ اس وجہ سے بھی کچھ بدگمانی ہے اور کچھ ایک سخت موقف سامنے آتا ہے۔

جناب! دوسری یہ والی بات بھی ہے' اس پر میں پہلے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارا بار بار ایک دوسرے کو ٹوکنا شاید مناسب نہیں ہے اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ آپ بار بار ruling دے رہے ہیں کہ to the point بھی رہیں اور گفتگو بھی شائستہ رکھیں' یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔

جناب! جب بھی بات کرتے ہیں تو عالمی حالات بھی ہوتے ہیں جس کے تناظر میں اس بات کا ایک effect ہوتا ہے' اثرات ہوتے ہیں اور وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک ملکی حالات ہوتے ہیں' ایک حکومتی حالات ہوتے ہیں' ایک عوام کے حالات ہوتے ہیں تو یہ سب factors ہوتے ہیں جو آپ کسی بھی چیز کے بارے میں فیصلہ کرنے جاتے ہیں' یہ عوامل اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لیے ان عوامل کے حوالے دیے جانے ضروری ہوتے ہیں' میں اپنی بہنوں سے پھر ایک بار معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گی کہ ایک شک اس سے بھی پیدا ہوا کہ جنرل مشرف صاحب آئے تو انہوں نے کہا کہ میرا ideal کمال اتاترک ہے۔ جناب! ہم سب یہ جانتے ہیں کہ ترکی کے اندر حجاب کی جو صورت حال تھی' ان کی ایک رکن پارلیمنٹ مروا کوای جب حجاب پہن کر جاتی ہے' جناب! میرے جیسا حجاب نہیں صرف سر cover کر کے جاتی ہے' اس کو parliament کی رکنیت سے نکال دیا جاتا ہے۔ وہاں پر اذان پر پابندی ہے' اذان نہیں دی جاتی تو جو دینی حلقے ہیں' وہ پہلے ہی ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں' اگر اعلان یہ ہے تو پھر پیش رفت کدھر ہو گی۔

جناب! جنرل صاحب کی جتنی بھی تقریریں ہیں' میں جتنی سنتی ہوں' ان کے اندر یہی والا ایک message ہے کہ enlightened moderation ہونی چاہیے۔ اس میں شاید کوئی حرج نہیں ہے لیکن جس scenario میں بات آتی ہے کہ اس کے مطابق انتہا پسندی اور قدامت پسندی جو ہے' یہ backwardness جو ہے' اس کو ختم کیا جانا چاہیے اور یہ ڈاڑھی اور برقعے کی بات بھی آئی حالانکہ جناب! برقعہ فرائض میں سے ہے' ڈاڑھی سنت میں سے ہے۔ مطلب ہے' وہ بھی بات آتی ہے تو اس وجہ سے میں سمجھتی ہوں کہ ایک بدگمانی پیدا ہوتی اور اس کا دروازہ کھلتا ہے۔ ان کا ازالہ کر کے یہ جو قانون ہے' اس کا جائزہ اس طرح سے لیا جانا چاہیے کہ ہم ایک صحیح نتیجے پر

پہنچیں۔ جناب! میرا بہت دل چاہ رہا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کس کے پاس جاؤں اور کس کے سامنے یہ بات بیان کروں۔ پیپلز پارٹی کے حلقے کے لوگ اس پر مضطرب ہیں' ن لیگ والوں نے کہا کہ وہ بھی مضطرب ہیں' ایم کیو ایم جو حکومت کا ساتھ دے چکی ہے' وہ بھی مضطرب ہے' ق لیگ کے بہت سے لوگ بھی اس پر پریشان ہیں' ایم ایم اے والے تو ہیں ہی۔ تو جناب! جب ساری parties اور ان کے لوگ اس پر مضطرب ہیں تو کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم مسلمان ہونے کے ناتے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرلیں۔ آج تو ٹھیک ہے یہ دن گزر ہی جائے گا لیکن جناب! جیسا کہ اوروں نے بھی کہا کہ ہمیں جانا ہے اور اللہ کو منہ دکھانا ہے' میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ٹھیک ہے باقی چیزوں کو بغیر بحث منظور کرلیں' چاہے یہ بھی کر لیں لیکن اس کے اسلامی اور غیر اسلامی ہونے کی بات کو خدارا! ایسے ہی لپیٹ کر نہ نکالیں۔ اس پر ایک سنجیدہ طریقہ اختیار کریں' گفتگو کریں۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو convince کریں۔ جناب! مجھے سمجھ نہیں آتی' ایم ایم اے والے استعفے لکھ کر بیٹھے ہیں' چوہدری شجاعت صاحب بھی کہتے ہیں کہ اگر اسلام کے خلاف ہوا تو میں استعفیٰ دے دوں گا' شاید کچھ اور لوگ بھی ہمت کریں اور یہ اعلان کریں۔ پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں نہیں سمجھتی کہ ان دونوں فریقین میں سے کوئی بدنیت ہے۔ میرا خیال ہے کہیں ابہام موجود ہے۔ اس طرف سے ساری تقریروں میں کہہ رہے ہیں کہ غیر اسلامی ہے' وسیم صاحب نے کہا کہ ہم نے تو بالکل نہیں چھیڑا' وہ بالکل اسلامی ہے۔ کل وصی ظفر صاحب نے بھی کہا کہ اسلامی ہے تو پھر کہیں پر کچھ مسئلہ تو ہے' کوئی غلط فہمی' کوئی ابہام ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا اور کیوں نہیں ہو سکتا کہ ہم آپس میں بیٹھ کر جو بھی صورت ہو' میں نے تو کل بھی کہا تھا کہ بے شک جواب در جواب ہو جائے یعنی ایک بندہ کوئی point دیتا ہے' دوسرا بندہ اس point کے لیے اگر دلیل دیتا ہے تو وہ پھر اس پر دلیل دے تاکہ ایک consensus تو بنے۔ اگر کوئی ایک بار بول چکا ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اگر ضرورت ہو تو اس کو دوبارہ بھی باری دی جائے لیکن اس بات کو کسی نتیجے تک پہنچانا بہت ضروری ہے۔

جناب! ایک طریقہ اختیار کیا گیا اور میں دل سے چوہدری شجاعت صاحب کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے اس کی ہمت کی اور اس عمل کا آغاز کیا کہ قومی اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں

جو Bill منظور ہونا تھا' اس کو روک لیا گیا اور پھر Select Committee بنی' وہ بھی اچھا عمل تھا' پھر وہ علما کی طرف گئے اور علما نے اس پر جو مشورے اور تجاویز دیں' کہا گیا کہ وہ اس میں incorporate کر لی جائیں گی لیکن جناب! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ علما کمیٹی کی سفارشات ہمیں رات کو دکھائی گئیں اور مجھے پھر ایک عجیب بات لگی کہ وہ سفارشات بھنڈر صاحب نے یہاں دکھائیں اور ہمیں ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ ان سفارشات میں ہی لکھا ہوا ہے کہ آپ نے جو بالجبر کو نکالا ہے' یہ غیر شرعی ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، اچھا جی۔ یہ جو بالجبر کو نکالا ہے' یہ غیر شرعی ہے۔ ادھر سے وہ' وہ والا کاغذ دکھاتے ہیں ادھر سے ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ غیر شرعی ہے تو پھر اس میں مسئلہ کہاں پڑ ہے؟ یہاں پر تیسری بات جو اسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہے' ان دونوں کاغذوں کو سامنے رکھ کر دیکھ لیں تو ان کے درمیان فرق ہے۔ اگر وہ فرق ادھر کچھ لوگوں کو سمجھ آ رہا ہے تو اس کی کوئی دلیل ادھر والوں کے پاس ہو گی یا سمجھ کا مسئلہ ہے۔ اس ابہام کو' اس چیز کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ایک موٹی بات تھی کہ اس کو حد سے نکال کر تعزیر میں ڈالا گیا ہے' مطلب یہ ہے جناب! اگر ہم ایک یہ نکتہ ہی لے لیں' بہت سی باتیں نہیں لیتے۔

جناب چیئرمین، اب ختم کریں please تاکہ میں دوسرا speaker بلا لوں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، ایک منٹ جناب! please آپ کی بڑی مہربانی۔ تو جیسا کہ وسیم سجاد صاحب نے کہا کہ ہم نے حد کو تو نہیں چھیڑا لیکن جناب! حدود آرڈیننس کی دفعہ چھ ہے' اگر اس کو نکال کر تعزیر میں ڈالا گیا ہے تو پھر یہ چھیڑنے کے معنی میں آتا ہے یا نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ اس سے ایک غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے اور اس کو clear کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں بھی صرف ہمارا ہی مسئلہ نہیں' عوام کا بھی مسئلہ ہے اور اگر استعفے اور یہ چیزیں چلتی ہیں تو یہ بات اور بڑھے گی۔ جناب! میں خود نہیں سمجھ سکی کہ جیسے ایک حد چور کے بارے میں ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور قرآن پاک کی جو آیت ہے' اس میں ہے کہ چور خواہ مرد ہو یا عورت۔ میں اپنے ان محترم بھائیوں سے یہ سمجھنا چاہتی ہو کہ ایسا

کیوں ہوا؟ چوری بھی دو طرح کی ہوسکتی ہے کہ ایک تو رضامندی سے جاکر خود چور کرے اور ایک یہ ہے کہ کوئی بندہ اس کو مجبور کرے کہ جا کر چوری کرو تو ایسا کیوں ہے کہ لفظ تو صرف چور استعمال کیا گیا۔ قرآن پاک کی سورۃ نور کی آیت میں الزانیۃ والزانی استعمال کیا گیا تو وہاں سے یہ مفہوم کیوں نکال لیا گیا کہ وہ بالرضا کے لیے تو ہے مگر بالجبر کے لیے نہیں ہے۔ میرا خیال ہے یہ ایک نکتہ ہے جس کی وضاحت کی جانی ضروری ہے اور اس میں یہ بات بھی بالکل طے ہے کہ قانون کی کتاب کے ساتھ ایک قاضی بھی ہوتا ہے اور وہ قاضی ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے بہت سے دلائل ہیں لیکن چونکہ وقت کی کمی ہے ۔ آپ شاید مجھے زیادہ وقت دینا نہیں چاہتے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں اور میں نے یہی اپنی بات میں کہا ہے کہ جو ابہام ہے کہ حدود کو ادھر سے نکال کر تعزیرات میں ڈال دیا گیا ہے' اس کی وجہ جو بھی ہے' اس کے اثرات کیا ہوں گے' اس کا جائزہ لیا جائے اور جناب میں ان سب سے درخواست کروں گی اور مجھے خوشی ہے کہ خالد اسحاق صاحب نے بھی تقریر کی ہے ۔ بے شک وہ explain کر رہے تھے ۔ میں اس ایوان میں جتنے ہمارے judges ہیں اور جو اہل علم ہیں' ان سے درخواست کروں گی کہ وہ ضرور اپنی رائے دیں اور یہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ جو چیزیں اس کے لیے تجویز کی گئی ہیں' ان کا بھی جائزہ لیں کہ کیا ان تجاویز کے ذریعے وہ مقصد حاصل ہو گا یا نہیں حاصل ہو گا۔

جناب اسے پھر آپ میری بدگمانی کہہ لیں کہ اس وقت بھی وراثت کا مسئلہ آپ سب کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے ۔ بہت زیادہ ٹائم ہو گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بس جناب ذرا سا۔ میں wind up کر لوں۔ جناب وراثت میں۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے ایوان میں سروے کرائیے' پوچھیے کہ کتنوں نے اپنی بہنوں کو جائیداد میں حصہ دیا ہوا ہے ۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: آئے گا' آئے گا وراثت کا قانون انشاء اللہ آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ لائے اس کو بھی۔ میں یہ بات کہہ رہی تھی کہ جناب وہ نصف حصہ ایک propaganda ہے

کہ بیٹے کے حصہ سے ظاہر ہے کہ بیٹی کا حصہ آدھا ہے ' ماں کا شاید چھٹا ہے اور بیوی کا آٹھواں ہے لیکن بہن کا بھائی سے آدھا ہے۔ یہ مسئلہ ہے ۔ قرآن پاک کا یہ حکم ہے لیکن وہ حصہ ہمیں کسی کو بھی نہیں ملتا۔ اب کوئی پانچ دس سال کے بعد کیا ہو گا؟ کیونکہ اس کا propaganda اتنا اچھا کیا جائے گا کہ پھر ایک بل اس پر شاید خدانخواستہ لایا جائے کہ یہ حصہ برابر کر دیا جائے کیونکہ عملاً کسی کو نہیں مل رہا۔ تو جو procedural چیزیں ہیں وہ تو وہیں کی وہیں رہیں اور قانون کو بدل دیا گیا۔ یہ بھی کوئی اتنی شک کی بات نہیں ہے۔ National Commission on Protection of Women جو آپ نے بٹھایا ہوا ہے' وہ وراثت کے لیے اپنی جو سفارشات مرتب کر رہے ہیں وہ بہتر ہے' میں خود اس meeting میں شامل ہوئی' ان کی پہلی heading یہ ہے کہ حصہ برابر کیا جائے۔ تو جناب! پیچیدہ چیزوں کا بھی کوئی بیٹھ کر یہاں جائزہ لے اور انہیں ٹھیک کرے اور جناب آخری بات یہ کہ نام والا جو سلسلہ ہے۔ یہ تحفظ خواتین بل ہے۔ میں کہتی ہوں کہ تحفظ حقوق نسواں ہونا چاہیے۔ ہم تو سب سے پہلے خود یہ کہتے ہیں' نسواں ہونے کے حوالے سے' مسلمان ہونے کے حوالے سے اور پھر اس ملک کی صورت حال کے حوالے سے' لیکن جناب! یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ یہ حدود کا بل ہے' اس بل میں ترمیم کی گئی ہے۔ خدا را اس کا نام تو صحیح رہنے دیں اور نام کے معاملے میں سچ بولیں۔ ہم تحفظ خواتین کا بل لائیں گے اور اس پر نیلوفر ہم سب بیٹھ کر پریس کانفرنسیں کریں گے۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے لیکن اس سے ایک ابہام اور خواہ مخواہ کا اس دین میں ایک gender bias پیدا کرنے کا' ایک شبہ پیدا کرنا میرا خیال ہے کہ مناسب بات نہیں ہے۔ جناب! چونکہ اس موضوع پر بہت زیادہ بات ایک عورت ہونے کے ناتے اور حیا کے باعث نہیں کر سکتی۔ کچھ points ہیں میں آپ کے record کے لیے دیتی ہوں' جو میں نے لوگوں کے ساتھ مل کر' consult کر کے چیز تیار کی ہے تاکہ وہ بھی میرے record میں آ جائے۔ بہت بہتر جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں تمام ممبران کو پھر یاددہانی کراؤں گا کہ یہ ایک ذمہ داری ہے کہ جو طے شدہ وقت ہے اسی میں اپنی تقاریر کو محدود رکھیں۔ یہ ایک چیلنج بھی ہے اور اسی طرح اگر آپ ذہنی طور پر شروع کریں گے تو کئی چیزیں جو irrelevant ہیں یا repetition

ہیں وہ رہ جائیں گی۔ اسی طرح مہربانی کر کے وقت کی سختی سے پابندی کرنی پڑے گی تا کہ زیادہ سے زیادہ ساتھی بول سکیں۔ مولانا محمد صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تلک حدود اللہ فلا ------- ھم الظالمون و صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبٖہ اجمعین۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس مصروف وقت میں' اس ایوان میں وقت دیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ایسا ملک دیا ہے جو پاکستان کے نام سے موصوف ہے۔ حرمین شریفین کے علاوہ پاکستان پوری دنیا میں واحد ملک ہے جس کو اللہ رب العزت نے شعائر اسلام سے نوازہ ہے۔ دینی درسگاہوں سے' مساجد سے' خانقاہوں اور مذہبی اجتماعات سے اللہ رب العزت نے پاکستان کو ایک امتیازی شان سے نوازہ ہے۔ میں اس پر بھی اللہ رب العزت کا مشکور ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! حقیقت یہ ہے کہ یہ ملک پاکستانیوں کا ہے۔ عوام کی ملکیت ہے۔ پاکستان کسی صدر یا وزیر اعظم یا کسی جرنیل کی ملکیت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! بارہا اسی موضوع پر بحث ہو رہی ہے۔ موجودہ حدود آرڈیننس پر بات کرتے ہوئے وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی تقریر کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ موجودہ آرڈیننس پر روزانہ بحث میڈیا' پارلیمنٹ اور دیگر مجالس میں ہو رہی ہے۔ اس فعل قبیح کا ذکر بار بار ہماری پاک زبانوں پر آتا رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں قبائلی ہوں اور جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے قبائلی روایات کے مطابق اس فعل قبیح کا ذکر ایسی مجالس میں جس میں صرف مرد ہوتے ہیں بھی نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ فعل ناشائستہ ہے۔ ایسی مجالس میں جہاں پر ہماری بہنیں تشریف فرما ہیں اس فعل کا ذکر بار بار نہیں کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس فعل قبیح کو بارہا سنتا رہتا ہوں اگرچہ اس کے وجوہات بھی ہوں گے لیکن درحقیقت مسلمان ہونے کے ناتے اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں کہ دونوں فریقین کے درمیان جو مسئلہ متنازعہ ہے وہ خوش اسلوبی سے حل فرمائے جس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ بھی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس فعل قبیح کا ذکر کسی اور ملک میں، اسلامی ممالک کے کسی شوریٰ میں ایسی تکرار کے ساتھ نہیں ہوا جس طرح پاکستان کی پارلیمنٹ میں ہوا ہے۔ لہٰذا براہ کرم میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف والوں کو یہ درخواست عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو افہام وتفہیم کے ذریعے حل کریں۔ مشورے کے ذریعے اس کو حل کریں تاکہ آئندہ نسل ہمارے کسی ایک فریق کے خلاف تو ضرور کچھ کہیں گے لیکن سب کے بارے میں تو نہ کہیں۔ اگر اس کو ہم نے قرآن و سنت کے خلاف پاس کیا تو یہ حقیقت ہے کہ آنے والی نسل اس پر ضرور لعنت بھیجے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا پہلو یہ ہے یا وہ ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ (عربی) حدود اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں۔ اس سے تجاوز کرنا، حدود اللہ سے زیادتی کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے (عربی) جس نے اللہ کے حدود سے تجاوز کیا تو پھر یہی لوگ ظالم ہوں گے' نافرمان ہوں گے۔ جناب چیئرمین صاحب ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (عربی) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان کے مطابق کسی مخلوق کا حساب کرنا جائز نہیں خواہ والد کیوں نہ ہو' صدر کیوں نہ ہو' وزیر اعظم کیوں نہ ہو' جو بھی ہوں' اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مقابلے میں کسی مخلوق کی اطاعت کرنا (عربی) جناب چیئرمین صاحب! حکم الٰہی اور سنت الٰہی ہماری پارلیمنٹ سے' ہمارے آئین سے' ہماری روایت سے سب سے بالا تر حکم الٰہی ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کو فوقیت دی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب میں اپنی تقریر اور اپنا بیان صرف تین موضوعات پر ختم کرتا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے ممبر صاحب نے فرمایا' ڈاکٹر فردوس صاحبہ نے کہ اس Bill پر مشاورت ہونی چاہیے۔ یہ دنیاوی مسئلہ نہیں ہے اس کا تعلق ہمارے دین سے ہے' ہمارے قرآن اور حدیث سے ہے۔ اس پر مشاورت ضرور ہونی چاہیے اور جیسا کہ ڈاکٹر فردوس صاحبہ نے فرمایا کہ دونوں فریق اضطراب کی حالت میں ہیں مجھے بھی اتنا اندازہ ہے کہ دونوں فریق اضطراب کی صورت میں ہیں۔ جب دونوں فریق اس اضطراب کی صورت میں ہوں یا اس پر مشورہ نہیں کرنا چاہتے تو اس کے بعد تین نکات پر عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کا حل کیا ہو۔ جناب چیئرمین صاحب' تین ایجنڈے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف والے علما کرام فرماتے ہیں کہ یہ Bill شریعت کے خلاف ہے'

سنت کے خلاف ہے اور حزب اقتدار والے فرماتے ہیں کہ بالکل قرآن و سنت کے مطابق ہے۔ یہ تو پتا نہیں، ہو سکتا ہے کہ دونوں فریق ایک نقطے پر جمع ہو جائیں اور دونوں فریقین کا مدعا بھی ہر جگہ پر برحق ہو جائے، ایسا ہو نہیں سکتا۔ ایک فریق حق پر ہو گا اور ایک فریق باطل پر۔ جناب چیئر مین! میں نے اس کے متعلق کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا لیکن جو میری معلومات میں ہے اور ہم نے قرآن و حدیث میں کچھ دیکھا ہے، جب ایسا مسئلہ، صورت حال پیش آ جاتی ہے، مشاورت سے مسئلہ باہر نکل جاتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو صورت ہے مناظرہ۔ ماشاء اللہ حکومت ہے، پاکستان ہے، ہمارے صدر صاحب ہیں، ہمارے وزیر اعظم صاحب ہیں، ان کے پاس علما کرام ہوں گے۔ جناب چیئر مین صاحب! مناظرہ کی شکل ایک طرف علما کرام دوسری طرف حکومت کے جو علما کرام ہیں ان کے درمیان اس پر مناظرہ ہونا چاہیے اور اس کے لیے ثالث ہونا چاہیے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ہر فریق اس کے خلاف ہے اس کے لیے مباہلہ، شریعت میں مباہلہ وہ بھی علما سے ہم اس کی تشریحات پوچھیں گے اور وقت کم ہے میں اس کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا ہوں، دوسری صورت اسکا مباہلہ ہے، نمبر دو اس میں دونوں فریقین آپس میں بیٹھ کر جیسا کہ ہم زمین کے مسئلہ پر قرآن پر قسم کھا سکتے ہیں، دکانداری کے مسائل میں، نوکری کے مسائل میں، یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ مستقبل کی نسل کے لیے بھی اور ہمارے لیے بھی اہم ہے اور ہم اس پر ثواب بھی ہم حاصل کر سکتے ہیں اور گناہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ تیسری صورت میرے ذہن میں قرآن پاک ہے یہ دونوں فریقین کے درمیان ہم قرآن پاک کو سامنے رکھتے ہیں۔ دونوں فریقین اس قرآن پاک کے سامنے کہہ دیں میں اس قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتا ہوں کہ یہ میرا مدعا، میرا جو مدعا ہے میرا جو Bill ہے یہ قرآن و سنت کے مطابق ہے اور دوسرا کہے گا کہ میں اس قرآن پر ہاتھ رکھوں گا، قسم کھاتا ہوں کہ شریعت، قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

جناب چیئر مین صاحب، اگر ہم اس کو اسی مخمصہ میں اور اسی اضطراب کی صورت میں چھوڑ دیں۔ ہمارے بڑوں، جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب، مولانا گل نصیب صاحب اور دیگر ساتھیوں نے بھی اس پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی عرض اتنی کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر جب تک حقیقت تک نہیں پہنچتے اس وقت تک ہم اس کو پاس نہیں کرنے دیں گے۔ اگر ہم

نے اس کو پاس کر دیا جیسے اسحاق صاحب نے فرمایا یہ ترمیم تو پاس ہو سکتی ہے لیکن آئندہ نسل کے لیے بھی ہم خیال کریں اور فی الوقت ہم اپنی ذمہ داری کا احساس بھی کریں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ، وقت کی پابندی کرنے کا بھی شکریہ۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ آپ نے بڑے کھلے دل سے سب کو موقع دیا ہے اور خیالات پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی اور آپ نے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میں چار پانچ منٹ میں اپنی بات پوری نہیں کر سکوں گا۔ بذات خود میں ایک پارلیمانی جماعت کا لیڈر ہوں اور جس طرح اور جماعتوں کے ساتھ آپ نے بڑے اچھے رویے کا مظاہرہ کیا ہے تو مجھ ناچیز طالب علم کو کچھ تفصیل سے موقع عطا فرمائیں۔ مجھے احساس ہے کہ بہت لمبی لسٹ ہے----

جناب چیئرمین، آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ آپ کی تقریر کے متن اور جو آپ بات کریں گے اس کے اوپر دار و مدار ہے۔ اسی حساب سے دیکھ لیں گے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین صاحب! میں گزارش کروں گا کہ یہ ساری صورت حال جو پیدا ہوئی ہے اسلامی قوانین کے بارے میں، احکام کے بارے میں بالخصوص آرڈیننس کے بارے میں حقیقت یہ ہے کہ اس کے بنیادی عوامل دو ہیں۔ ایک جو ساری دنیا میں سلسلہ چل رہا ہے۔ خیالی عوامل اس کو ہم کہیں، اس کے محرکات سب کو معلوم ہیں۔ ۲۷ سال میں کوئی اچانک ایسا حادثہ نہیں ہوا کہ آسمان گر پڑا اور حدود آرڈیننس سے بہت سارے مسائل پیدا ہو گئے۔ یہ ساری جنگ جو عالم اسلام کے خلاف، امت مسلمہ کے خلاف، مغربی طاقتوں نے شروع کی ہے اور اس کو وہ تہذیب کی جنگ قرار دے رہے ہیں، اس تہذیب کی جنگ میں انہوں نے امت محمدیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہذیب کو ہرگز برداشت نہیں کرنا ہے اور ان اسلامی ممالک میں سیاسی، معاشی، sources پر قبضہ کرنے اور سارے اسلامی امت کو غلام بنانے اور ان کو پھر کالونی سسٹم میں تبدیل کرنے کے لیے وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس امت

کا اسلامی تشخص، شناخت اور کوئی بھی ایسی چیز باقی نہ رہے جو ان کو مومن اورمسلم رکھے۔ ان کو اپنی آزادی نے تحفظ سکھایا ہے اور وسیع جنگ شروع ہے۔ یہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ وہ برداشت نہیں کرتے کہ ہماری شناخت کا کوئی اپنا نظام ہو، ہماری تہذیب ہو اور جہاں جہاں اسلامی آزادی کا کام شروع ہوتا ہے وہاں امریکہ اور ساری طاقتیں پہنچتی ہیں اور اس کو مٹاتی ہیں، ان طاقتوں کو ختم کرتی ہیں۔ طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ صورت حال بہت تیزی سے شروع ہے۔ ہمارے دوستوں کو علم ہے اور ان کو معلوم ہے کہ کئی سالوں سے اقوام متحدہ نے یہ رپورٹیں تیار کی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں انہوں نے صراحتاً کہا ہے کہ پاکستان میں جو اسلامائزیشن کا کام ہوا ہے اس کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ اس میں حدود آرڈیننس بھی ہے۔ اس کے بعد قادیانی کا سلسلہ آئے گا۔ ہم خود وہ رپورٹیں پڑھتے ہیں، وہ بار بار دباؤ ڈالتے ہیں امتناع قادیانی حیثیت سے یہ بھی بنیادی حقوق کے خلاف ہیں۔ وہ توہین رسالت کے خلاف مستقل جدوجہد کر رہے ہیں کہ کسی طرح توہین رسالت کو ختم کیا جائے۔ تو ایک ایک چیز آگے چل کر آئے گی، یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور کسی ایک جگہ ختم نہیں ہوگا۔ ہم جتنا بھی حدود آرڈیننس کو مسخ کر دیں، تبدیل کر دیں، لچک پیدا کر دیں، نرم کر دیں پھر بھی وہ خوش نہیں ہوں گے۔ اگر حدود کا لفظ بھی قوانین میں ہو تو امریکہ اس سے مطمئن نہیں ہوگا۔ ابھی آپ نے قومی اسمبلی میں بل پاس کیا تو دوسرے تیسرے دن امریکہ کے ذمہ دار افراد کے بیانات آئے ہیں کہ ہم اس سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ یہ پورا کام نہیں ہوا ہے۔ (عربی) جب تک اسی تہذیب کو نہیں اپنائیں گے، مکمل اسی سانچے میں نہیں ڈھلیں گے تو اللہ نے کہا کہ وہ آپ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جو ان کی تہذیب ہے، جانوروں کی، حیوانات کی، بے حیائی کی، فحاشی کی اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کہیں گے کہ تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ۔ حیا، تہذیب اور ثقافت کو چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کچھ قربان کر کے بھی ان کی دوستی، ان کی رضامندی حاصل نہیں کرسکتے۔ آپ نے دیکھا کہ ہم نے پورے وسائل کو، دفاع کو، آزادی کو، خودمختاری کو ان کے قدموں میں ڈال دیا۔ اپنے پڑوسی اسلامی ملک کو تباہ کیا اور اپنے sources مہیا کیے لیکن کیا وہ راضی ہوگئے؟ آج وہ سارا ملبہ ہم پر ڈال رہے ہیں۔ کرزئی بھی ہمیں گالیاں دے رہا ہے، ممبئی سے بھی اعلانات ہوتے ہیں اور امریکہ آ کر ہمیں پھر

بار بار پٹی پڑھاتا ہے۔ میرے دوست نثار میمن نے کہا کہ ہماری کتنی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ سارا یورپ اور ساری دنیا کی طاقتیں پاکستان کے دورے کر رہی ہیں۔ افسوس ہے کہ یہ دورے ہمیں کچھ دینے کے لیے نہیں ہو رہے ہیں بلکہ وہ سب کچھ چھیننے کے لیے آتے ہیں کہ ان کی کیا شناخت رہ گئی ہے۔ وہ بستہ نمبر دس کے بدمعاشوں کی طرح ہمیں صبح و شام دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک چھاپہ مار مہم ہے۔ ٹونی بلیئر بھی آتا ہے، رمز فیلڈ بھی آتا ہے یہ سب چھاپہ مار مہم کا حصہ ہیں۔ وہ check کرتے ہیں کہ آپ ہمارے سامنے کتنے ہیں، کچھ بچا بھی ہے یا نہیں۔ ہر چیز ختم کردی ہے۔ میری کیا اہمیت ہے۔ کل اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا وفد جو پاکستان آیا ہے، بڑا اہم وفد ہے اور انسداد دہشت گردی ٹیم وہ کل اکوڑہ خٹک میں میرے پاس آئی ہے اور پانچ گھنٹے وہ میرے ساتھ رہے۔ یہ ان کی میرے ساتھ کوئی محبت تھی یا میری بڑی عظمت تھی، بہت احترام تھا کہ پوری ٹیم اکوڑہ خٹک میں میرے گھر پر پانچ گھنٹے تک رہی۔ ایک بجے آئے شام کو چھ بجے واپس گئے۔ اس لیے میں یہاں مجبوراً حاضر نہیں ہوسکا تھا۔ انہوں نے سب کچھ دیکھا وہ سو فیصد پریشانی محسوس کر رہے تھے کہ ہم کس غلط فہمی میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیویارک میں ہم آپ کے بارے میں کچھ اور سنتے تھے، مدرسے کے بارے میں، یہاں تو ہم اور کچھ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے پریس کو کہا کہ ہمیں ایسی بریفنگ دی گئی کہ ہمارے سارے خدشات ختم ہوگئے لیکن پرنالہ پھر وہیں کا وہیں ہی ہے۔ یہ کوئی ہمارے ہمدرد نہیں ہیں کہ وہ اکوڑہ جیسے دور افتادہ علاقے میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر وہاں گئے یہ خوشی کی بات نہیں ہے کہ وہ بار بار آرہے ہیں اور ہمیں کچھ دے رہے ہیں۔

جناب والا! ٹونی بلیئر نے آکر اعلان کردیا کہ مدرسوں کو ختم کردو اتنے پیسے اور زیادہ لے لو۔ یہ خوشی کی بات نہیں ہے اگر ہم یہ سلسلہ چلاتے رہیں گے تو کبھی مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ ہمارے سامنے آئیڈیل ہے مصطفیٰ کمال، ہمارے سامنے آئیڈیل ہے ترکی۔ جنرل صاحب بھی بڑی محبت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ترکی نے کیا کچھ قربان نہیں کیا؟ خلافت کو گنوا بیٹھے اور سارا عرب عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ پھر اسلامی تہذیب اور شناخت ختم کردی گئی۔ عربی زبان پر پابندی لگائی، اذان پر پابندی لگائی، بدقسمتی سے ہم بھی اسی رخ پر چل پڑے ہیں۔ ہم نے بھی ٹونی بلیئر کے لیے شاہ فیصل مسجد میں اذان بھی رکوائی اور عصر کی نماز بھی۔ یہ

سب کچھ ہوا۔ انہوں نے تو سارا ملک مغربی تہذیب میں ڈبو دیا۔ مسجدیں بند کردیں' اذان' عربی رسم الخط بند کر دیا لیکن اس کو کیا ملا؟ آج تک ترکی یورپ کے دروازے پر کھڑا ہے' بے چارہ دم ہلا رہا ہے' دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ ایک سو بیس برس کی جدوجہد کے باوجود بھی ان کو داخلے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں ان سارے تشخصات کا بدلہ ان کو کیا ملا۔ ہم نے بوسنیا کو دیکھا۔ بوسنیا ایک یورپی ملک تھا' یورپ کے درمیان میں ایک جزیرہ تھا۔ ان بے چاروں پر یورپ نے اپنا ہم قوم ہونے کے باوجود ترس نہیں کھایا کہ وہ مغربی تہذیب میں پورے ڈوب گئے تھے' ان کی تہذیب' حیا' شرافت انگریزوں سے بھی زیادہ گئی گزری تھی لیکن چونکہ ان کی لا الہ الا اللہ اور اسلام سے نسبت تھی انہوں نے برداشت نہیں کیا اس کو تباہ کیا۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سارا پس منظر خود موجود ہے آپ اس کی ہزار بار تردید کریں آپ کے سامنے ایک تلوار اور لٹکنے والی ہے کہ توہین رسالت ایکٹ ختم کرو۔ حضور اقدس اور انبیاء اکرام کے ناموس کے تحفظ کے لیے کوئی حق آپ کو نہیں ہے۔ جو چاہیں وہ کریں' ابھی وہ بار بار ہمارے احتجاجوں کے باوجود کر رہے ہیں۔ انہوں نے کوئی قانون نہیں بنایا۔ ہم چیخیں گے کہ یہاں ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو۔ کل میں نے سیکورٹی کونسل والوں کو کہا کہ بھئی ساری دنیا کی نظریں آپ پر ہیں' انصاف کرو اور پہلے terrorism کی تعریف کرو۔ حدود متعین کرو بش کو بھی مجبور کرو' ٹونی بلیئر کو مجبور کرو کہ دہشت گردی کی یہ تعریف ہوگی۔ پھر آپ مظلوم اور ظالم قوتوں کا فرق کریں اور ہماری تہذیب اور ثقافت' ہمیں اپنا علم پڑھنے' پڑھانے دیں۔ آپ نے نظام تعلیم کو سیکولر بنا دیا تو کوئی قرآن و سنت اور حدیث اور فقہ پڑھنے والا کہاں جائے گا۔ وہ مجبوراً مسجدوں کے مدرسوں میں بچے بھیجے گا۔ تم نے تعلیم کی تفریق ختم کر دی' کالجوں' یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیم لازم کر دی تو تمام مساجد مدرسے خود بخود بے کار ہو جائیں گے لیکن کسی راستے پر تو آئیں گے ہی نہیں۔ گزارش ہے کہ ایک تو یہ عوامل ہیں' دوسرے داخلی عوامل ہیں۔

ہمارے ملک میں روشن خیالوں کا ایک طبقہ ہے وہ علی الاعلان نہیں کہتا لیکن جب بھی ہم Islamization کی بات کرتے ہیں' میں نے اس سینیٹ میں دس بارہ سال شریعت بل کے لیے جنگ لڑی' اس دوران ہمارے چیئرمین جناب غلام اسحاق خان صاحب اور وسیم سجاد صاحب تھے۔ اس وقت امریکی دباؤ نہیں تھا لیکن ایک روشن خیال طبقہ' سیکولر ذہن والا نہیں چاہتا کہ اس

ملک کا نظام اسلامی سانچے میں ڈھل جائے۔ اس ملک میں اسلامی احکام اور قوانین آ جائیں اور وہ بظاہر علیٰ الاعلان نہیں کہہ سکتا۔ کوئی بھی ہمارا وزیر اور ممبر نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسلامی تعلیمات کو برداشت نہیں کریں گے، اسلامی قوانین ہمیں قبول نہیں ہیں کیونکہ پھر اس معاشرے میں نہیں رہ سکتے لیکن وہ طبقہ پھر اور راستہ اختیار کرتا ہے۔ وہ عورت کے کاندھے پر بندوق رکھ کر معاشرے کو غیر اسلامی بناتا ہے، وہ شور مچاتا ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اس انداز میں براہ راست حملہ نہیں ہوتا تو وہ ایک indirect راستہ اختیار کر لیتے ہیں کہ اسلام میں تو عورت کے ساتھ ظلم نہیں ہے یہ مولوی ظلم کر رہے ہیں۔ یہ قرآن و سنت کے قوانین ظلم کر رہے ہیں اور جب عورت کا ذکر آتا ہے تو خواتین تو خود چیخ اٹھتی ہیں لیکن مرد بھی کہنے لگتے ہیں کہ ان پر اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ ہمیں مارنے کے لیے وہ عورت دشمنی کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اکبر الہ آبادی نے یہی محسوس کیا تھا کہ

اکبر ڈرے نہ تھے کبھی دشمن کی فوج سے
لیکن شہید ہوگئے بیگم کی لوچ سے

اب ان خواتین کو میں دو چار باتیں کہوں گا۔ عورتوں کو ورغلایا گیا کہ قانون شہادت میں تیرے ساتھ ظلم ہوا۔ عورت کو ورغلایا گیا کہ آپ کی دیت آدھی ہے، عورت کو ورغلایا گیا کہ وراثت میں آپ کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ میں دو، تین باتیں گزارش کروں گا کہ یہ سراسر دھوکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو نعمتوں سے نوازا ہے۔ کتنا پروپیگنڈہ ہے کہ مرد کی دیت پوری ہے اور عورت کی آدھی۔ حقیقت میں اگر ہم سوچیں تو مرد کی دیت آدھی ہے اور عورت کی دیت بالکل کامل ہے۔ وہ کیسے؟ مرد قتل ہوا ہے، فرض کریں کہ دیت دس لاکھ روپے اور مرد کا کوئی اور وارث نہیں ہے لیکن اگر وارث ہیں بھی تو ان میں ایک اس کی بیوی بھی ہے اور اگر وارث صرف اس کی بیوی ہے تو دس کے دس لاکھ روپے اس کو مل گئے۔ مرد تو دیت قبر میں نہیں لے جا سکتا وہ تو چلا گیا، قتل ہوا لیکن دس لاکھ روپے اس کی بیوی کو مل گئے تو عورت کی دیت اس کو کامل مل گئی۔ اگر عورت قتل ہوگئی تو مرد کو پانچ لاکھ روپے ملیں گے۔ مرد اگر زندہ ہے تو مرد کو نقصان ہوا یا عورت کو؟ مرد تو بے چارا پانچ لاکھ سے محروم ہو گیا اور عورت کی دیت اس وقت سے آدھی کر دی گئی ہے کہ عورت کی ساری ذمہ داریاں مردوں پر

ہیں۔ بیوی قتل ہوئی ہے اور اس کا شوہر زندہ ہے تو شوہر اس کے بچوں کو بھی سنبھالے گا' اس کی تمام ضروریات اور گھر بار سنبھالے گا۔ اللہ تعالیٰ ان حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔

اب وراثت کی بات لیں۔ ایک شخص کا بیٹا اور بیٹی بھی ہے' بیٹے کو دو گنا حصہ ملا' بیٹی کو آدھا حصہ ملا۔ حالانکہ عورت کو آدھا حصہ ملنا ہی نہیں چاہیے تھا اگر ہم سوچیں' کیوں؟ اس لیے کہ عورت اگر گھر میں ہے تو اس کی ساری ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر ہے' باپ پر ہے۔

(اس موقع پر اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین! یہی صورت حال قانون شہادت میں شور مچا کہ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں۔ یہ صورت حال نہیں تھی حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔ قانون شہادت میں گواہی دینا حق نہیں ہے' ذمہ داری ہے۔ کسی کو گواہ بننے پر مجبور کرنا' کسی کو گواہی کے کٹہرے میں لانا کوئی راحت اور فائدہ کی چیز نہیں ہے۔ اس کو فقہ میں حق اور فرائض کہتے ہیں۔ حقوق اور ہیں' فرائض اور ہیں۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے فرائض سے مُستثنیٰ کر دیا کہ یہ مصیبت میں نہ پڑیں۔ اگر چارو ناچار عدالت میں جانا بھی پڑے۔ عورت رحیم یار خان' گوجر خان' چکوال اور گلگت سے بے چاری کیسے اکیلی جائے گی۔ عورت نامحرم کے ساتھ جا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کے ساتھ ایک دوسری خاتون ہونی چاہیے جو اس کی ڈھارس بندھائے' جو اس کا ساتھ دے' خطرات سے محفوظ کرے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ عدالت میں جرح کا کیا نظام ہے؟ کتنی غلاظت سے وکیل چیر پھاڑ کرتے ہیں؟ اب ایک خاتون بے چاری ان حالات کی کیسے متحمل ہوگی؟ مرد دل گردے والا بھی اس کٹہرے میں وکیلوں کی جرح اور چیر پھاڑ برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون ہونی چاہیے۔ حوصلہ آپ کو اللہ دے گا' آپ اکیلے نہ جائیں۔ مرد سے بھی گھبراہٹ میں ہزار باتیں غلط ہو جاتی ہیں۔ عورت بے چاری اگر بیانات میں' کٹہرے میں' جرح میں' گواہوں میں پھسل گئی' غلط فہمی میں آگئی' گھبرا گئی تو دوسری عورت اس کو ٹوکے گی۔ اس کی تصحیح کرے گی (عربی) کوئی بے چاری سے گڑ بڑ یا کمزوری آ بھی گئی تو دوسری خاتون اس کو تنبیہ کرے گی کہ تم ان صورتوں میں نہ پڑو۔ ایسی بات نہ کرو' ایسی بات کرو۔

وراثت کا قانون کیسے بنا۔ انگریزوں کے اس زمانے بھی وراثت نہیں تھی' نہ انگریز

اب بھی قانون وراثت مانتے ہیں۔ جہالت کے دور میں عورت کو بالکل بھیڑ بکری کی طرح، مال کی طرح، جائیداد کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آ کر سب سے پہلے اس کو وراثت کا حق دار بنایا۔ اب دیکھیں ایک شخص باپ ہے اس کی بیٹی اور بیٹا ہے۔ بیٹے کو دوگنا ملا، بیٹی کو کم ملا کیونکہ اس کی پرورش، تعلیم و تربیت سب باپ کرتا لیکن اب تو وہ شوہر کے گھر چلی جائے گی۔ اب شوہر کے گھر جائے گی تو ہر چیز اس کا شوہر کرے گا۔ وہ پھر بھی پچاس فیصد لے گئی، یہ بھی اللہ کا انعام اور رحمت ہے ورنہ اس کو کیا ضرورت تھی، اس کا گھر بار چلانا، آٹا، روٹی، کپڑا مکان اور بچے کی پرورش، بچے کے دودھ کی پرورش حتیٰ کہ گھر میں مرد پر لازم ہے کہ بیوی کے لیے ایک خادمہ گھر رکھے گا۔ بعض فقہا کہتے ہیں دو نوکر لازمی ہیں۔ ایک گلی میں بازار سے سودا سلف کے لیے، ایک گھر کی خدمت کے لیے۔ جب وہ بیٹی ہے سارا بوجھ مرد پر ہے۔ جب وہ ماں ہے تو مرد پر لازم ہے کہ وہ ماں کو سنبھالے گا، محنت مشقت کرے گا آ کر اس کو دے گا۔ اگر وہ بیٹی ہے تو حضور نے فرمایا کہ جس نے بیٹیوں کی پرورش پر خرچ کیا، ان کی کفالت کی، انکی تربیت کی اور اس کو تعلیم دلائی تو حضور نے ایسے ہاتھ ملایا کہ وہ میرے ساتھ ایسے ہوگا جس طرح دو انگلیاں ہیں وہ جنت میں ایسے جائے گا۔ وراثت میں بھی اللہ نے سراسر احسان کیا اور مرد کو وہاں پر بھی مجبور کیا کہ عورت کروڑ پتی کیوں نہ ہو ------

جناب چیئر مین: آپ وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: مجھے موقع دیں۔ یہاں پر تین تین گھنٹے تقریریں ہوئی ہیں۔

جناب چیئر مین: بحث میں وقت ضائع کرنے کی بجائے آپ بولیں لیکن بل پر رہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں مختصر کرتا ہوں۔ کچھ جرائم کا سلسلہ لامحدود ہے۔ غیر متناہی جرائم میں نے پیدا ہوتے دیکھے ہیں۔ لوگ سائنسی طریقے سے جرائم کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں جرائم لوگ کرتے ہیں ان تمام جرائم میں اللہ نے ہمیں کھلی چھٹی دے دی کہ آپ فیصلہ کریں۔ اللہ نے فوجداری قوانین میں جتنی لچک کا مظاہرہ کیا ہے، ہم انسانوں کے ساتھ، مسلمانوں کے ساتھ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس نے کسی جرم کی سزا متعین نہیں کی

بلکہ کہا ہے کہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ تمہارا قاضی، تمہارا جج جو سزا متعین کرے۔ تمہاری مقننہ جو سزا متعین کرے۔ تمہاری عدلیہ جو بھی سزا دے۔ ان تمام جرائم کی سزا اجتہادی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہے؟ کہاں بند ہے۔ آپ کسی بھی جرم میں اجتہاد کا تعزیر بنا سکتے ہیں۔ سو سال بھی، ایک سال بھی، دس سال بھی۔ اللہ نے تمام فوجداری قوانین ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ دیے ہیں۔ کوئی قدغن نہیں لگائی سوائے چار پانچ جرائم کے۔ جس کا تعلق حکومت سے ہے، ملک سے ہے، معاشرے سے ہے، وہ حقوق اللہ میں شامل ہیں۔ باقی سارے حقوق العباد لیکن حقوق اللہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھ لیے، کیوں؟ وہ حکیم ہے۔ اللہ تعالی سمجھتا ہے، جہاں اللہ وحی میں اصرار کرتا ہے کہ یہ ضرور ہے وہاں پتا ہوتا ہے کہ عقل کو پھنسائے گا، انسانی عقل صحیح فیصلہ نہیں کر سکے گی۔ اللہ تعالیٰ نے زنا، قذف جو زنا کا ایک حصہ ہے، وہ بھی دو ہیں حقیقت میں ایک ہے۔ ڈکیتی بھی اس کا حصہ ہے اور شراب نوشی بھی اللہ نے متعین کر دیے چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ذرا گڑ بڑ سے کیا معاشی بحران آئے گا، معاشرتی بحران آئے گا، خاندان بکھر جائے گا وہاں کہا (عربی) یہ میری مقرر کردہ ہیں، کراس نہیں کرنا، بارڈر ہے، حد ہے۔ اس بارڈر میں، کسی بھی ملک کے بارڈر کو کراس کرتے ہیں تو گولی لگتی ہے۔ خدا نے کہا کہ اس حد میں کراس نہیں کرنا۔ چار چیزوں میں (عربی) اب اس کو کراس نہ کرو۔ (عربی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حق نہیں دیا گیا کہ کسی حد کو وہ تبدیل کریں۔ نہ کر سکتے تھے۔ (عربی) مجھے حق نہیں ہے کہ میں اس میں تبدیلی کروں۔ جب تک وحی نہ آئے۔ ایک چوری ہوگئی، حد کا مسئلہ آیا۔ فاطمہ بنت مخدوم ایک مخدومیہ قبیلے کی عورت تھی اس سے چوری ہوگئی، وہ بڑی با اثر خاندان اور قبیلے کی عورت تھی۔ ہل چل مچ گئی۔ سب نے کہا کہ اس عورت کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیسے بچایا جائے کوئی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ حضور کے پاس سفارش لے جائیں انہوں نے تلاش کیا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جائے جو حضرت اسامہ بن زید کے بیٹے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولاد کی طرح عزیز تھے۔ ان کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ٹالتے تھے۔ اس کو کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارش کرو کہ اس سے بڑے سیاسی نقصانات ہوں گے، قبائل اٹھیں گے کہ بڑے معزز خاندان کی خاتون اول ٹائپ کی چیز ہے۔ تو انہوں نے

ڈر ڈر کے حضور سے سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ جلال میں آ گئے (عربی) کہ اللہ کے بندے تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو۔ (عربی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو وہ فاطمہ ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خدا ناخواستہ معاذاللہ چوری ہو جائے تو (عربی) میں اس کا ہاتھ کاٹ کے رہوں گا کیونکہ حد میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔ یہاں میں مختصر کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا آپ مجھے دو تین گھنٹے دیتے۔

جناب چیئرمین: بعد میں بھی آپ تجاویز دے سکتے ہیں۔ ختم کریں لیکن تجاویز بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: اسلام کا اصول یہ بھی ہے کہ discipline قائم کرو۔ یہ تو ویسے بھی عالم ہیں ساری بات کو کوزے میں بند کر لیتے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ خواہ مخواہ حد نافذ ہو جائے۔ اللہ نے یہ حدود کا نظام رجم اور سو کوڑوں کی سزا صرف عبرت کے لیے، ڈرانے کے لیے، خوف دلانے کے لیے رکھی حالانکہ رجم موت کے طریقوں میں سب سے بڑا راحت کا طریقہ ہے، رحمت کا طریقہ ہے۔ حضور کے پاس اگر کوئی آکر خواہ مخواہ کہتا کہ میں غلطی کر بیٹھا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹالتے تھے۔ ایک صاحب آکر کہنے لگے حضور مجھ سے غلطی ہو گئی ہے، عورت سے زنا ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا جاؤ، جاؤ (عربی) ان کو طریقے سے سمجھایا کہ شاید تم نے صرف بوس و کنار کیا ہوگا۔ تم نے ہاتھ وغیرہ لگایا ہوگا لیکن وہ چیخ رہا تھا اور اس نے صریح انداز میں کہہ دیا کھل کر کہ نہیں، مجھ سے وہ کام ہوا ہے۔ پھر ایک عورت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جاؤ تمہارے پیٹ میں بچہ ہے۔ اب بچوں کو تو ہم سنگسار نہیں کر سکتے۔ جب پیدا ہوگا تو پھر دیکھیں گے۔ مقصد یہ ہوگا کہ پھر بھی اگر اپنے اقرار سے رجوع کرے تو پانچ چھ مہینے گزار لے۔ ہم پیچھے نہیں پڑیں گے۔ پھر وہ اللہ کی بندی جس پر اللہ کا خوف غالب تھا وہ بچہ اٹھا کر لے آئی اور کہا یا رسول اللہ اب تو مجھے پاک کردو۔ بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بچہ کہاں زندہ رہے گا۔ اس کو پالنے پوسنے اور دودھ پلانے کے لیے کون آئے گا؟ جا تو جب بچہ بڑا ہو جائے گا تو پھر دیکھیں گے۔ دو اڑھائی سال بعد جب بچہ بڑا ہو گیا تو وہ اس کے ہاتھ

میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر سے آئی۔ یارسول اللہ اب تو مجھے پاک کردو۔ ایک وہ لوگ تھے اور ایک ہم ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اب کوئی چارہ نہیں ہے۔(عربی) ہمارے Leader of the House نے کل بات کی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حد قائم کرنے کے لیے پیچھے خواہ مخواہ مت پڑو (عربی) حتی الوسع کسی معقول اعتراض کی وجہ سے معقول قانون شہادت میں معمولی کمی آ گئی۔ ساڑھے تین فیصد بھی گواہ ہو گئے اور آدھا یا ایک فیصد نہیں ہے پھر بھی ٹال دو ----

جناب چیئرمین، ذرا ختم کریں مہربانی کر کے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، پھر دوبارہ ٹائم دے دیجیے گا۔

جناب چیئرمین، نہیں دوبارہ تو موقع نہیں ہوگا' تجاویز آپ بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، اب جب موت کی سزا آپ نے رکھ دی ہے تو موت کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ پھانسی کا پھندا ڈال دو۔ ایک یہ ہے کہ گولی مار دو۔ ایک یہ ہے کہ گیس والی جگہ پر ڈال دو۔ ایک یہ ہے کہ بجلی کے جھٹکے سے مار دو' ایک یہ ہے زہریلا injection دے دو۔ یہ سارے طریقے ہیں سزا دینے کے لیکن قرآن میں ایک طریقہ اور ہے' وہ ہے سنگسار کرو۔ اب کونسی چیز بچت کی ہے ذرا میری بات سن لو۔ رجم میں مجرم شخص کو اللہ نے ایک ہزار فیصد زندہ رہنے کا موقع دیا ہے۔ گولی سے مر گیا تو پھر وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ پھانسی کے پھندے سے پھر زندہ نہیں ہو سکتا لیکن رجم میں ایک ایک کنکری ماری جائے گی۔ دو گھنٹے میں، تین گھنٹے میں' چار گھنٹے میں چاہے جس طرح مرے۔ اس دوران چاروں گواہ بھی موجود ہوں گے' جج بھی لازماً موجود ہو گا' حکمران بھی موجود ہوگا اور جب سنگساری شروع ہوگئی تو گواہ نے کہا کہ جناب میری گواہی سے اسے زخم ہو رہا ہے---

جناب چیئرمین، مولانا صاحب مختصر رکھیں مہربانی کر کے کیونکہ ابھی بہت سے speakers ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، ظفر صاحب میری بات زیادہ سمجھتے ہیں۔ یہ میرے وکالت

اور قانون کے استاد رہے ہیں ۔ ------

جناب چیئرمین ، مولانا صاحب ذرا مختصر رکھیں مہربانی کرکے ابھی اور بھی بہت سپیکرز ہیں۔ دو منٹ میں بس ختم کریں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، جی ہاں۔ مجھے رجم کی بات کرنے دیں۔ اگر اسے ایک پتھر لگا بے چارے کو اور کسی گواہ کے دل میں ترس آگیا ۔ اوہو میں نے تو غلط گواہی دے دی اور وہ اٹھ کر کہیں گے کہ میں نے غلط گواہی دی ہے ۔ فوراً "حد" رک جائے گا اور جج جس نے رشوت لی ہے پیسے لیے ہیں اس کا ضمیر جاگ اٹھا۔ اوہو کتنا بڑا ظلم ہوا یہ بے چاری عورت یا مرد زخمی ہو رہا ہے۔ وہ جج کہنے لگا کہ غلط فیصلہ ہوا یا تزکیۃ الشہود غلط ہوا ہے۔ کوئی یہ کہہ دے کہ یہ تزکیۃ الشہود غلط تھا فوراً پھر رجم رک جائے گا۔ ایک جج کے بارے میں ثبوت ہو جائے کہ اس نے تو پیسے لیے تھے ۔ کوئی ٹیپ ریکارڈ لے آئے ان گواہوں نے وہاں سے منصوبہ بنایا تھا۔ بس سارا "حد" گر گیا اور وہ زندہ رہ گیا۔ جب تم نے ایک گولی کا برسٹ مارا تو وہ کہاں رہ گیا۔ تو ایک گواہ، دو گواہ، تین گواہ ، چار گواہ ایک بھی اس میں سے نکل سکتا ہے یا مثلاً مجرم نے اقرار کیا ہے زنا کا عورت ہے یا مرد اور اس پر رجم شروع ہوگیا اور وہ دکھ سے چلا اٹھا۔ اس نے کہا میں نے غلط اقرار کیا ہے۔ اسی وقت "حد" رک جائے گی۔

جناب چیئرمین، مولانا آپ تشریف رکھیں تاکہ میں دوسرے کو شروع کرا سکوں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، میں جناب تجاویز تو دے دوں۔

جناب چیئرمین ، میں نے کئی بار موقع دیا ہے کہ جلدی ایک دو منٹ میں ختم کر دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ دے چونکہ ایک بات قانون، شریعہ، فقہ کی آئی ہے تو آپ نے گھنٹے گھنٹے دیے ہیں۔ اگر مجھے دوسری مرتبہ کوئی وقت دے دیں ---

آوازیں، اگلے سیشن میں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، نہیں اگلے سیشن میں نہیں۔

جناب چیئرمین، آپ تجاویز لکھ کر دے دیں ان کو میں ریکارڈ میں ڈال دوں گا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، نہیں میں مختصراً اس بل کی اصلاح کے لیے ----

جناب چیئرمین، زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا چونکہ بہت لمبی لسٹ ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب! مجھے اپنی ترامیم کے موقع پر وقت دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، میں وعدہ نہیں کرسکتا ۔-----

سینیٹر مولانا سمیع الحق، گوکہ میرا حق ہے پارلیمنٹ میں بات کرنے کا اور میں اپنا وقت پورا کرنا چاہتا ہوں۔ میں اصلاح کی کوشش کرتا ہوں یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، تجاویز تو دے دیں نا۔ یہ ہم سب کے لیے چیلنج ہے۔ محدود وقت ہے اور اپنی تجاویز اور خیالات کا اظہار کریں۔یہ ذمہ داری بھی ہے ۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، حضور ابھی پندرہ منٹ بھی نہیں ہوئے۔

جناب چیئرمین، ۲۵ منٹ ہوگئے ہیں۔ اذان کا وقت نکال کر ۲۵ منٹ ہوگئے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، میں یہ عرض کر رہا ہوں مختصر سی کہ آپ نے زنا اور زنا بالجبر سب باتوں کو تعزیر میں ڈال دیا ہے۔ تو اگر چار گواہوں کا ثبوت نہ ہو تو کس طرح اس کو تعزیرات میں ڈالا جا سکتا ہے لیکن آپ ان دفعات میں ایک دو لفظ بڑھا دیں کہ صرف یہ بشرطیکہ وہ چار گواہ پیش نہ کرسکتے ہوں۔ اگر عدالت میں چار گواہ پیش نہ ہو چکے ہوں تو پھر تعزیر میں چلا جائے لیکن اگر واقعتاً کوئی چار گواہ پیش ہوگئے تو وہ زنا بالرضا ہو یا بالجبر ہو سب پر حدود شرعی نافذ ہو گی۔

دوسری میری تجویز یہ ہے کہ سارا شور یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ پولیس کا نظام کر رہا ہے تو آپ پولیس کے نظام کی کیوں اصلاح نہیں کر رہے؟ پولیس سارے تعزیرات ہند' تعزیرات پاکستان کے ساتھ کیا کچھ کرتی ہے۔ ہزاروں عورتیں اب بھی ان تعزیرات کی وجہ سے جیلوں میں بند ہیں۔ ان سب کو منسوخ کریں گے۔ یہاں ہم ایک لفظ بڑھا

دیں کہ زنا بالجبر عورت کو اللہ تعالیٰ کوئی سزا نہیں دیتا۔ زنا بالجبر میں وہ مظلومہ ہے۔ وہ عدالت میں جا کر فریاد کرے گی۔ تو یہ شور مچا ہے کہ پولیس اس کو اندر کر دیتی ہے۔ تو ہم یہ ایک دفعہ لگا دیں گے کہ گویا مستغیثہ کو اس وقت تک نہیں چھیڑا جائے گا جب تک عدالت مکمل فیصلہ نہ کرے۔ عدالت جب اس کیس کے بارے میں مکمل فیصلہ دے دے یا بریت کا یا مجرم ہونے کا اس وقت تک کسی پولیس نے خاتون پر ہاتھ ڈالا یا گرفتار کیا تو وہ قابل تعزیر جرم ہو گا۔

جناب چیئرمین: آپ پولیس اصلاحات کو چھوڑیں۔ آپ تجاویز دے دیں۔ آدھے منٹ میں ختم کریں۔ تجاویز دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا سمیع الحق، میں تجاویز دے رہا ہوں۔ میں یہ تجویز تو نہیں دے سکتا کہ آپ ہمیں مرغ کھلائیں، چاول کھلائیں ---

جناب چیئرمین: آپ کے اور ساتھیوں نے بھی بولنا ہے۔ ان کا بھی تو خیال رکھنا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، دوسرا اس میں ایک مسئلہ یہ رکھا گیا ہے کہ جب "حد" پر فیصلہ ہو جائے تو حکومت کو اس میں تخفیف، کمی یا معافی کا ہرگز اختیار نہیں ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے کہا ہے (عربی) مجھے حق نہیں ہے کہ میں معاف کر دوں۔ آپ نے صوبائی حکومتوں کو بھی اختیار دیا، مرکز کو بھی اختیار دیا کہ عدالت کے دیے گئے فیصلے میں کمی بیشی کریں یا اس کو معاف کریں، اس چیز کو اس سے ختم کرنا چاہیے۔ اگر آپ دیکھیں کہ فحاشی، قابل دست اندازی-----

جناب چیئرمین: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیے، میں دوسرے speaker کو بلاتا ہوں، بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، ترامیم میں آپ مہربانی کریں کیونکہ وہ میرا حق ہے۔

جناب چیئرمین، اس وقت میں دیکھوں گا، اگر وقت ہوا تو میں حاضر ہوں۔ ایس۔ ایم ظفر صاحب۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید ، جناب چیئرمین ! مجھے ایک منٹ کی اجازت دیں ' مجھے صرف چوہدری شجاعت صاحب کا ایک message دینا ہے ' میں نے تقریر نہیں کرنی۔ میں نے Leader of the House کو بھی بتایا ہے کہ ہمارے پارٹی لیڈر کا بیان ہے اس لیے میں چاہتی ہوں کہ ہاؤس کو پتا چل جائے۔ Please مجھے ایک منٹ دے دیجیے۔

جناب چیئرمین ، جی مختصر رکھیے۔

سینیٹر گلشن سعید ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے ساتھ جو ہمارے Senators بھائی ہیں جن کو اس Bill پر اعتراض ہے اور جو بہنوں نے تقاریر کیں ' ڈاکٹر کوثر فردوس نے جو تقریر کی اور انہوں نے بھی suggestions دیں۔ چوہدری شجاعت صاحب نے میرے throughیہ پیغام دیا ہے کہ ہاؤس میں سب کو جا کر بتائیں کہ میں ابھی تیار ہوں اگر Bill pass ہو بھی جائے تو اس کے بعد amendments ہو سکتی ہیں ' وہ میرے پاس آئیں یا میں ان کے پاس چلا جاتا ہوں ' ہم ان علما کو بھی بلا لیں گے جنہوں نے اس Bill کو دیکھا تھا۔ ہم قرآن و سنت کے خلاف کچھ بھی نہیں کر رہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جو کہ قرآن و سنت اور حدود کے خلاف جائے گی تو میں اب بھی تیار ہوں۔ یہ ان کا سب کے لیے آج کا پیغام ہے۔ جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ خلاف حدود ہے تو یہ ایسا نہیں ہے ' وہ اب بھی تیار ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو علما کی کونسل ہے ان کو بھی مشاورت میں لے لیں گے اور باقی ساری parties کو بھی مشاورت میں لے لیں گے۔ اس میں بعد میں بھی amendment ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل فکر نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہو گا جو کہ یہ سب چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. S.M.Zafar has the floor. Let's respect that please, let us have the discipline. Everybody be seated.

ظفر صاحب! آپ تقریر شروع کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، مشاورت کسی وقت بھی ہو سکتی ہے ' کبھی بھی ہو سکتی ہے ' اگر

کسی پر آپ کا آپس میں اتفاق ہو جائے تو اس کا ایک لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے، کوئی چیز اٹل نہیں ہوتی، مشاورت ہر وقت ہو سکتی ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: مشاورت ہر وقت ہو سکتی ہے، Bill کے بعد بھی ہو سکتی ہے، وہ جاری رہے گی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! ہمیں مشاورت کی ضرورت نہیں، اگر وہ اس کی پاسداری کریں تو کسی مشاورت کی ضرورت نہیں۔

جناب چیئرمین: بنگزئی صاحب! ایس۔ ایم ظفر صاحب کو بولنے دیں، آپ کا جب وقت آئے گا اس وقت بول لیجیے گا، اس طرح interrupt نہ کریں۔ جی ظفر صاحب۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اس Bill پر جتنی گفتگو ایوان بالا میں ہوئی ہے، میں نے وہ بڑی تفصیل، سنجیدگی اور انہماک سے سنی ہے کیونکہ یہ موضوع ہی ایسا ہے جس میں نہ صرف ہم سب کی دلچسپی ہے بلکہ ہمارے لیے اسلام کی روشنی میں اس پر کسی نتیجے پر پہنچنا بھی بہت ضروری ہے۔ جناب والا! اس قانون پر بحث دو نقطوں پر مرکوز رہی ہے۔ اول یہ کہ آیا یہ قانون جس کی رو سے حدود آرڈیننس میں بھی ترمیم کی گئی ہے، کیا یہ قانون قرآن و سنت اور اسلام کے منافی ہے؟ اور دوسرے یہ کہ کیا اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد وہ تمام برائیاں جن کا ہم یہاں پر ذکر کر رہے ہیں، وہ فروغ پائیں گی یا ان کو روکنے میں کوئی گنجائش پیدا ہو سکے گی؟ یہ دو موضوعات ہیں جن پر ہم سب لوگوں نے غور و فکر کرنا ہے، بہت اچھی اور طویل تقاریر ہوئی ہیں، کئی تجاویز بھی آئی ہیں۔ میں انہی پر آپ سے کچھ گزارشات کروں گا۔

مملکت خداداد پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے، یہاں کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جا سکتا جو کہ قرآن و سنت کے خلاف ہو یا جو اسلام کے منافی ہو۔ ہم نے اپنے آئین میں ریاست کی پالیسی کے طور پر یہ بات درج کر دی ہے کہ ہم ایسے معاشرے کو تشکیل دیں گے جو صاف ستھرا ہو گا، جہاں مرد اور عورت ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے شانہ بشانہ قوم کی بہتری اور وطن کی سربلندی کے لیے کام کریں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ موضوعات جس کا میں نے ذکر کیا

ہے، ہم اس قانون میں کسی حد تک لا سکے ہیں یا نہیں۔

جناب والا! یہاں مغرب کی باتیں ہوئی ہیں، مغرب میں کچھ اچھائیاں بھی ہیں اور کچھ برائیاں بھی ہیں۔ بہت ساری برائیاں ہوں گی لیکن مغرب کی کچھ اچھائیاں ہیں، انہوں اپنے معاشرے کے اندر حقوق انسانی، بنیادی حقوق کو ایک مکمل نظام کے طور پر نافذ کیا ہے۔ انہوں نے قانون کی بالادستی، آئین کی بالادستی کو قائم کر کے دکھایا ہے، انہوں نے ایک ایسا نظام بنایا ہے جس میں عوام کو حکومت میں شامل ہونے کی گنجائش میسر ہے۔ انہوں نے ایسی درسگاہیں اعلیٰ درسگاہیں تعلیم کے لیے قائم کی ہیں کہ جو واقعی معیاری ہیں۔ یہ دراصل وہ تمام باتیں ہیں جو انہوں نے ہم سے سیکھی تھیں، اب انہوں نے اپنا لی ہیں اور ہم اس معاملے میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ بلاشک و شبہ یہ ان کی اچھائیاں ہیں لیکن ان کی تہذیب میں کئی خرابیاں ہیں، جہاں تک ان کے اخلاقی اقدار کا تعلق ہے، اس کے اندر ایسی برائیاں موجود ہیں جس سے کہ ہم سب واقف ہیں۔ جناب والا! ان کی تہذیب ایسی نہیں ہے جو ہمارے لیے قابل تقلید ہو، ہم جانتے ہیں کہ اس کے اندر کس نوعیت کی برائیاں موجود ہیں، ہم ان کے دوہرے معیار سے بھی واقف ہیں۔ تمام مسلمان امت ان کے اس دوہرے معیار سے بیزار آئی ہوئی ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہ کہاں اور کیسی ناانصافی کر رہے ہیں اور کس قسم کی ناانصافیاں کیے جا رہے ہیں۔ ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ انہوں نے کس طریقے اور بہانے سے مسلمان ممالک پر جارحیت کی ہے۔ اسی Senate کے ہال میں، میں نے اس وقت یہ بات کہی تھی جس دن عراق پر پہلا بم گرا، وہ وقت مقرر ہو گیا ہے کہ جب America کی واپسی ان کا مقدر بنا دی جائے گی۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ سب کچھ ہو رہا ہے لہٰذا ان کی تہذیب ہمارے لیے قابل تقلید نہیں ہے بلکہ میں اس پیشن گوئی کا قائل ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ "تمہاری تہذیب خود اپنے خنجر سے خود کشی کرے گی"۔ ان کی تہذیب آج جس حالت میں ہے کہ ہم کسی صورت میں اس کی تقلید نہیں کر سکتے۔ ہم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ ہم مغرب زدہ ہو جائیں تو آئیے تھوڑی دیر کے لیے زیر نظر قانون کو دیکھتے ہیں، اس پر ایک طائرانہ نظر، summary کے طور پر ڈالتے ہیں کہ اس قانون میں کیا چیزیں شامل کی گئی ہیں کیونکہ وقت بہت مختصر ہے، اس لیے میں دفعات کا ذکر نہیں کروں گا، قانون میں جیسے موضوعات لکھے ہیں، وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا

ہوں۔ جرم کا ذکر یوں کیا ہے کہ "کسی عورت کو نکاح وغیرہ کے لیے اغوا کرنا"، اس کے لیے عمر قید سزا ر مقرر کی گئی ہے۔" کسی شخص کو غیر فطری خواہشات کا نشانہ بنانے کی غرض سے اغوا کرنا یا لے جانا"، سزائے موت یا پچیس سال قید۔ "کسی شخص کو عصمت فروشی کے لیے خرید کرنا یا فروخت کرنا"، پچیس سال سزا، "زنا بالجبر" سزائے موت۔ فریب دے کر "جائز نکاح کا یقین دلانا"، پچیس سال قید۔ "کسی عورت کو مجرمانہ نیت سے ورغلانا"، سات سال سزا۔ زنا میں چار گواہوں کو۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، بول لینے دیں، interrupt نہ کریں پھر جب آپ کو موقع ملے گا، نہیں، نہیں، ابھی بول لینے دیں۔ محمد حسین صاحب! جب ایک speaker بول رہا ہو تو مداخلت نہ کریں پھر جب آپ کا وقت آئے گا تو تب کر لیجیے، ابھی note کر لیں، اس وقت ان کا reference کر دیجیے گا۔ یہ روایت نہیں کہ Parliament میں جو speaker بول رہا ہو تو کوئی مداخلت کرے۔

سینیٹر ایس۔ ایم ظفر، کسی عورت کو مجرمانہ نیت سے ورغلانا، سات سال سزا۔ زنا جس میں چار گواہان موجود ہوں، حد کی سزا، زنا جس میں چار گواہ موجود نہ ہوں تو پانچ سال سزا۔ مجھے اس قانون کا جو مجموعی تاثر ملا ہے اور مجھے امید ہے کہ جناب چیئرمین! آپ بھی اس کی تائید فرمائیں گے کہ اس قانون کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ بدکاری، فحاشی، عصمت فروشی اور ناجائز تعلقات کو سخت سزاؤں کے ذریعے روکا جائے۔ کیا اس پر کسی کو عذر ہے، کیا اس پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ کیا یہ رجحان ہم جس کو قانون کا Raison de'etre کہتے ہیں یا object of law کہتے ہیں، کیا یہ درست نہیں ہے، اگر یہ ایسا ہے تو کم از کم اس حد تک اس کی تائید ہونی چاہیے تھی۔ مجھے مایوسی ہوئی ہے کہ اس قسم کی تائید نہیں ہوئی ہے۔

جناب والا! اسلام ایک بڑا آسان دین ہے، اسے دین فطرت بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی تمام روشنی اور ہدایت اور رشد قرآن سے لیتے ہیں قرآن میں حکمت ہے اسے book of wisdom کہتے ہیں۔ یہ ایک کتاب ہے جہاں سے ہمیں حکمت ملتی ہے۔ سوال یہ

پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ یہ جو حد کا قانون بنایا گیا ہے' یہ کس لیے بنایا گیا ہے؟ زنا کے سلسلے میں حد کے قانون کی کیا حکمت ہے؟ میں مختصر سی باتیں کرونگا! میں جانتا ہوں کہ بہت سی تقاریر ہوئی ہیں پروفیسر خورشید احمد صاحب تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اس ایوان کی طویل ترین تقریر کی ہے۔ ان کا بڑا احترام ہے۔ انہوں نے جو باتیں کی ہیں' وہ قابل توجہ ہیں لیکن ذرا وہ بھی اس میں ایک نکتہ پر جو اس ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں غور کریں' آپ تمام بڑے باعلم لوگ ہیں سوال یہ ہے کہ زنا کے سلسلے میں قرآن یا شریعت کی حکمت کیا ہے۔ اسلام نے جو چار گواہوں کی شرط رکھی ہے کیا یہ قانون شہادت کا حصہ ہے یا کہ یہ جرم کی نوعیت کا حصہ ہے۔ یہ ایک ایسا ضروری اور اہم نکتہ ہے کہ اس پر غور و فکر کرنا لازم دراصل مجھے دکھائی دیتا ہے اور جو کہ بہت سے فقہا کی بھی سوچ ہے کہ چار گواہوں کی موجودگی میں ممنوعہ فعل کا ہونا ہی جرم ہے یعنی کہ جرم کو اس بے ساختگی سے کیا جائے اور اس لاپرواہی سے کیا جائے کہ چار گواہان اور وہ بھی ایسے گواہان جو تزکیۃ الشہود پر پورا اترتے ہوں' ان کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جرم کو اس طرح سرزد کیا جائے کہ وہ گواہ ان کو دیکھ پائیں اور تفصیل سے دیکھ پائیں۔ ایسا شخص دراصل معاشرے سے بغاوت کرتا ہے' ایسا شخص ریاست کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لیے سخت سے سخت سزا حد کی قرآن میں دی گئی ہے۔ یہ وہ صورتحال اور گراوٹ ہے' جس سے قرآن حکیم روکنا چاہتا ہے کہ اس قسم کی بات اور اس نوعیت کی فحاشی' جس میں مجرم معاشرے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے' معاشرے کا منہ چڑاتے ہوئے اس قسم کی مذموم حرکت کر ڈالیں' ان کے لیے یہ حد مقرر کی گئی ہے۔ ہم مغرب میں دیکھتے ہیں کہ وہاں اب بہت سے ایسے کلب بن چکے ہیں جہاں ایک دوسرے کے سامنے اختلاط ہوتا ہے جہاں چار چھوڑ کر دس گواہ بھی میسر آجائیں گے۔ اسلام نے معاشرے کو اس گراوٹ تک پہنچنے سے روکنے کے لیے یہ حد کی سزا مقرر کی ہے اور اسی وجہ سے ہمارے اس قانون میں جو ہم نے اس وقت بنایا ہے' زنا کی سزا کو محفوظ رکھا گیا ہے' اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ پاکستان کے معاشرے میں اس قسم کا رجحان اور ایسی سوچ ناممکن ہے اور اگر کوئی ایسی سوچ رکھے گا اور خدانخواستہ کبھی ایسی گنجائش پیدا ہو گی تو اس کی سزا وہی ہو گی جو حد میں' شریعت میں' قرآن اور سنت میں ہے۔

جناب والا! قانون اسلام بلا شک و شبہ سزاؤں کا ذکر کرتا ہے لیکن اسلام میں صرف سزائیں نہیں ہیں۔ اسلام انصاف اور احسان کا نام بھی ہے۔ تمام دنیا کے لوگ مانتے ہیں کہ جب اسلام پھیلا تھا تو اس کی بنیادی وجہ جو تھی جس کی وجہ سے اسلام اتنی تیزی اور سرعت سے تین چار براعظموں میں پھیل گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ انصاف پر مبنی معاشرے کو آگے بڑھا رہا تھا اور انصاف کے ساتھ احسان، جس کا ذکر مولانا سمیع الحق صاحب نے کیا کہ جب کبھی گنجائش اور موقع ہو کوشش کی جائے کہ حد کی سزا نہ دی جا سکے، جب آپ احسان اور انصاف کو سامنے رکھتے ہیں تو نہایت ہی خوبصورت فقہی تصور اور سوچ ابھرتی ہے اور وہ یہ ہے کہ قانون اپنی جگہ، قانون کے الفاظ اپنی جگہ اور قانون نافذ کرنے کا طریقہ کار اپنی جگہ۔ اگر قانون اور اس کے الفاظ اور اس کے بعد طریقہ کار کی وجہ سے انصاف کی بجائے نا انصافی بڑھ جائے تو معاشرے اور ریاست پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ طریقہ کار پر غور کرے اور اس میں تبدیلیاں لائے۔ جناب! اسلام کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں ملیں گی۔ میں ایک ایسی مثال دینا چاہوں گا کہ بات واضح ہو جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حد کے معاملے میں بڑے سخت تھے۔ جنہوں نے اپنے فرزند کو بھی جب حد کا مسئلہ آیا پوری سزا دلوائی لیکن جب قحط کا دور آیا، جب امت پر قحط کا وقت آیا اور لوگوں کے حالات خراب ہوئے تو سرقہ، چوری کرنے کی حد، جو ہاتھ کاٹنے کی سزا تھی، وہ آپ نے معطل فرما دی یعنی طریقہ کار تبدیل کر دیا کیونکہ اسلام کا مقصد سزا دینا نہیں ہے، انصاف مہیا کرنا ہے۔ لوگوں پر احسان کرنا ہے اور اس صورت میں چونکہ حد نافذ نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے ایسا نہیں کیا گیا۔

میں نے پروفیسر خورشید صاحب کی تقریر بڑی تفصیل سے سنی۔ انہوں نے بتایا کہ معاشرے میں اس وقت پولیس کا نظام درست نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ کا نظام بھی اس معیار کا نہیں ہے جو ہونا چاہیے۔ انہوں نے وکلا صاحبان کے متعلق بھی بات کی اور کہا کہ وہ بھی انصاف دینے کے بجائے انصاف کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ معاشرے میں ابھی تک صحیح شہادتیں دینے والے لوگ موجود نہیں ہیں۔

اگر معاشرے کی صورت قدر و اقدار کے معاملے میں، وہی قحط والی حالت موجود ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کھانے پینے کے قحط کی تھی تو کیا طریقہ کار تبدیل کرنا

غلط ہو گا؟ یہ ایک فقہی اور اہم معاملہ ہے، جسے حل کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں تھا۔ لہٰذا اسے ہم نے قانون کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور طریقہ کار کو تبدیل کیا ہے۔ اگر ہمارا طریقہ کار کسی اور ناانصافی کی وجہ بنے گا، تو تجربہ کی وجہ سے یہی پارلیمنٹ اسے تبدیل کر سکے گی۔

جناب یہاں پر ذکر ہوا ہے کہ ہمیں افہام وتفہیم سے بات کرنی چاہیے۔ باتیں تو بہت کرنے کی ہیں لیکن راستہ ہمیں ہی نکالنا ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں، ہم ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ مفاہمت کے لیے راستہ کھول سکتے ہیں۔ چوہدری شجاعت صاحب کی طرف سے بھی پیغام آیا لیکن قانون اور آئین کی بالادستی پر ہم سب یقین رکھتے ہیں۔ یہاں سے زیادہ اس جانب سے اور درست طور پر آئین کی بالادستی کے لیے آوازیں اٹھائی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ ہمیں آئین کی بالادستی کو ماننا چاہیے۔

جناب والا! اپنی تقریر کو بالکل ہی مختصر کرتے ہوئے اور آخری نکتہ پر لاتے ہوئے آپ کو ایک آئینی راستہ بتاتا ہوں، آئینی راستہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے ہمارا معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ ابھی کہا گیا کہ کوئی نہ کوئی راہ نکالی جائے، تو راہ موجود ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیں اور سخت زبان استعمال کریں، وہ لفظ استعمال کریں کہ دین سے پھر گئے ہیں وغیرہ۔ جن چیزوں نے ہماری امت کو بکھیر دیا ہے۔ فرقہ واریت میں تبدیل کر دیا ہے اور اسی کا فائدہ دشمنوں نے اٹھایا ہے۔ تو میں ہمیشہ کوشش کرتا کہ ہمارے درمیان کوئی ایسی صورت حال ہو کہ بجائے اس کے کہ تصادم بڑھے، مفاہمت ہو اور میں داد دیتا ہوں اس وقت کی جب ہمارے ایم ایم کے اراکین نے بہت مشکل حالات میں ہمارے ساتھ 17th Amendment کے معاملے میں مدد کی تھی۔ ان کا بھی مقصد اس وقت یہ تھا اور بالکل صحیح تھا کہ جمہوریت پھلے، تاکہ پارلیمنٹ کی بالادستی ہو۔ یہ کہ ان کے ساتھ کی ہوئی باتیں پوری نہ ہو سکیں، وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ لیکن میں انہیں داد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت برداشت دکھائی۔ امید کرتا ہوں کہ اس معاملے میں پر بھی وہ آگے بڑھیں گے۔ تو آئیے میں راستہ اور حل بتاتا ہوں۔

جناب ہمارے نظام میں آپ سب جانتے ہیں کہ شریعت کورٹ موجود ہے۔ شریعت کی عدالت علمائے کرام پر مشتمل ہوتی ہے اور پھر معاملہ سپریم کورٹ تک بھی جاتا ہے اور اب

بہت سارے مؤرخین نے لکھنا شروع کر دیا ہے اور کچھ عرصہ پہلے میں ملائشیا میں گیا تھا تو وہاں کی سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے میرے ساتھ ملاقات کی اور کہتے تھے کہ ہم آپ کی شریعت کورٹ کے نظام کو دیکھنا' سمجھنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ مناسب اجتہاد کا طریقہ ہے۔ اسحاق ڈار صاحب نے یہاں بھی اجتہاد کے طریقے کا ذکر کیا۔ اگر ہم نے پاکستان میں اجتہاد کرنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کرنی ہے تو وہ شریعت کورٹ اور شریعت کے benches ہیں۔ میں خود شریعت کورٹ میں بطور وکیل کئی دفعہ پیش ہو چکا ہوں۔ وہاں پر نہ صرف بحثیں ہوتی ہیں بلکہ court experts کو بھی بلاتے ہیں۔ جو واقف فقہ ہوتے ہیں۔ قانون کو جانتے ہیں' ان کو بلایا جاتا ہے۔ اب یہ قانون جس کا ہم نے ذکر کیا ہے' جس کو تقریباً یہاں کی بھاری majority پاس کرنا چاہتی ہے اور سوچ سمجھ کر پاس کرنا چاہتی ہے کے لیے وسیم سجاد صاحب نے بڑے اچھے اور مکمل دلائل دیے ہیں' میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ تو حل کی جانب آتے ہوئے آپ کو شریعت کورٹ کے اختیارات کے سلسلے متعلقہ دفعہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس سے خود بخود حل آپ کے سامنے آ جائے گا اور اسی پر اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔ جناب Article 203(d) آئین کا ہے اور یہ شریعت کورٹ کے اختیارات کا آرٹیکل ہے۔ "The court may, [either of its motion از خود شریعت کورٹ

or] on the petition of a citizen of Pakistan or the Federal Government or a Provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the Injunctions of Islam, as laid down in Holy Quran and the Sunnah of the Holy Prophet, hereinafter referred to as the Injunctions of Islam"

وہ قانون جو ہم یہاں بنائیں گے اگر اس پر کوئی شک و شبہ رہ گیا ہے تو استعفے نہ دیجیے گا۔ استعفے کی سیاست اس موقع پر نہیں درست۔ ہمارے اور آپ کے پاس ایک ادارہ موجود ہے جہاں پر ہم جاکر' جیسا کہا گیا ہے کہ قرآن کے اوپر فیصلہ کرائیں۔ بالکل صحیح کہا۔ آئیں ہم مل کر فیصلہ کریں۔ مل کر فیصلہ کرنے کے لیے ہمارے پاس ادارہ ہے۔ آپ اگر خود نوٹس نہیں لیں گے تو شریعت بنچ نوٹس لے سکتی ہے۔ آپ میں سے کوئی بھی درخواست دے سکتا ہے۔ جہاں

پر آپ خود پیش ہوں۔ علمائے کرام کو پیش کریں۔ یہاں سے ارکان پیش ہوں گے وہ آخری فیصلہ دے سکیں گے۔ آپ قانون کو پاس ہونے دیجیے' معاملے کو آگے چلائیے' تصادم کی فضا کو معطل کیجیے۔ پارلیمنٹ جس انداز سے چل رہی ہے اس کو مکمل کیجیے تاکہ ہم سب سرخرو ہو سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، جی کامران صاحب! مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! انہوں نے بات کی کہ معاملے کو شریعت کورٹ میں لے جایا جا سکتا ہے۔ تو اس میں عرض کر دوں کہ اس وقت دو ججز رہ گئے ہیں ایک ۵ ۷ سالہ ریٹائر آدمی کو چیف جسٹس بنایا گیا اور دوسرے ڈاکٹر فدا صاحب ہیں۔ تو پچھلے ۴۰۵ سالوں میں شریعت کورٹ کو ineffective بنا دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شریعت کورٹ میں معاملہ اس طرح ہے کہ شریعت کورٹ نے سود والے معاملے میں فیصلہ کر دیا۔ اس فیصلے کے خلاف حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔ سپریم کورٹ میں اپیل dismiss ہو گئی۔ Dismiss ہونے کے بعد review میں اپنے orders کو set aside کر دیا اور شریعت کورٹ کے فیصلے کو بھی۔ ۱۵ سال سے وہ معاملہ pending ہے' آج تک اس پر کوئی فیصلہ نہیں آیا۔ تو یہ اس طرح کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ ان کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اگر اچھی تجاویز ہیں تو وہ آپ دے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، وہ اس بات پر ضد کیوں کر رہے ہیں کہ پہلے بل پاس کرو اس کے بعد لے جاؤ۔ قیامت تو نہیں آ رہی ہے کہ کل قیامت کا دن ہوگا۔ بل کو پاس ہونے سے پہلے لے جائیں۔ فورم موجود ہے۔ نظریاتی کونسل موجود ہے۔

جناب چیئرمین، قانون سازی تو یہاں ہوتی ہے۔ بہرحال آپ نے point دے دیا۔ اگر آپ کورٹ کا بھی چاہتے ہیں تو آپ تجاویز دے دیں۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں بے حد ممنون ہوں۔ ایس ایم ظفر

صاحب نے ہمیشہ دلیل سے بات کی ہے اور ہم اس کی قدر کرتے ہیں، اختلاف اپنی جگہ ہے لیکن مجھے تعجب ہوا۔ سب سے پہلی بات ہے حد کے بارے میں۔ یہ شریعت کے نظام قانون کے well-defined concepts ہیں۔ اس میں موشگافی کرنے کے لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ آپ نے جو مثال دی ہے وہ صحیح ہے کہ فحاشی کا کھلے بند ہونا یہ اس قانون کا مقصد ہے کہیہ روکے لیکن ساتھ ہی میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ جرم زنا ہے، صرف زنا کا کھلے بند ہونا ہی نہیں اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ اگر ایک عورت اور مرد اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں ایسی تاریکی میں کہ کسی کو پتا نہیں ہے لیکن اگر ان میں سے کسی نے آکر confession کیا ہے کہ ہاں مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے تو اس پر حد جاری کی گئی ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے ہاتھوں سے حد جاری کی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس معاشرے کی اخلاقی تربیت اس مقام تک پہنچا دی گئی تھی کہ یہ جانتے ہوئے کہ اس جرم کی سزا کیا ہے، کوئی گواہ موجود نہیں ہے، کسی نے رپورٹ نہیں دی ہے۔ کسی اور نے استغاثہ نہیں کیا ہے لیکن بندہ خود آکر جرم کا اعتراف کرتا ہے۔ اعتراف کی بنیاد پر حد جاری ہوتی ہے لیکن یہاں پر یہ کہنا کہ حد جو ہے وہ صرف طریقہ کار والا معاملہ ہے یہ بات صحیح نہیں ہے بلاشبہ اگر ۴ گواہ ہیں تو جاری ہوگی، اگر چار گواہ نہیں ہیں صرف ایک فرد خود confess کرتا ہے جاری ہوگی۔ آپ اپنے section 5 کا مطالعہ کر لیجیے اس کے اندر یہ بات موجود ہے۔ اس لیے یہ بات کہنا کہ حد صرف اس شکل میں ہے یہ صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات جناب والا! یہ ہے کہ بنیادی چیز یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاشبہ تاریخی حقیقت ہے کہ قحط کی بنا پر وقتی طور پر صرف ایک سال کے لیے صرف ان cases کے اندر کہ جہاں کسی شخص نے بھوک سے مجبور ہوکر چوری کی ہے یا دوسرے کا مال لے لیا ہے حد جاری نہیں کی۔ حد ختم نہیں ہوئی۔ اسی سے پھر یہ اصول نکلا ہے کہ اگر فاقے کی بنا پر کوئی شخص صرف اپنی جان بچانے کے لیے دوسرے کا مال لے رہا ہے تو اسے سرقہ شمار نہیں کیا جائے گا۔ یہ دراصل اس کی ترجیح ہوگئی اس کی تعریف ہوگئی کہ ستم کرتے ہیں۔ دیکھیں ہم نے بات سنی ہے۔ جبکہ میں نے منع کیا تھا ساتھیوں کو، کہ ان کو فیصلہ کرنے دیں اور آپ بھی فیصلہ کریں۔ جناب چیئرمین میں آپ سے درخواست کروں گا۔ ایک بات

جس پر مجھے کل challenge کیا گیا ہے، نام لے کر کہ ----

جناب چیئرمین، ایک منٹ میں ختم کریں۔ سن لیں ، جلدی مختصر کریں، تاکہ باقی ساتھی بات کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، مجھے کل challenge کر کے ---

جناب چیئرمین، ایک منٹ اور دے دیں ان کو، سن لینے دیں، بیٹھ جائیں، ایک منٹ سن لیں، جلدی ختم کریں پھر آگے بڑھیں، آپ مختصر کریں جلدی ختم کریں۔ بلیدی صاحب بیٹھیں ان کو بات کر لینے دیں۔ He has been given the floor جی بولیں، بولیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا، بنیادی بات اس میں یہ ہے کہ دفعہ 5 حدود آرڈیننس کی wilful

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب والا! یہ کیا طریقہ ہے ان کا، مجھے بتائیے آپ، یہ وزیر ہیں اور یہ ذمہ دار ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ مختصر کریں۔ آپ نے کافی ٹائم لیا ہے لیکن آپ ہمارے مہربان بزرگ ہیں۔ مختصر کر کے جلدی کریں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، دیکھیے Section 5 جو ہے وہ زنا کے صرف wilful

(مداخلت)

جناب چیئرمین، Professor Khurshid Ahmed has the floor جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئر مین! ہاؤس آپ چلا رہے ہیں یا یہ چلا رہے ہیں؟ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

جناب چیئرمین، یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ ممبروں نے کرنا ہے۔ نیازی صاحب ایک منٹ ان کو سن لیں I have given the floor to Prof. Khurshid Ahmed ایک منٹ ان کو سن لیں۔ یہ ہمارے بزرگ ساتھی ہیں ، سن لیں ان کو اس کے بعد، آپ تشریف

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ ملائیت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ قائد کا فرمان ہے---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نیازی صاحب تشریف رکھیے ان کو سن لینے دیں۔ ایک منٹ یہ ختم کر رہے ہیں then you will have the floor نیازی صاحب تشریف رکھیے' کاکڑ صاحب تشریف رکھیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین اس ہاؤس کے کچھ آداب ہیں اور اگر یہ وزیر ان آداب کے خلاف' چاپلوسی کی باتیں کرتے ہیں؛ دیکھیں میں عرض کر رہا تھا کہ شق پانچویں جو ہے وہ صرف wilful intercourse کے لیے ہے شق چھ جو تھی وہ زنا بالجبر کے لیے تھی اور الفاظ ان کے اندر صاف لکھے ہوئے ہیں کہ زنا بالجبر liable to Hadd اسے آپ نکال رہے ہیں یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ argument بھی دیے ہیں اس argument میں آپ نے ایک ایسا دعویٰ کیا ہے' مجھے معاف کیجیے اگر میں یہ بات کہوں کہ اسلام کے احکام کی کھلی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ Page 14 کے اوپر there is no Hudd for the offence of زنا بالجبر---

جناب چیئرمین، آپ بول چکے ہیں کسی ساتھی سے کہلوا دیں۔ We cannot have a repetition یہ repetition ہوتی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، یہ دعویٰ کیا تھا وزیر صاحب نے کہ میں چیلنج کرتا ہوں خورشید صاحب کو' نام لے کر کے کہ مجھے بتائیں۔ میں بتا رہا ہوں کہ آپ نے حد کو delibrately یہ کہا ہے کہ وہ حد نہیں ہے پھر وعدہ آپ نے کیا تھا کہ وہ اس میں لکھا ہوا تھا کہ زنا بالجبر اگر حد کی شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ یہ وہ Bill ہے جسے distribute کیا ہے' اسی میں لکھا ہوا ہے۔ ہم نے کہا کہ ایسی غلط بات کیوں کرتے ہیں۔ اپنے قانون کی بنیاد جھوٹ پر رکھیں گے تو اسے چیلنج کیا جائے گا جناب

چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین، سعدیہ عباسی صاحبہ، نہیں ہیں۔ پھر اس کے بعد ایک دو سپیکر لے لیتے ہیں پھر ہم برخاست کر لیں گے۔ محمد حسین صاحب بھی نہیں ہیں۔ حافظ رشید احمد صاحب، اچھا محمد حسین صاحب آ گئے۔

سینیٹر محمد حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین! آج اس حساس مسئلے پر بحث جاری ہے۔ اس حساس موضوع پر دونوں طرف سے تقاریر ہوئیں۔ میرا مقصد تقریر کرنا نہیں، صرف چند نکات ہیں۔ ان کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور ان کی وضاحت مانگتا ہوں۔ سب سے پہلے ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے جو کاپیاں تقسیم کیں اور معاہدے کی کاپیاں ہمارے سامنے تھیں۔ اسی میں لکھا ہے کہ زنا بالجبر کو اس میں شامل کیا جائے گا تو میں آپ کے قانون دانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس کو کیوں حذف کر دیا۔ اپنے ہی جال میں آپ پھنس گئے، اپنی ہی کاپی میں آپ سب نے دیکھا۔ اپنے گھر سے میں نہیں لایا۔ آپ نے زنا بالجبر کے قانون کو حد سے نکالا اور یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہے اور پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ خدا کا قانون ہے جس کو ہم لا رہے ہیں۔افسوس صد افسوس! خدا کے اوپر جھوٹ باندھنے کی جرأت آپ لوگوں کو کس نے دی اور کہتے ہیں کہ ہم تیار ہیں۔ متابعت کے لیے بل پاس ہو جائے تو اس کے بعد ہم مصالحت کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کی مثال اسی طرح سے ہے کہ ایک آدمی کے پاس لوٹا تھا، لوٹا جانتے ہیں۔وضو کے لیے، استنجا کے لیے وہ جا رہا تھا اس لوٹے میں سوراخ تھا جب بھی وہ غسل خانے میں پہنچتا تھا تو پانی نکل جاتا تھا۔ اس نے کہا چلو مجھے طریقہ آتا ہے پہلے ادھر میں استنجا کروں گا پھر پیشاب کروں گا، اس طرح تو نہیں ہو سکتا کہ پہلے استنجا کرے پھر بعد میں پیشاب کرے۔ آپ اس کو مؤخر کر دیں۔ پہلے اصلاح کریں پھر بعد میں ایوان میں لائیں۔سب سے پہلے میں تو ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل سے استعفیٰ دیا ہے۔ اس بات پر کہ یہ بل فراڈ ہے اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے قومی اسمبلی میں اس کی ووٹنگ میں مسلم لیگ کے بعض ارکان نے حصہ نہیں لیا۔ حدود متعین ہیں، اللہ فرماتے ہیں (عربی) یہ اللہ کے حدود ہیں اور جو حد کو cross کرے گا

اس دنیا میں آپ کو پتا ہے کہ مخالف فریق کے لیے سزائے موت پسند کرتے ہیں اس کو گولی مار دی جاتی ہے۔ تو خدا کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ آپ لوگوں میں سے اس اعلان جنگ کے لیے سینہ تان لیا ہے۔ ہم نے فحاشی کو کھلی چھٹی دی ہے اور پولیس کو ہم نے منع کیا ہے کہ پولیس ہاتھ نہیں لگائے گی۔ میں پوچھتا ہوں دو بدمعاش' دو بندے فحش حرکات میں لگے ہوں پولیس ان کو دیکھتی رہے گی؟ یہ چھٹی ہے کہ نہیں؟ میں آپ کے قانون دانوں سے پوچھتا ہوں کہ سولہ سال قید کیا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، میں تصحیح کردوں۔ PPC 294 موجود ہے۔ اس میں پولیس پکڑ سکتی ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں اس کا حد سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور نہ حدود آرڈیننس سے تعلق ہے اور نہ کسی اور سے ہے۔یہ فحش حرکات کے لیے ہے۔

سینیٹر سید محمد حسین، اگر دو فرد زنا پر لگے ہوں تو اس کا کس چیز کے ساتھ تعلق ہے؟ پولیس ان کو کچھ نہیں کہہ سکتی۔ سولہ سال کی قید یہ آپ لوگوں نے کون سے قرآن اور احادیث سے اخذ کی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اور احادیث کے منافی نہیں ہے؟ پھر سولہ سال کی قید ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جنہوں نے اپنی مرضی سے عدالت میں جا کر شادی کی ان سے آپ میڈیکل سرٹیفکیٹ طلب کرتے ہیں کہ یہ واقعی بالغ جوڑا ہے یا نہیں۔ یہ عورت بالغ ہے یا نہیں۔ اس کے لیے کوئی شرط نہیں ہے ان کے لیے شرط رکھی ہے۔ آج کل تو ویسے بھی ایک دو سال عمر کم لکھ دیتے ہیں تا کہ ہمیں job مل جائے تو آپ بات اٹھارہ سال تک لے گئے ہیں۔ زنا کو بالکل چھٹی دے دی۔ یہ بالکل قرآن اور حدیث کے منافی ہے۔ معاہدے میں لکھا تھا کہ قرآن اور سنت بالا تر قانون ہوگا اور آپ لوگوں نے اس کو حذف کردیا ہے۔ آپ لوگوں نے لکھا ہے کہ دفعہ تین کو حذف کر دیا جائے گا۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ قرآن اور سنت بالا تر قانون ہو گا۔

جناب چیئرمین! آپ لوگوں نے اس وجہ سے عورت کو مشکل میں پھنسا دیا کہ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو عائلی قوانین کے مطابق وہ پہلے محلے کے چیئرمین کو' یونین کونسل کے ناظم کو بتائے گا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اگر نہیں

بتائے گا تو اس کی طلاق نہیں ہوگی۔ اگر کسی عورت نے اس دوران جبکہ اس کو پتا تھا کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے اس نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کیا اور یہ ظالم اٹھا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی تو یہ تصادم ہوگا۔ آپ لوگوں نے عورتوں کو مشکل میں پھنسا دیا۔

جناب چیئرمین! ہم تو امریکہ کی رضامندی کے لیے یہ کر رہے ہیں۔ یورپ کو خوش کرنے کے لیے کر رہے ہیں لیکن یہ ہم سے اپنا مطلب پورا کرکے ہمیں دشمنوں کی صف میں کھڑا کر دے گا۔ ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہماری طرف ایک مثال مشہور ہے کہ ایک آدمی تھا اس کا نام (خر) گدھا تھا۔ وہ تنگ آگیا کہ مجھے سب گدھا کہتے ہیں۔ کسی نے مشورہ دیا کہ ایسا کرو محلے والوں کی دعوت کرو تاکہ وہ آپ کے لیے دوسرا نام تجویز کریں۔ اس نے ایک بہترین دعوت کی اور محلے والوں کو اکٹھا کیا۔ محلے والوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کا نام ہم نےکھوتا رکھ دیا(گدھے کا بچہ)وہ خوش ہوکر بیوی کے پاس آیا کہ میرا نام تبدیل ہوگیا ہے اور میرا نام کھوتا رکھ دیا ہے۔ بیوی نے کہا بیوقوف آپ نےفضول خرچہ کیا ہے دو سال کے بعد تم پھر گدھے بن جاؤ گے۔ تو یہ ویسے ہی ہم سے اپنا مقصد پورا کرتے ہیں۔ امریکہ انڈیا کا دوست ہے ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔ بہرحال میں اس شعر پر اکتفا کرتا ہوں کہ

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

جناب چیئرمین: جی احمد علی صاحب! بولیں۔ احمد علی صاحب کا mike کھولیں۔

سینیٹر احمد علی: شیطان اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتا ہے۔ شکوے چلتے رہتے ہیں۔ سوال کرتا ہے۔

در درمیان خیر دریا تخت بندھم کردا ای
بعد می گویم کہ دامن ترنہ شد ہوشیار باش

شکوہ اور شکوے چلتے رہتے ہیں۔ (فارسی) میں نے ایک اردو کا شعر کہنا تھا، وہ یاد نہیں رہا۔

جناب چیئرمین: مس نیلوفر بختیار صاحبہ۔

محترمہ نیلوفر بختیار (وفاقی وزیربرائے سیاحت): شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! میں

سب سے پہلے اس ایوان کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک بہت ہی serious بہت ہی سنجیدہ موضوع ہے اور یہ وہ موضوع ہے جس کے لیے خواتین نے خاص طور سے سالہا سال سے جدوجہد کی ہے۔ یہ وہ موضوع ہے جس کے لیے خواتین activists نے، خواتین NGOs نے اور خواتین کے ان groups نے، جنہوں نے خواتین کے حقوق کے لیے اس ملک میں آواز اٹھائی ہے، اس پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے، سڑکوں کے اوپر ڈنڈے کھائے ہیں، ان کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا، پولیس کی وینوں میں لاد کر رات بھر تھانوں میں رکھا گیا، جیلوں میں بند کیا گیا جناب چیئرمین! یہ ان لوگوں کا بل ہے اور ان خواتین کی آواز ہے جنہوں نے اس بل کی وجہ سے سزائیں بھگتی ہیں اور ہم خواتین جو activists خواتین ہیں اور آج اس سینیٹ کے فلور پر بیٹھی ہیں جناب چیئرمین! جب اس بل کے بارے میں شعر سنتی ہیں، ہمیں شعر سنائے جاتے ہیں، لطیفے سنائے جاتے ہیں اور ہمارے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو عورتوں کے بارے میں استعمال نہیں ہونے چاہئیں

جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج کے بعد اگر یہ خواتین خواہ وہ کسی بھی جماعت کی ہوں میرا ساتھ دیں تو آج کے بعد کوئی بھی اس فلور پر خواتین کے بارے میں شعر پڑھنے کی جرأت نہیں کرے گا اور کوئی بھی چاہے اس کا تعلق کسی جماعت سے ہو، خواتین کے حقوق کے بارے تذلیل سے بات نہیں کرے گا جناب چیئرمین! ہمیں کون ورغلائے گا؟ آج ہمیں ورغلانے کا دور گیا یہ صدر جنرل پرویز مشرف کی حکومت ہے جس نے خواتین کو بلدیات میں پینتیس فیصد نمائندگی دی ہے، جس نے خواتین کو سترہ فیصد نمائندگی پارلیمنٹ میں دی ہے جس نے آج کابینہ میں سات خواتین وزراء بٹھائی ہیں۔ جس نے جہاز چلانے کے لیے خواتین کو facilitate کیا ہے۔ جس نے خواتین کو فوج میں بھرتی کیا ہے۔ جس نے پولیس میں خواتین کو بھرتی کیا ہے یہ وہ صدر جنرل مشرف ہے جس نے ہمیں یہ آواز دی ہے۔ ہمیں کوئی نہیں ورغلائے گا اور آج کے بعد ہمیں تو بے چاری نہیں سننا۔ ہمیں بے چاری کا لفظ خواتین کے ساتھ منسوب نہیں کرنا۔ بے چارے یہ خود ہیں، ان کی سوچ بے چاری ہے۔ ان کے پاس چارہ نہیں ہے ان کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کہاں جائیں۔ بہت سنا ہے جناب چیئرمین!

میں بہت مہینوں سے اس ایوان میں بیٹھی تھی۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں بولوں لیکن اس بل کے اوپر National Commission on the Status of Women نے سالہا سال مشاورت کی ہے۔ ان کی جماعت کے اراکین اس کمیشن میں بیٹھے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی minority پورے ملک کی majority کو کب تک بلڈوز کرے گی؟ ہم بیٹھ کر ان کا ہر black mailing کا tactics دیکھتے رہیں گے۔ جب بات خواتین کے حقوق کی آتی ہے یہ مذہب کو، معاشرے کے قانون کو، انصاف کو، ہر چیز کو ہمارے آڑے لاتے ہیں۔ جناب والا! جب حق دینا ہوتا ہے، جب آپ نے دروازے کھولنے ہوتے ہیں تو ہماری جماعت کی طرح stand لینا پڑتا ہے۔ ہماری جماعت پاکستان مسلم لیگ وہ واحد جماعت ہے اور مجھے فخر ہے کہ میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے ہے کیونکہ یہ قائد اعظم کی جماعت ہے اور جناب والا! ہماری جماعت نے آج سے چار سال پہلے مسلم لیگ ہاؤس اسلام آباد میں حدود آرڈیننس کے خلاف سیمینار بھی کیے۔ ہم نے آواز اٹھائی۔ ہم نے کھل کر بات کی۔ حکومتیں آئی ہیں، بہت حکومتیں آئی بھی ہیں، گئی بھی ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ خواتین کے نام پر نعرہ لگا کر ووٹ اکٹھا کر کے اس کے بعد ان حکومتوں نے خواتین کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جناب والا! حدود آرڈیننس پر ہم آٹھ مارچ کو ریڈیو پر ٹیلی ویژن پر انٹرویو میں بات کر لیتے تھے تو انٹرویو وہاں پر روک دیا جاتا تھا اور ہمیں ہدایت کی جاتی تھی کہ آپ حدود کا لفظ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب والا! جب ہم غیرت کے نام پر قتل کا Bill بنا رہے تھے تو اس وقت یہ کہاں تھے؟ یہ جو آج ٹھیکیدار بنتے ہیں۔ خواتین کے حقوق کے بھی، اسلام کے بھی اور کہتے ہیں کہ اسلام نے خواتین کو حقوق دیے ہیں۔ غیرت کے نام پر قتل کا Bill جو ہم نے پاس کیا تو انہوں نے ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیا؟ کیا ان کو وہ قبرستان نظر نہیں آتے جہاں پر بچیوں کو کپڑوں، زیور سمیت بغیر جنازے، بغیر نہلائے ہوئے دفن کر دیا جاتا ہے؟ کون ٹھیکیدار ہے ان قبرستانوں کا؟ لیکن اس وقت ان کا اسلام آڑے نہیں آتا۔

جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ کسی عورت کو حدود آرڈیننس میں سزا نہیں ہوئی کیونکہ ان کو پتا نہیں ہے۔ جناب! مجھے تکلیف اس بات کی ہے کہ حدود آرڈیننس پر وہ لوگ تقریریں

کرتے ہیں جو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔ جن کو نہیں پتا کہ اس کے نتائج کیا ہیں؟ جن کو نہیں پتا کہ اس کی وجہ سے پاکستانی عورت کے ساتھ کیا sufferings ہوئیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو حدود آرڈیننس پر نشے میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں' مذاق کرتے ہیں اور جب کمرے سے باہر نکلتے ہیں تو بھول جاتے ہیں کہ آج کس موضوع پر بات ہوئی تھی۔ حدود آرڈیننس' ہم جانتے ہیں ان عورتوں کو' میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، آپ ان کو interrupt نہ کریں۔ دیکھیں پارلیمانی آداب ہیں interrupt نہ کریں۔ خواتین کا Bill ہے خواتین کے بارے میں بول رہی ہیں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار ، زعفران بی بی کا کیس تھا۔ کوہاٹ میں یہ کیس ہوا' زعفران بی بی پر حدود نافذ کی گئیں۔ جب میں اس کو ملنے کے لیے گئی اس وقت اس کو موت کی کوٹھڑی میں بند کیا گیا تھا۔ اس کو سزا سنائی گئی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا کچھ دنوں کا بچہ تھا' اس بچے کے پاس دودھ نہیں تھا۔ ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں تھا' ماں کو خوراک نہیں دے رہے تھے اس لیے کہ اس پر حدود لاء نافذ کیا گیا تھا۔ وہ زعفران بی بی' اس وقت ان میں سے کوئی نہیں اٹھا' کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔ اس نوکرانی کے لیے جس کے ساتھ اس کے مالک نے rape کیا۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو اس وقت اس کو حدود کی سزا سنائی گئی۔ اس وقت کون اٹھا؟ پاکستان کی خواتین نے آواز اٹھائی۔ یہ پاکستان کی خواتین ہیں جو اپنے حق کے لیے جدوجہد کر رہی ہیں۔ اگر آج ہمارے حق کے اوپر کسی نے لبیک کہا تو آپ کو یہ گوارا نہیں۔ آپ کو صرف دکھ اس بات کا ہے کہ آج صدر' وزیراعظم' پارٹی کا صدر سب کے سب خواتین کے حق کی بات کیوں کر رہے ہیں۔ آپ کو دکھ صرف اس بات کا ہے کہ آج وزیراعظم شوکت عزیز اگر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں تو خواتین کے حق سے کرتے ہیں۔ آپ کو دکھ اس بات کا ہے ----

(مداخلت)

جناب چیئرمین، مداخلت نہ کریں' بولنے دیں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار ، جناب چیئرمین! میں ان کو صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ

تعالیٰ نے ہمیں بڑی وسعت دی ہے۔ اپنے دلوں کو کھولیں۔ خدا کے واسطے تحمل برداشت جو ہمارے بھائی نے ابھی زبان استعمال کی۔ کیا وہ بہنوں کی موجودگی میں وہ لوٹا اور استنجے والی بات یہاں پر ہونی چاہیے تھی؟ آپ انصاف کریں جناب والا! -----

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)؛ دیکھیں ہم سب نے دو دو، اڑھائی گھنٹے ایک ایک بندے کی speech سنی ہے۔ آپ بڑے حوصلے سے ان کی بات سنیں۔ یہ طریقہ کار نہیں ہے آپ اپنی باری پر جو مرضی بات کریں۔

جناب چیئرمین؛ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا؛ اگر کوئی لفظ یا فقرہ ایسا ہے جو حذف کرنے والا ہے یا کوئی زیادتی والی بات کہی جاتی ہے تو پھر یہ ضرور اعتراض کریں۔ وہ facts and figures پر بات کر رہی ہیں تو آپ حوصلے سے بات سنیں۔ یہ میری ان سے درخواست ہے۔ اس کو اس طریقے سے رد نہ کریں۔ آرام سے سنیں، حدود پر ہی بات ہو رہی ہے۔ آپ نے ساری باتیں حدود پر نہیں کیں لیکن ہم نے سنی ہیں۔ آپ حوصلے سے بات سنیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان؛ جناب چیئرمین! بڑی اچھی بات ہے ہم سننے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ بات کہیں، یہ کیا کہ وہ ہر فقرے میں کہیں کہ آپ نے کیا کیا؟ آپ کہاں تھے؟ میں نے یہ کیا۔ یہ آپ کی بات کہاں سے آ رہی ہے؟

سینیٹر نیلوفر بختیار؛ جناب چیئرمین! میں آپ کی اور ان کی بات نہیں کرتی۔ میں اس وقت صرف پاکستانی عورت کی بات کرنا چاہتی ہوں چونکہ میں یہاں پر عورتوں کی نمائندگی کر رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرا یہ فرض ہے کہ اگر آج کے دن جب پاکستان میں عورت کے حقوق کے لیے تاریخ بن رہی ہے۔ جناب والا! یہ بہت بڑی بات بن رہی ہے۔ ہم نہ ہی امریکہ کی خوشنودگی کے لیے کر رہے ہیں، نہ ہمیں کسی نے ورغلایا ہے، نہ ہم مغرب سے ڈرتے ہیں، نہ مغرب کے ایجنڈے کو follow کرتے ہیں۔ ہم یہ بات، قانون میں تبدیلی اپنی عورت کے حقوق کے لیے کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جو قوانین ہیں، جو Bill چوہدری شجاعت

صاحب نے جمع کرایا ہے۔ جس میں اپوزیشن کی تجاویز شامل ہیں۔ میں پھر سے دعوت دیتی ہوں۔ ہم نے کل بھی پریس کانفرنس کی۔ ہم نے اپوزیشن کی بہنوں کو دعوت دی کہ وہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں اگر کچھ مزید بات چیت کی گنجائش ہے تو وہ کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہ نہیں آئیں۔ میں پھر دعوت دیتی ہوں کہ نیا Bill جو چوہدری شجاعت صاحب نے جمع کرایا ہے اس Bill کے اوپر مشاورت کے لیے ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ اگر کہیں گے تو ہم خود آپ کے پاس حاضر ہوں گے۔ اس بل کو آج پاس ہو کر جانے دیجیے۔ خدا کے لیے کوئی وقت اس قوم پر ایسا آنے دیجیے جب پاکستان کی خواتین اور مرد، اگر میرے بھائی، میرے بزرگ اور میرے بیٹے اگر آج پاکستان کی عورت کے لیے جو عورت ان کی ماں بھی ہے، ان کی بیٹی بھی ہے، ان کی بہن بھی ہے میں ان سے اپیل کرتی ہوں خدارا اس Bill کو ایک uanimous Bill بن جانے دیجیے۔ ایک بڑا message دنیا کو جائے گا۔ ہم سر فخر سے بلند کر سکیں گے۔ ہم کہہ سکیں گے، دنیا بھر کے ملکوں کے سامنے ہم سر فخر سے اٹھائیں گے۔ یہ ان کا ایجنڈا نہیں ہے، ایجنڈا ہمارا ہے لیکن ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ آج پاکستان کی پارلیمنٹ میں اگر اتنی بڑی تعداد میں عورتیں بیٹھی ہیں تو ان عورتوں نے اپنی بہنوں کے لیے جن کے ووٹ سے، جن کی جدوجہد سے وہ یہاں اس مقام پر پہنچی ہیں کچھ کر کے دکھایا ہے۔ ہم بھی جوابدہ ہیں، ہماری 49% constituency عورتیں ہیں۔ جن کی نظریں آج ہماری طرف لگی ہیں۔ وہ خواتین وہ بدقسمت عورتیں جو یہ بھی نہیں جانتیں کہ ان کے حقوق کیا ہیں۔ جو یہ نہیں جانتیں کہ آج ان کے لیے یہ debate ہو رہی ہے۔ ان عورتوں کی نمائندگی ہم نے کرنی ہے۔ وہ عورتیں جو چھوٹے بچوں کے ساتھ جیلیں کاٹ رہی ہیں۔ وہ عورتیں جو یہ نہیں جانتی کہ وکیل کیا ہوتا ہے۔ جن کے پاس ضمانت کروانے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ کبھی کسی نے ان کی ضمانت کے لیے پیسے تو نہیں بھرے۔ کبھی کسی نے وکیل مہیا کر کے ان کو جیل سے چھڑانے کی offer تو نہیں کی۔ جب کل صدر پرویز مشرف نے ان عورتوں کو رہا کیا۔ پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑی تو ان کی طرف سے کوئی پیغام کیوں نہیں آیا۔ جب کوئی اچھا کام ہوتا ہے، جب انسانوں کی بھلائی ہوتی ہے۔ اس معاشرے میں کوئی بہتری آتی ہے، تبدیلی آتی ہے تو ہم کھل کر یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ اچھا کام ہو رہا ہے۔ آپ برائی کو برائی کہیں، آپ

سیاسی ایجنڈے پر بات کریں لیکن عورتوں کے حقوق جو انسانی حقوق ہیں۔ انسانوں کے حقوق کو خدا کے لیے سیاسی ایجنڈے پر قربان نہ کریں۔ میں آپ کی بہت شکرگزار ہوں گی اگر اس Bill کو آپ مشترکہ طور پر پاس کریں۔ میں خواتین سے اپیل کرتی ہوں، میں دوبارہ اپیل کرتی ہوں، اپوزیشن کی خواتین سے اپیل کرتی ہوں کہ اس Bill کو unanimous Bill بنائیں۔ آئندہ جو Bill آئے گا اس میں ہم اور آپ پھر سے مشاورت کریں گے۔ پھر سے دنیا کو دکھائیں گے کہ سیاسی جماعتوں کے ایجنڈے الگ ہیں۔ سیاسی پالیسیاں الگ ہیں لیکن خواتین کا ایجنڈا انسانی حقوق کا ایجنڈا ہے اور اس پر ہم سب یکجا ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: I think we break now for *Zohar* prayers and lunch and reconvene at 3' o clock

کیونکہ نماز بھی ہے۔ تین بجے کر لیں میرا خیال ہے پانچ دس منٹ اوپر بھی ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔ We will reconvene at 3.00 p.m.

[At this time the session was adjourned to meet again at 3.00 p.m. on the same day.]

(وقفے کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب چیئرمین (محمد میاں سومرو) شروع ہوا)

جناب چیئرمین: اسلام وعلیکم۔ حافظ رشید احمد صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: (عربی) جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ آپ نے مجھے تحفظ حقوق نسواں Bill پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ جو تمہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے اس کو تھامے رکھو اور جس سے منع کریں، اس سے اجتناب کرو۔ جناب چیئرمین صاحب! اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ ہم مسلمان ہیں، مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اور مسلمانوں کا مذہب اسلام ہے۔

جناب معزز چیئرمین صاحب! ہمارے آئین میں ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے

مگر اس ملک کو اسلامی ملک تب کہا جائے گا جب اس میں اسلامی قوانین ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! جہاں تک موجودہ Bill کی بات ہے تو جید علمائے کرام نے اس کو غیر شرعی، غیر اسلامی قرار دیا ہے اور صاف بات یہ ہے کہ علما ہی اس کے حقدار ہیں کہ وہ اسلامی اور مذہبی بات کی تشریح کریں کیونکہ علما ہی اس کا تجربہ رکھتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! مسلمانوں کو جب بھی علمی یا شرعی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو مسلمان علمائے کرام کے طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے (عربی) جناب چیئرمین صاحب! اس کا ترجمہ یہ ہے "تمہارا کسی چیز میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو۔" جناب چیئرمین صاحب! موجودہ Bill بھی ایک شرعی اور علمی مسئلہ ہے۔ علمائے کرام نے متفقہ طور پر اس کو غیر شرعی اور غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ میرے سامنے سابق رکن شریعت اپیلٹ بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان مولانا محمد تقی عثمانی جو ایک غیر سیاسی اور محقق اور عالم دین ہیں، جو کہ حکومت کی طرف سے بل میں خرابیوں کی نشان دہی کے لیے بلائے گئے تھے، جب انہوں نے اس بل میں خرابیوں کی نشان دہی کی اور جید علمائے کرام کے ساتھ مل کر سفارشات مرتب کیں تو حکومت نے ان سفارشات کو بل میں شامل کرنے سے انکار کر دیا اور اسی طرح مولانا محمد تقی عثمانی کے ساتھ حکومت ہی نے دوسرے علمائے کرام کو بھی مدعو کیا۔ اس میں مولانا محمد حسن جان صاحب، اسی دوسرے جید علمائے کرام، فاضل علمائے کرام نے اکٹھے ایک لائحہ عمل تیار کیا، سفارشات مرتب کیں لیکن جب انہیں بل میں شامل کرنے کا موقع آیا تو حکومت والوں نے انکار کر دیا۔

جناب چیئرمین! اپنی ایک تجزیاتی رپورٹ میں بھی مولانا تقی عثمانی نے بل کو غیر شرعی قرار دیا ہے جو کہ میرے سامنے پڑی ہے۔ اسی طرح ملک کے دوسرے جید علمائے کرام نے متفقہ طور پر اسے خلاف شریعت قرار دیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آئین پاکستان میں صاف لکھا ہوا ہے، جو میرے سامنے آئین پڑا ہوا ہے۔ آرٹیکل دو سو ستائیس میں ہے کہ تمام موجودہ قوانین قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنائے جائیں گے۔ تو جناب چیئرمین! صاحب آرٹیکل 227 میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ملک میں کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنے گا۔ جناب چیئرمین! یہ بل صریحاً آئین کی خلاف ورزی ہے۔ جناب چیئرمین!

خصوصی طور پر میں نہایت ادب کے ساتھ مذہبی اور تجربہ کار سیاستدان اورمسلم لیگ(ق) کے صدر چوہدری شجاعت حسین کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر کسی نے بل کو غیر شرعی اور قرآن و سنت کے خلاف ثابت کیا تو میں استعفٰی دوں گا۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ ہی یہ فیصلہ فرمائیے' ایوان پر منحصر ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ علمائے کرام کے بغیر کوئی اور بل تیار کرے پھر وہ قرآن و سنت کے مطابق ہو' یہ شیشم کے درخت سے سیب کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔ جناب چیئرمین صاحب میں چوہدری صاحب سے جو انتہائی معزز ہیں' ان کی خدمت میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ ایفائے وعدہ کر کے مستعفی ہو جائیں' چونکہ علما نے اسے غیر شرعی قرار دیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آخر میں استدعا کروں گا بلکہ میری ایوان اور آپ سے یہی استدعا ہے کہ غیر اسلامی بل کو پاس کرنا تو دور کی بات' اسے پیش بھی نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن اب میں ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ غیر شرعی اور غیر اسلامی بل کو مسترد کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ وقت کی پابندی کرنے پر۔ بنگزئی صاحب۔ بنگزئی صاحب نہیں ہیں۔ عبد الرشید صاحب۔

سینیٹر حافظ عبد الرشید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال اللہ عز و جل و من..... ھم الظالمون و قال النبی علیہ الصلوۃ و السلام۔ لا ایمان......عہد لہ۔ شکریہ چیئرمین صاحب! کہ آپ نے موجودہ ترمیمی بل پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جو بل قومی اسمبلی سے منظور شدہ ہے اور اس ایوان میں زیر بحث ہے' ہمارے بزرگوں نے جید علمائے کرام نے اس پرمفصل، سیر حاصل بحث کی اور معقول دلائل کی روشنی میں اس بل کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیا۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ' وقت کی پابندی کے ساتھ اپنی معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! اس ایوان کی اکثریت جو ہے' اقلیت کے علاوہ' ان کے درمیان جو چیزیں قدرمشترک ہیں اور ایک چیز متنازعہ ہے جو چیزیں ہمارے درمیان قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہیں اس میں پہلی چیز دین اسلام ہے' دوسری چیزآئین پاکستان ہے۔ جناب والا! ہم کہتے ہیں کہ اسلام اورآئین پاکستان دونوں نے ہم کو اس امر کا مکلف اور پابند بنایا

ہے کہ ہم جو بھی قانون سازی کریں گے----- قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کی اجازت ہم کو اسلام نے دی ہے اور نہ آئین پاکستان نے۔ میرے خیال میں یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے اور یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے کہ چونکہ یہ ایوان ایک اسلامی ملک کا مسلمانوں کا نمائندہ اور ذمہ دار ایوان ہے لہٰذا جو بھی چیز قرآن و سنت سے متصادم ہو' اسکے منافی ہو اس ایوان میں بحث کے لیے اس کو لانے کی گنجائش اور جواز نہیں۔ کجا کہ اس پر بحث کی جائے اور اس کو منظور کیا جائے۔ یہ اتفاقی امر ہے۔ جو چیز اس ایوان میں متنازعہ ہے اور دلائل کے ساتھ دونوں جانب سے اس پر بحث ہو رہی ہے۔ کیا موجودہ ترمیمی بل آیا قرآن و سنت کے مطابق ہے یا منافی ہے؟ اس حوالے سے حکومت کا موقف یہ ہے کہ یہ بل حرف بحرف قران و سنت کے مطابق ہے جبکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ اس بل کی اکثر دفعات قران و سنت کے منافی اور اس سے متصادم ہیں۔ اب سوچنا یہ ہے کہ اگر یہ بل قرآن و سنت کے مطابق ثابت ہو جائے تو اسلام اور آئین پاکستان کی رو سے ہم اس کے حمایت کرنے کے پابند ہیں لیکن اگر یہ بل قرآن و سنت کے منافی ثابت ہو جائے تو ہماسلام اور آئین پاکستان کی رو سے اس بات کے پابند ہیں کہ ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ اب ہم اس بات پر آتے ہیں کہ قرآن و سنت کی مطابقت اور اس کی مخالفت کا معیار کیا ہے؟ اس کے سمجھنے والا کون ہے؟ یہ کس کا کام ہے؟ یہ ظاہر بات ہے کہ یہ کام قرآن و سنت کے ماہرین کا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ قرآن و سنت کے ماہرین اس وقت' اس امت اور اس ملک کے علما ہیں۔ اس وقت اس ملک کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علما اس پر متفق ہیں کہ Bill مجموعی حوالے سے قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ اس میں زنا بالجبر کی حد شرعی کو ختم کر دیا گیا ہے۔ حد کو تعزیر میں بدل دیا گیا ہے۔ تحریف جو ہوئی ہے وہ شریعت کے خلاف ہے۔ حد بلوغ میں شریعتسے مخالفت ہوئی ہے اور جناب مفتی تقی عثمانی صاحب جو اس ملک کے ایک عظیم عالم ہیں، مفتی صاحب غیر متنازع شخصیت ہیں اس Bill پر ان کا تجزیہ ایوان کے سارے اراکین کے زیر نظر ہے لیکن اس کے باوجود لے دے کر یہ بات آرہی ہے کہ یہ Bill قرآن و سنت کے موافق ہے اور اس کا ایک ایک حرف قرآن وسنت کے مطابق ہے اور آپ ہم کو اس میں ثابت کریں گے کہ اس میں کون سی دفعہ' کون سی چیز' کون سا جملہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ میں تو آئین کا ماہر نہیں' سیدھا سادہ انسان ہوں 'سیدھے سادے انسان کی حیثیت سے سادہ بات یہ ہے

کہ ایک طرف آپ کا پیش کردہ مسودہ یہ ہے اور دوسری طرف قرآن کریم جو ہمارا دستورالعمل ہے' دونوں ہمارے سامنے ہیں۔ آپ ان دونوں میں موازنہ کریں' پتا لگ جائے گا۔ اس Bill کے مسودے میں جو آپ نے اس ایوان میں پیش کیا ہے اس میں زنا بالجبر کے لیے جو سزا مقرر کی ہے وہ موت یا پانچ سال سے پچیس سال تک قید کرنا' جیل میں ڈالنا ہے جبکہ دوسری طرف قرآن جو ہمارا دستورالعمل ہے اس کی سورہ نور کی دوم نمبر آیت (عربی) اللہ تعالیٰ نے زنا بالجبر اور زنا بالرضا دونوں کے لیے سو کوڑے بحیثیت حد مقرر کی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح فرمائی ہے (عربی) یہ قرآن ہے' یہ حدیث ہے اور یہ آپ کا Bill دوسری طرف زنا کے جھوٹے الزام کی سزا ہے۔ اس میں آپ کے Bill میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی بھی شخص، کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا لائے یا گواہی دیتا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔

جناب چیئر مین: وقت کا خیال رکھیے گا۔ وقت ختم ہو رہا ہے ایک دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر حافظ عبدالرشید: اس کے مقابلے میں قرآن کریم کی سورہ نور کی آیت کو دیکھیے (عربی) کہ جو زنا کا جھوٹا الزام لگا رہا ہے اس کے لیے اسی کوڑے ہیں۔ یہ آپ کا Bill اور یہ اللہ کا قرآن ہے۔ اس کے علاوہ اس Bill میں زنا کی جو تعریف ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ غیر منکوحہ مرد اور عورت رضا مندی سے جنسی تعلقات قائم کریں تو زنا کے مرتکب ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہماری شریعت' ہماری فقہ' زنا کی جو تعریف کرتی ہے' وہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ (عربی) تو ترجمہ مناسب نہیں' مرضی اور رضامندی کے کیس میں شرعی تشریح زنا کی ہے وہ اس میں نہیں ہے۔ لہذا یہ تعریف بھی شریعت سے فقہ کے علما اور فقہا سے مختلف ہے۔ لہذا جناب چیئرمین! اس کے بعد ہمارے لیے یہ کہنا کہ یہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ عوام کو دھوکا دینا ہے اور عوام کی آنکھوں پر ہاتھ رکھنا ہے۔ یہ بالکل قرآن وسنت کے متصادم ہے اور ہمارا یہ فرض منصبی بنتا ہے کہ اس وقت ہم اس کی مخالفت کریں اور میرے خیال میں اس کا جو عنوان ہے تحفظ حقوق نسواں' اس میں نسواں کے حقوق کا تحفظ نہیں بلکہ

استحصال ہے۔ ہماری اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقوق نسواں کا ایک عظیم باب ہے۔ جو نکاح، اختتام طلاق، اختتام زنا، احکام مع تاریخ، حق و مہر، ازدواجی زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہے۔ آپ نے عورتوں اور خواتین کے ان سارے حقوق کو چھوڑ کر امریکہ کی خوشنودی کے لیے فحاشی، عریانی اور اس کے لیے قانونی راستے بنانے کے لیے آپ تحفظ حقوق نسواں کا نام دیتے ہیں۔ لہٰذا میرے خیال میں یہ عورتوں کے ساتھ ظلم ہے، اس کو دھوکا دینا ہے۔ جناب والا! لہٰذا یہ مسلمانوں کا ایک ذمہ دار ایوان ہے۔ مسلمان نمائندوں کا ایوان ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ فرضبنتا ہے کہ ہم اس بل کی مخالفت کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، وقت کی پابندی کرنے کا بھی شکریہ، بنگزئی صاحب آ گئے ہیں۔ آپ کا نام پکارا تھا، آپ نہیں تھے۔ مسٹر لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) درود شریف پڑھیں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے ہماری محترم گلشن سعید صاحبہ کی طرف سے ہمیں جو دعوت نامہ ملا ہے۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب کی طرف سے، میں دل کی انتہائی گہرائیوں کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اس تکلف کی ضرورت نہیں یہ جو کل ہمیں letter جناب شیرافگن صاحب نے عنایت کیا تھا۔ چوہدری صاحب سے اس agreementکے حوالے سے ہمارے ساتھ تین نکات پر agreement ہوا تھا، وہ اس بل میں ڈال دیں ہمیں دعوت قبول ہے۔

نمبر ۲۔ جناب چیئرمین! ابھی تک بل قومی اسمبلی سے پاس ہوا ہے ابھی اس کے دو مراحل اور بھی ہیں آج سینیٹ اور اس کے بعد صدر مملکت کی طرف سے جب اس پر دستخط ہوں گے تو تب یہ قانون بن جائے گا لیکن جناب چیئرمین! روشن خیالی کی ایک ہلکی سی جھلک میں آپ کو اس اخبار میں دکھاؤں گا کہ ابھی تک بل اپنے راستے میں ہے کہ چنیوٹ میں ریلوے کی ٹکٹوں کے لیے خواتین اور مرد حضرات کے لیے علیحدہ علیحدہ قطار تھی۔ انہوں نے خواتین کی کھڑکی کو تالا لگا کر دونوں کو ایک ہی کھڑکی پر لائن لگانے پر مجبور کیا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم اسی لیے تو روتے رہتے ہیں کہ یہ صرف اس ایجنڈے کے لیے بہانے ہیں جو ان کو دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ بھنڈر صاحب نے کل جو دعویٰ کیا کہ یہ وہی Bill ہے جو سلیکٹ کمیٹی کی طرف سے تھا میں اس بات کا خود گواہ ہوں اور قومی اسمبلی کا ریکارڈ بھی آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ غالباً سات یا آٹھ مرتبہ سپیکر صاحب نے بار بار قائد ایوان اور شیر افگن صاحب سے پوچھا کہ یہ حکومت کی طرف سے پیش کردہ ہے، سلیکٹ کمیٹی کا Bill ہے یا علما کمیٹی کی طرف سے ہے۔ یہاں سے خاموشی تھی لیکن جب وہ ان سے بار بار تکرار کے ساتھ پوچھتے رہے تو بالآخر انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ صرف اور صرف حکومت کی طرف سے پیش کردہ Bill ہے، سلیکٹ کمیٹی کا ہے، نہ علما کمیٹی کا ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کا عمل یقیناً ہمارے ان ایوانوں کے وجود کے لیے ایک اہم جواز ہے۔ اس کے بغیر ہمارے پاس کوئی راستہ ہے نہ کوئی چارہ ہے۔ جمہوریت میں وہی کچھ ہوتا ہے جو قومی اسمبلی میں ہوا۔ ہمیں تسلیم ہے وہاں اکثریت اور کثرت رائے سے Bill منظور ہوا۔ بالکل بجا ہے اور یقین ہے کہ یہاں سینیٹ میں بھی حکومت اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اسے پاس کرواکر اور صدر کے دستخطوں کے بعد اسے قانونی حیثیت دے گی۔

جناب چیئرمین! مگر جہاں تک کسی ریاست کے ہر شخص کو عدل و انصاف مہیا کرنے کا سوال ہے تو ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں معاشرے کی کسی صنف اور گروہ کو قانون سازی کے نتیجے میں اگر مثبت تحفظ مل رہا ہے تو کہیں دوسری جانب اسی قانون سے معاشرے میں موجود دوسرے گروہ یا صنف کو عدم تحفظ کا پیغام between the lines تو نہیں دیا جا رہا۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اصل اور بنیادی بات نیتوں کی ہے۔ امام بخاری کی کتاب جو لگ بھگ سات ہزار احادیث پر مشتمل ہے، اس کتاب میں سب سے پہلی حدیث (عربی) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ میں ایم کیو ایم کی توجہ چاہتا ہوں۔ ایم کیو ایم والے کہہ رہے تھے کہ آپ استعفیٰ دیں تو ہم تمام خواتین کو ان سیٹوں پر کھڑا کریں گے۔ انہوں نے اس موجودہ سینیٹ میں کسی خاتون کو ٹکٹ نہیں دیا، اب شاید ہمارے استعفوں سے یہی کمی پوری کر رہے ہیں۔ میں توجہ کا طالب ہوں کیونکہ ہمارے عامر لیاقت حسین صاحب بڑے ذہین ہیں آپ سنتے رہیں آپکے جیو پروگرام کے لیے کافی مواد دے دوں گا۔

جناب چیئرمین! اگر ہم تمام معاملے پر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں اور موجودہ صورتحال پر غور کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ گھڑی، وہ لمحہ نہیں آیا تھا کہ جب ہم ایک پرسکون ماحول میں جبکہ ہماری اسمبلیوں کے چار سال بخیر و عافیت مکمل ہوئے صرف ایک سال رہ گیا تھا ہم نے کھڑے پانی میں ایک کنکری پھینک کر اس میں ارتعاش پیدا کیا۔ جناب والا! اگر اس معاملے کو مزید دو تین چار مہینے اور آگے لے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی آفت یا کوئی ایسی بلا ہمارے ملک پر نازل نہ ہوتی۔ بہرحال آزادی ہے ہم ان کا احترام کرتے ہیں جو بھی انہوں نے جس انداز میں پیش کیا ان کا احترام کرتے ہیں ان کی اکثریت ہے وہ اس کو پاس کرکے اس کو قانونی بنا سکتے ہیں۔ یہ کوئی بری بات نہیں جمہوریت میں یہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ کل انشاء اللہ ہمیں بھی اکثریت ملے گی اور ہم بھی اپنی اکثریت کے بل بوتے پر آج جس طرح ہم نے صوبہ سرحد میں حسبہ بل پاس کیا وہاں ہماری اکثریت تھی اس پر ان کو سیخ پا ہونے کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ یہ بار بار ہمیں کہتے ہیں کہ ہم اس کو چیلنج کریں گے، واقعی چیلنج کا بھی راستہ ہے وہ ضرور چیلنج کریں۔ ان کے پاس ایک option ہے۔ اسی طرح ہمارے پاس بھی ایک option ہے جب یہ Bill پاس ہوگا تو ہم اس کو سپریم کورٹ میں جا کر چیلنج کرسکتے ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل میں یا شریعت کورٹ میں ہم اس کو چیلنج کرسکتے ہیں۔ یہ ہے جمہوری راہ اور اس پر ہمیں چلنا چاہیے اور اس پریکٹس کو جاری رکھنا چاہیے۔ اس میں کوئی ذاتی اختلاف یا کوئی ذاتی انا کا مسئلہ نہیں ہے ہمیں یہ پریکٹس بھی لانی چاہیے۔ بار بار لانی چاہیے۔ جیسا کہ صبح بھی ہمارے قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ کئی ایک Bill پڑے ہوئے ہیں، ان کو بھی آپ لے آئیں۔ صرف آرڈیننسز پر آپ گزارہ نہ کریں۔ آج آپ نے بیک وقت پانچ آرڈیننس ایوان میں table کیے۔ اس کے معنی کیا ہیں تو مقصد یہ ہے آپ نے اس ایوان کو عضو معطل سمجھ رکھا ہے۔ آپ Bill لے آئیں، یہاں بڑے اچھے انداز میں discuss کریں۔ جیسا کہ ایس ایم ظفر صاحب نے بڑی اچھی راہ دکھائی لیکن اس پر اعتماد نہیں ہے۔ پندرہ سال سے شریعت کورٹ نے جو سود سے متعلق فیصلہ کیا ہے اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا یا آپ کہہ دیں کہ جس طرح صدقہ جاریہ کے اثرات تاقیامت مرتب ہوتے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اسی طرح شر جاریہ کے بھی اگر ہم مرتکب ہوں گے تو قیامت تک اس شر کے جو عذاب ہیں، وہ ہم پر نازل ہوتے رہیں

گے اور نہ صرف اس چند روزہ زندگی میں بلکہ قبر میں بھی قیامت تک ہمیں یہ عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اسی لیے میں گزارش کرتا ہوں اپنے تمام باضمیر ممبران اسمبلی سے اور میں سلام کرتا ہوں قومی اسمبلی کے بیالیس ممبران جو مسلم لیگ (ق) سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے اپنے کو out رکھا اور اس دن Bill کی ووٹنگ پر وہ نہیں آئے۔ آج بھی مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ہمارے سینیٹ میں بھی شاید میں تو سمجھتا ہوں سو فیصدی انشاء اللہ لیکن بہرحال کچھ ان کی بھی مجبوریاں ہوں لیکن جن کا یقین ہے کہ ہمیں جوابدہ ہونا ہے تو وہ انشاء اللہ اس Bill کی حمایت نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین ! مجھے حیرت ہوتی ہے کہ زنا صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے حقوق نسواں کے حوالے سے، زنا تو دونوں اطراف سے ہوتا ہے۔ اس قبیح فعل میں مرد حضرات بھی تو مبتلا ہیں۔ ان کے لیے کیا سزا ہے کیونکہ میں کہتا ہوں کہ جب آپ کوئی بھی قانون بناتے ہیں تو اس میں دونوں پہلوؤں کو دیکھیں۔ صرف ایک صنف کی طرف، ٹھیک ہے جس طرح ہمارے علمائے کرام نے کہا کہ یہ حدود آرڈیننس جو بھی تھا اس میں جو سزائیں تھیں وہ قرآن پاک سے لی گئی تھیں۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی سزا نہیں تھی۔ باقی تعزیرات کے حوالے سے آپ جو سزا بھی دینا چاہیں، وہ آپ کی اپنی مرضی پر ہے تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک یک طرفہ Bill ہے۔ بہرحال میں اپنی تقریر میں repetition نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آخری مقرر کے لیے مصیبت یہ ہوتی ہے کہ وہ تمام باتیں جو سوچ سمجھ کر، فائلوں سے ڈھونڈ کر، انٹرنیٹ سے اپنے لیے ایک مواد بنا کر لے آتا ہے اور جب وہ اپنی تقریر پر دوبارہ غور کرتا ہے تو وہ باتیں repetition میں آ جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ بات صحیح ہے لیکن جو نئے نکتے اٹھائے گئے ہوں، وہ ان کا جواب بھی دے سکتا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! اگر میں ان نکات کا جواب دینا بھی چاہوں تو آپ مجھے وقت بھی نہیں دیں گے اب میرے پاس آٹھ منٹ ہیں تو میں ان کا کیا جواب دوں گا۔ ایس ایم ظفر صاحب نے جس مدلل انداز میں تقریر کی، ان کے لیے ہمیں جواب سوچنا

پڑے گا۔ ایسا تو نہیں ہے کہ صرف جواب آں غزل کے لیے اٹھ کر جواب دے دیں۔ نہیں، جس طرح انہوں نے دلائل سے کام لیا ہے تو ہمیں بھی وہی دلائل ڈھونڈنے پڑیں گے جو اس مختصر وقت میں میرے لیے تو کم از کم مشکل ہے شاید میرے دوسرے ساتھیوں کے لیے یہ مشکل نہ ہو۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جب یہ Bill برائے ملاحظہ وائٹ ہاؤس نہیں بھیجا گیا تھا اس سے پہلے بھی اسی فورم میں، میں نے گزارش کی تھی کہ انسانی حقوق سے متعلق ہمارے اتنے مسائل ہیں کہ اگر ہم صرف انسانی حقوق کے مسائل پر کوئی Bill یا آرڈیننس لانا چاہیں، قانون بنانا چاہیں تو اگر ہم اس کو cover کرلیں تو انسانی حقوق میں مردوں، خواتین، بچوں، بوڑھوں اور حیوانات بلکہ میں تو کہتا ہوں حجر و شجر کو بھی فائدہ ملے گا۔ ان کے حقوق بھی ان کو ملیں گے اگر انسانی حقوق کا Bill لایا جائے گا۔ آج ان کے ساتھ اکثریت ہے اور اگر وہ اپنی اکثریت کو positive way میں استعمال کرنا چاہیں تو انسانی حقوق کے حوالے سے ایک Bill لے آئیں ہم بھی ان کا ساتھ دیں گے کیونکہ وہ چاروں اطراف کو cover کر لیتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ٹھیک تھا۔ پھر انہوں نے جس معصومانہ انداز میں کہا ہے کہ جی۔ ناقابل دست اندازی پولیس ہے۔ جناب پولیس کو اگر مداخلت اور پوچھ گچھ کا اختیار نہیں تو اگر بالفرض محال کوئی باغیرت اور باحمیت پولیس والا جاکے مجرموں کو رنگے ہاتھ پکڑے تو وہ اسے بالرضا کہہ کر اپنی جان چھڑا سکتے ہیں اور جناب چیئرمین! اس کا فوری اور نقد نتیجہ آپ کل کے اخبار میں ملاحظہ کیجیے۔ اخباری اطلاع یہ ہے کہ، میں انتہائی معذرت کے ساتھ quote کر رہا ہوں، میری بہنیں اور خواتین، مائیں یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ انتہائی معذرت کے ساتھ کہ اس اخباری اطلاع کے مطابق ہیرا منڈی کے جو غیر آباد کوٹھے تھے ان کا رنگ و روغن شروع ہوگیا ہے یعنی ان کو licence مل گیا ہے اس شق سے۔ جیسے کل مولانا گل نصیب خان نے کہا کہ انہوں نے یہ سوچا کہ اس بل کا کیا فائدہ ہے؟ انہیں صرف ایک ہی فائدہ نظر آیا ہے کہ ان کو ایک licence مل گیا ہے۔

جناب چیئرمین! خدا سے ڈریں۔ ہمارے اس مہذب ترین ایوان میں جسے ہمارے وزیر مملکت نے غیر مہذب قرار دیا ہے۔ شاید ان کی اپنی سوچ ہوگی۔ جب ہماری طرف سے اس بل کو آشیرباد ملے گی اور کالے دھندے کو قانونی چھتری ہم جب مہیا کریں گے تو قیامت تک

طوائفوں کے بازار کی رونقوں کو بحال کرنے اور دعوت گناہ دینے والے اڈوں میں سیہ کاریوں کے شر جاریہ میں وہ آدمی بھی برابر کا شریک ہوگا جس نے اس کے حق میں ووٹ دے دیا۔ جناب چیئرمین! اب ہم تو نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں وہ مانیں نہ مانیں۔ اب ملاحظہ ہو 496 (ج) یعنی فحاشی کے جھوٹے الزام کی سزا کے بارے میں سرکاری موقف کیا ہے۔ جو کوئی کسی شخص کے خلاف جھوٹی گواہی لائے گا یا گھڑے گا یا دے گا اس کو پانچ سال تک کی مدت کے لیے سزا دی جائے گی اور دس ہزار تک جرمانہ بھی کیا جائے گا۔ میں نے اس بل پر کافی سوچا ہے ----

جناب چیئرمین، اب وقت ختم ہو گیا ہے آپ کا' بلکہ زیادہ ہو گیا۔ ختم کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، زنا بالجبر کرتے وقت مظلومہ کو باقاعدہ pre-planned and scheme کے تحت اپنے لیے چار گواہوں کی بھی ضرورت ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں مجھے اس بل میں ایسی کوئی اچھی منطق نظر نہیں آئی۔ جب کوئی گناہ کرے گا تو وہ سر میدان یا بازار میں تو نہیں کرے گا۔ وہ چھپ کر کرے گا تو اس کے لیے یعنی کہ اگر گواہ لائیں گے تو وہ اس میں ظالم کو چھوٹ دے رہے ہیں اور جو مظلومہ ہے اس کے لیے وہ بے چاری گواہ ڈھونڈھتی پھرے گی اور اسی لیے کہتے ہیں جناب چیئرمین کہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ کوئی گواہ ہوگا اور نہ کوئی سزا ہوگی۔ تو جناب! میں اپنی تقریر کو ایک اور دفعہ 203 (ج) کےحوالے کےبعد ختم کروں گا۔ امید ہے کہ آپ تحمل کے ساتھ میری بات سنیں گے۔ مستغیث اور چشم دید گواہان اور جرح کا مجموعی مفہوم تحریری شکل میں لایا جائے گا اور اس پر مستغیث اور گواہان اور عدالت کے Presiding Officer کے دستخط بھی ثبت ہوں گے اور عدالت کے Presiding Officer کے دستخط ثبت ہوں گے۔ اگر ہم اس کے ساتھ شق ۴ ملا کر پڑھیں۔ جو میں نے نتیجہ اخذ کیا ہمارے بلکہ پورے معاشرے کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ اگر عدالت کے پریذائیڈنگ افسر کی رائے میں مقدمے کی کارروائی شروع کرنے کے لیے کافی جواز موجود ہے کہ عدالت ملزم کو عدالت کے اصالتاً روبرو حاضری کے لیے سمن جاری کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ عدالت کا پریذائیڈنگ افسر ملزم کی آئندہ کارروائی میں حاضری کو یقینی بنانے کے لیے کوئی سیکورٹی طلب

نہیں کرے گا۔ میں نہیں سمجھا جی۔ جب آپ سیکورٹی طلب ہی نہیں کریں گے تو وہ کیسے آپ کے پاس آئے گا۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ملزم چھوٹ گیا۔ جائے جو جی چاہے کرے۔

جناب چیئرمین، ختم کریں تا کہ میں دوسرے سپیکر کو بلاؤں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، چیئرمین صاحب! میرا ایک ہی صفحہ رہ گیا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب! اخبار میں آیا ہے' یہ ٹھیکیدار اور ٹھیکیدارنیاں جو ہیں ان کی اخبار میں آیا تھا۔ اخبار میں پڑھیں۔ ہیرا منڈی میں رنگ و روغن شروع ہوگیا ہے۔

جناب چیئرمین، چلیں اپنا وہ آخری صفحہ پڑھیں تا کہ میں نئے سپیکر کو بلاؤں۔ جلدی پڑھیں ایک ایک لائن چھوڑ کر پڑھ لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، یہ جی ہم ریکارڈ پر لائیں گے۔ آپ کو ریکارڈ میں دیں گے۔ آپ اخبار پڑھ کر آیا کریں۔ بس جو مشرف کے لیے قصیدہ گاتی ہیں -----

جناب چیئرمین، بس آپ اپنا آخری صفحہ پڑھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! سوال ان سے میں کر رہا ہوں اور یہ جواب خواتین کو دے رہے ہیں۔

(قہقہے)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! آپ نے ملاحظہ کیا۔ جرم ایک ہے۔ قانون ایک ہے' ملک ایک ہے اور نام اس کا ہے زنا' نوعیت اس کی ہیں دو۔ سزائیں مختلف۔ امیں اپنی تقریر سوال کے ساتھ ہی ختم کرتا ہوں کہ آیا یہ قرآنی قانون میں ترمیم اور دخل اندازی ہے یا نہیں؟ و ماعلینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر ساجد صاحب۔ نہیں ہیں۔ سبینہ روف صاحبہ۔

سینیٹر سبینہ رؤف، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے خالصتاً شرعی مسئلے پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب چیئرمین! ۱۴ اگست

۱۹۴۷ کو جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا تو مدینۃ المنورہ کے بعد یہ ایک دوسری اسلامی نظریاتی مملکت تھی جو خالصتاً اسلامی مسئلے کی بنیاد پر حاصل کی گئی تھی۔ جس کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو ہے۔ جو طویل ترین تحریک کے بعد معرض وجود میں آئی لیکن بدقسمتی سے گزشتہ ۵۸ سالوں میں ہم کبھی بھی اسے اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ انگریز استعمار کے بنائے ہوئے قوانین کو اس مملکت کا دستور بنایا گیا۔

جناب چیئرمین! جنرل ضیاء الحق کے دور میں دو سال کی طویل مشاورت کے بعد حدود آرڈیننس لاگو کیا گیا۔ جس کے خاتمے کے لیے حکومت انتہائی عجلت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ہمارے حکمران غیرملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے خواتین کے تحفظ کے نام پر حدود اللہ پر کاری ضرب لگانے کے لیے بے چین ہے۔ جناب چیئرمین! حدود قوانین کوئی عام قانون نہیں ہے کہ اس میں علمائے دین کی رائے کو نظرانداز کیا جائے بلکہ حدود قوانین میں ترمیم خالصتاً شریعت کا موضوع ہے۔ اس لیے منطقی طور پر قرآن و سنت پر مبنی قوانین پر تبصرہ کرنے کی سب سے پہلی ذمہ داری علمائے کرام کے کندھوں پر آتی ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، یہ لکھی ہوئی تقریر کر رہی ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، بڑے افسوس کی بات ہے، آپ خواتین کو بولنے کیوں نہیں دیتیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، یہ ہماری نئی ساتھی ہیں لیکن ہمارے rule کے حساب سے پڑھا نہیں جاتا۔

سینیٹر سبینہ رؤف، لیکن سخت کوششوں کے باوجود منبر و محراب سے اس روشن خیال Bill کی حمایت میں ایک لفظ ادا نہیں کروایا جا سکا۔ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ ترمیم حدود آرڈیننس کے بجائے حقیقی معنوں میں حدود اللہ میں کی گئی ہے۔ ایم ایم اے کا واضح موقف ہے کہ یہ Bill غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے۔ اس Bill میں بعض ترامیم اسلامی احکامات کے صریحاً خلاف ہیں۔ اس Bill کے پاس ہونے سے ملک میں بے راہ روی کو فروغ حاصل ہو گا۔

جناب چیئرمین! ہم مشرقی روایات کے امین ہیں' ہمارے ہاں مضبوط خاندان اور معاشرہ ہے' ہم مغرب زدہ Bill اپنے اوپر مسلط کروا کر کس طرح اپنے خاندان کو ٹوٹنے سے بچا سکیں گے۔ جو مغرب خود اس بے راہ روی سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے وہ ہمیں روشن خیالی کا certificate دینے کے لیے تلقین کر رہا ہے کہ عورتوں کو حقوق دو۔ عورتوں کو جتنے حقوق اسلام میں حاصل ہیں دنیا کے کسی اور مذہب میں اتنے حقوق خواتین کو نہیں دیے گئے ہیں۔ ہمارے حکمران تحفظ خواتین کے نام پر اس ملک کی عفت مآب بیٹیوں کو بے پردہ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں۔ پاکستان بھر کے علمائے کرام نے متفقہ فیصلہ دیا ہے کہ یہ Bill غیر شرعی ہے۔ جناب چیئرمین! موجودہ حکومت سے میری گزارش ہے کہ وہ پاکستانی معاشرے کو دینی معاشرہ ہی رہنے دے' سیکولر معاشرہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ کامران آپ تو بول چکے ہیں نا۔ کئی دفعہ بول چکے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب میری باری ہے یا کسی اور کی ہے۔

جناب چیئرمین، بول لیں' آپ کی باری ہے۔

سینیٹر آغا پری گل ، آپ بھی لکھی ہوئی تقریر بول دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، میں نے کسی کو لکھ کر نہیں دیا' انہوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے' میں وہ بول رہا ہوں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آپ کا بہت شکریہ کہ مجھے بولنے کا موقع دیا اور بقول ڈاکٹر صاحب کہ تیسری دفعہ بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب! یہ جو Bill ہمارے سامنے ہے اس کے تحت پانچ ایسے قوانین ہیں جس میں انہوں نے کچھ amendments propose کی ہیں۔

Pakistan Penal Code , Code of Criminal Procedrue , Dissolution of Marriage Act, Offence of Zina and Offence of Qazf

ہے۔ پہلے تو اس کا نام بڑا عجیب و غریب رکھا ہے' میں نام کی طرف بعد میں آتا ہوں۔ جناب! اس Bill کی کچھ sections ایسی ہیں کہ جس میں زنا سے متعلق زنا حد آرڈیننس تھے' انہوں نے ہو بہو اس کو کاپی کیا ہے' اس کی sections 2,3,4,6,7 and 29 ہیں۔ یہ تمام sections

زناحد آرڈیننس میں موجود تھیں صرف اس فرق کے ساتھ کہ وہاں پر کوڑوں کی بھی سزا موجود تھی اور یہاں انہوں نے کوڑوں کی سزا نکال لی۔ کوڑوں کی سزا تو ویسے بھی practically نکل گئی ہوئی تھی Evolution of Punishment Act, 1996 کے تحت، مگر بہرحال یہ sections 2,3,4,6,7 and 29 ہو بہو وہی ہیں اور ان sections میں فرق صرف یہ پڑا ہے کہ پہلے ہمارے ہاں نام جیسے یوسف ہوا کرتا تھا وہاں انہوں نے جوزف کر دیا۔ ہمارے ہاں داؤد نام ہوتا ہے، انہوں نے وہاں David بنا کر اس کو انہوں نے westernize کر دیا، اس کو PPC میں شامل کر دیا۔ کل وزیر صاحب نے کہا کہ اس کو اس لیے دوبارہ PPC میں شامل کر دیا کہ یہ پہلے PPC ہی کا حصہ تھا اور ہم اب اس کو واپس اپنی original جگہ پر لے گئے ہیں۔ جناب! statement دیکھیے، اس کے ساتھ statement اور جو reason لکھی، اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی، کل ان کی یہ زبانی statement تھی کہ ہم نے اس وجہ سے اس کو شامل کردیا۔ اس کے ساتھ سب سے بڑا مذاق انہوں نے اس قانون کے ساتھ کیا ہے، اس Bill کے page 3 پر

Section-5, insertion of new section, in the said Code, after section 374, the following new sections 375 and 376 under sub-heading "Of Rape", shall be inserted, namely.

جناب! اس کو بڑے غور سے پڑھیے، اس میں تین باتیں ایسی ہیں، اس کو بہت غور سے پڑھیے اور ایک دفعہ پھر پڑھ لیجیے۔ اس میں تین باتیں ایسی ہیں جس میں واقعی عورتوں کو حقوق ملے ہیں، ایک بات ہے کہ

a man is said to commit rape who has sexual intercourse with a woman under circumstances falling under any of the five following descriptions,

اگر کوئی عورت rape commit کرتی ہے تو اس کے لیے اس 375 میں اس کو define نہیں کیا۔ ڈاکٹر صاحب اس کو دیکھ لیجیے، کل بھی--- انہوں نے فرض کر لیا ہے کہ زنا بالجبر صرف مرد کرسکتا ہے، کوئی عورت نہیں کر سکتی ہے تو یہ واقعی عورتوں کو حقوق ملے ہیں کہ عورتوں کے لیے rape کی کوئی سزا نہیں ہے، 375 میں define نہیں کیا، 376 میں اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ اس کی جو پرانا section تھی، section-6 اس کو ذرا دیکھیے گا، اس میں man and

woman دونوں اکٹھے تھے۔ زنا بالجبر a person is said to commit زنا بالجبر if he or she

sir وہاں he or she تھا' یہاں پر صرف man کے لیے رکھ دیا ہے جو اگر کوئی rape کر سکتا

ہے' اگر کوئی rape offence ہے' اگر وہ congnisiable ہے تو وہ صرف مرد کے لیے ہے'

وہ عورت کے لیے نہیں رہا۔ پہلے جو تھا' اس میں یہ فرق تھا' اب انہوں نے یہ نیا فرق

introduce کروایا ہے۔

جناب! دوسرا فرق جو انہوں نے introduce کروایا ہے' اسی section میں

section 5 of the Bill میں 375 اور 376 جو انہوں نے PPC propose کی ہے کہ اس کو

اچھی طرح پڑھ لیجیے کہ کوئی آدمی اگر اپنی بیوی کے ساتھ intercourse کرتا ہے' وہ بھی جا

کر مقدمہ درج کروا سکتی ہے۔ اس heading میں وہ بھی کل آ جائے گی' اس کو پھر پڑھ لیجیے

جو اس کی stances لکھی ہیں' اس کو اچھی طرح دیکھ لیجیے' کل کسی کی بیوی اس کے خلاف

مقدمہ کر سکتی ہے کہ جی اس نے میرے ساتھ rape کیا ہے' میری consent کے بغیر کیا

ہے' اس لیے rape کیا ہے۔ اس کی سزا کیا ہے' موت ہے' پچیس سال ہے اور دس سال ہے۔

انہوں نے اس میں جو دوسری غلطی کی ہے' جان بوجھ کر کی ہے یا جس طرح سے

بھی کی ہے' ویسے تو مغربی معاشرے میں اسی طرح ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے

اس کی مرضی کے خلاف intercourse نہیں کر سکتا' یہاں پاکستان میں بھی کل اس کی مرضی

کے خلاف' اپنی بیوی کی مرضی کے خلاف اگر intercourse ہوا تو وہ offence ہو گا اور rape

میں اس کی 376 punishment میں provided ہے۔ تیسری چیز جو انہوں نے اس میں جھک

ماری ہے' 375 کی (v) دیکھیے' 375 کی definition (v) with or without her consent

when she is under sixteen years of age. Sir, اپنے معاشرے پر جائیے' ہمارا معاشرہ

اس کا بہت بڑا حصہ' اس کی majority جو ہے' وہ rural ہے۔ ہمارے ہاں 25, 30% بچیاں

ایسی ہیں' ہماری بہنیں' ہماری بچیاں جن کی شادی سولہ سال سے کم عمر میں ہو جاتی ہے' سولہ

سال سے کم عمر کی بچیوں کی شادی ہوتی ہے' وہ کل اس 375 and 376 کی line میں لگے ہوں

گے۔ کل وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ rape کی definition میں نہیں آتا' جہاں شادی ہو

جائے اور انہوں نے refer کی تھی----

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اچھا ٹھیک ہے، میں انگریز نہیں ہوں، آپ انگریز ہیں، اسی کو follow کر رہی ہیں نا۔ کل انہوں نے section-4 زنا کا refer کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ آپ لوگ پڑھ کر نہیں آتے، آپ نے section-4 نہیں پڑھا۔ Section-4 ہم نے پڑھا ہے، انہوں نے خود نہیں پڑھا ہے، section-4 تھا کہ

a man and woman are said to commit *zinna* if they wilfully have sexual intercourse without being validly married.

وہ بات کہیں اور تھی، اس بات کو یہاں پر fit کر رہے ہیں، اس معاشرے میں 25, 30% لوگ ایسے ہیں جو below 16 years ہوتے ہیں اور کل بچیاں جا کر، اگر کوئی جھگڑا ہو گیا ہے اور انہوں نے complaint کر دی تو وہ جا کر کٹہرے میں کھڑے ہوں گے، وہ جا کر تھانوں میں بیٹھے ہوں گے۔ غلط کہہ رہے ہیں۔ اسی context میں sir, شاید یہ بھول گئے تھے اس بات کو introduce کراتے ہوئے کہ ہمارے محترم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی wife حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی بھی سولہ سال سے کم عمر میں ہوئی تھی اور اگر ہم اس کو مثال کے طور پر لیتے تو ہم اس بات کو یہاں پر شامل نہ کرتے۔

جناب! تین باتیں تو یہ تھیں، ایک اور مسئلہ اور چوتھی بات یہ ہے کہ اس میں حد کی جو سزا provided تھی، اس کو ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے section 6 (2) میں رجم کی سزا provided تھی اور وہ جو سزا provided تھی section 6 (2) میں اور اس کا (a). "If he or she is a Muhsan be stoned to death at a public place" اس بات کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ایک حد جو سورۃ نور سے ثابت تھی، ایک حد جو سورۃ نور میں provided تھی، وہ اب اس section V میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ اگر موجود ہے تو یہ وزیر صاحب جو اس Bill کے incharge ہیں وہ بتا دیں۔ یہ چار باتیں اس section کے حوالے سے ٹھیک نہیں تھیں۔ جناب! section 8 of the Bill. Section 203 (a) انہوں نے اس Bill میں ایک اور بھی کمال کیا ہے انہوں نے CrPC میں introduce کروایا ہے۔ جناب چیئرمین! میری طرف متوجہ ہوں۔ انہوں

نے CrPC میں ایک section introduce کروایا ہے ۔ Section 203 (a), زنا کے جو offences cognisable by police تھے اب قابل دست اندازی پولیس نہیں رہے۔ اب اس کو آسان سے آسان تر بنا دیا گیا ہے۔ فرض کر لیجیے کہ کسی جگہ پر زنا بالرضا ہوتا ہے' آپ اس کی رپورٹ پولیس کو نہیں کر سکتے۔ جب کوئی شخص زنا بالرضا دیکھے گا' ظاہر ہے ان کا کوئی رشتہ دار تو جا کر رپورٹ نہیں کرے گا کوئی باہر کا آدمی ہو گا۔ اس شخص کو تکلیف ہو گی جس کے محلے میں یہ واقعہ ہو رہا ہے' جس کو اپنی بچی کی' بیوی کی شرم ہے' حیا ہے تو وہ شخص رپورٹ کرے گا۔ اب رپورٹ کرنے سے پہلے وہ چار لوگوں کو اکٹھا کرے گا۔ آپ اس section کو دیکھیے' وہ پہلے چار لوگوں کو اکٹھا کرے گا کہ آؤ! دیکھو یہ واقعہ ہو رہا ہے ۔ پھر یہ پانچ آدمی Sessions Judge کے پاس جائیں گے ۔ Sessions Judge, Session Division میں ہوتا ہے' ہر district میں بھی نہیں ہوتا' sessions division میں ہوتا ہے' جو پرانا division ہوتا تھا اس کے برابر علاقہ ہوتا ہے' وہاں جائے گا۔ اب اس کے بعد اس کو complaint کرنی ہے' اس کو خود complaint لکھنی نہیں آتی' اس کے لیے وہ وکیل کے پاس جائے گا' صرف اس کے محلے میں یہ واقعہ ہو رہا ہے' آپ دیکھیے کہ آپ اس کو کتنی تکلیف دے رہے ہیں جس نے یہ دیکھا ہے یا جس کو یہ احساس ہے کہ میرے محلے میں یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ وہ complaint کرنے کے لیے وکیل کے پاس جائے گا' اس کو پیسے دے گا۔ اگر اس کے پاس وقت ہے تو وہ اسی وقت complaint draft کر دے گا' اگر اس کے پاس وقت نہیں ہے تو وہ کہے گا کہ شام کو آجایے۔ جب وہ شام کو آئے گا تو دوسرے دن complaint file ہو گی' یہ مزید delay ہو گی' جتنا delay ہو گا وہ case کے لیے fatal ہو گا۔ دوسرے دن complaint Sessions Judge کے پاس file ہوگی تو پھر اس کے وہ چار گواہ اور پانچواں وہ خود Sessions Judge کے پاس پیش ہوں گے۔ ان کے پاس اگر اس روز باری آگئی تو اچھی بات' اگر اگلے دن پر معاملہ چلا گیا تو یہ تین دن ہو جائیں گے۔ Sessions Judge کے پاس تیسرے دن یہ case لگے گا۔ جب تیسرے دن یہ case لگے گا تو پانچ گواہوں کے بیانات' میری 23 سال کی practice ہے' آج تک کسی Sessions Judge نے ایک دن میں' ایک case میں پانچ گواہوں کے بیانات نہیں لیے۔ اب آپ یہ فرض کر لیجیے کہ اس کے پاس اتنا وقت ہو گا کہ وہ پانچ گواہوں کے بیانات لے

گا اور اس کے بعد بھی وہ اس کو دعوت نامہ بھیجے گا، پھر بھی warrant issue نہیں کرے گا، summon بھیجے گا کہ ملزم صاحب آپ تشریف لے آیئے، آپ نے کوئی زیادہ برا کام نہیں کیا، آپ آ جایئے۔ جب ملزم تشریف لائے گا تو پھر اس سے کوئی bail bond نہیں لیے جائیں گے، اس کی presence کی کوئی security نہیں لی جائے گی۔ اس کو کہیں گے کہ آپ حاضر ہوتے رہیے، آپ کی مہربانی اور یہ سب کچھ اس وقت ہو گا جب کہ اس complainant کے لیے یہ threat موجود ہے کہ اگر آپ case ثابت نہ کر سکے تو آپ کو خود پانچ سال کی سزا ہو سکتی ہے جس کے لیے کوئی ثبوت بھی کافی نہیں ہے۔ بس آپ اس نتیجے پر پہنچ جایئے کہ اس نے غلط الزام لگایا تھا تو آپ اس complainant کو سزا دے دیجیے۔ اچھا پھر اس کے ساتھ ہی ایک اور problem ہو گا، اب آپ نے اس کو complaint case بنا دیا ہے۔ Complaint case میں جناب وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہیں بھنڈر صاحب بیٹھے ہیں اور ساتھی بیٹھے ہیں، complaint case میں ہر پیشی پر complainant کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ اب ہر پیشی پر اگر complainant حاضر نہیں ہوتا تو complaint dismiss اور default ہو جائے گی offence cognisable نہیں ہے۔ ہر پیشی پر اس کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ جس پیشی پر وہ حاضر نہیں ہو گا تو complaint dismiss and default ہو جائے گی۔ اب وہ اس بات کا اتنا بڑا risk لے کہ وہ ہر پیشی پر بھی آئے، وہ چار گواہ بھی لے کر آئے، وہ وکیل بھی engage کرے۔ ہوا کیا تھا؟ اس کے محلے میں یہ ہوا تھا۔ تو آپ نے کیا کیا؟ جرم کو آسان سے آسان تر بنا دیا۔ کوئی شخص آئندہ یہ جرات نہیں کرے گا، آئندہ یہ تکلیف نہیں کرے گا کہ وہ جا کر report کرے۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اہم ترین evidence ضائع ہو جائے گی۔ اس طرح کے cases میں جو چیزیں قبضے میں لیجاتی ہیں، گواہوں کے بیانات record کرنے کے علاوہ جو چیزیں قبضے میں لی جاتی ہیں، ملزمان کے کپڑے ہوتے ہیں، آس پاس بستر پر یا جہاں بھی ایسا واقعہ ہوا ہوتا ہے، وہاں داغ دھبے ہوتے ہیں تو کیا جب تک آپ وکیل صاحب کے پاس جائیں گے، Division کے Sessions کے پاس جائیں گے، جب تک آپ complaint draft کریں گے، وہ لوگ اس وقت تک ادھر ہی موجود رہیں گے، کیا وہ evidence کو ضائع نہیں کر دیں گے؟ آپ تو خود evidence ضائع کروانے کی طرف جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! کل ایک بات اور وزیر

صاحب نے فرمائی تھی۔ وزیر صاحب بیٹھے ہیں یا پتا نہیں چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین،سامنے کھڑے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: انہوں نے کہا تھا کہ رجم کی جو سزا اس حدود آرڈیننس میں مقرر تھی، وہ یہ تھی کہ پہلے پتھر مارو، اس کے بعد گولی مار دو۔ میں تو اس کو پڑھتا رہا ہوں، پتھر مار کر پھر گولی مارنے والی بات کہیں سمجھ میں نہیں آئی ہے، اس لیے اگر ان کو کہیں سمجھ آ جائے یا دکھائی دے تو وہ کم از کم مجھے بھی اس سے inform کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نیازی صاحب! ان کی پرزور demand ہے کہ آپ ان کی تقریر سنیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ایک بات اور جناب! پہلے جو زنا بالجبر کی سزا تھی اس میں دو طرح کے occasions تھے۔ اگر آدمی شادی شدہ ہو گا تو stoning by death اور اگر شادی شدہ نہیں ہو گا تو اسے دوسری سزا۔ مطلب ایسا ہو گا تو ایسا کیا جائے گا اور ایسا نہیں ہو گا تو اس کے ساتھ اس طرح کیا جائے گا۔ واضح طور پر ایک لائن دی گئی تھی۔ یہاں پر تو تین سزائیں دے دی گئی ہیں۔ اس پر دیکھیے

"Whoever commits rape shall be punished with death or imprisonment of either description for a term which shall not be less than ten years or more than tweny-five years and shall also be liable to fine"

یعنی اس کو death بھی دی جا سکتی ہے، اس کو پچیس سال بھی دی جا سکتی ہے۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں ان کو خوشی سے سننے کے لیے تیار ہوں، اگر rape کو "rap" نہ کہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ہمارے ہاں نہیں ہوتا، اس لیے ہمیں نہیں آتا، آپ کے ہاں ہوتا ہے، اس لیے آپ کو آتا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، تو اس پر جو تین سزائیں تجویز کی گئی ہیں 376 میں' اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ Death ہو گی تو کیوں ہو گی؟ کن حالات میں ہو گی؟ Life sentence ہو گی' تو کیوں ہو گی؟ کن حالات میں ہو گی؟ اور دس سال اگر ہو جائے گی تو وہ کن حالات میں ہو گی اور اس کے علاوہ یہ کہ یہ صریحاً خلاف ورزی ہے اس قرآنی آیت کی' جس کے مطابق اس کے لیے ایک سزا مقرر تھی۔ جناب! ایک اور Section جس کا انہوں نے PPC میں اضافہ کیا ہے۔

Sir, Page No. 4, Section 496-C Punishment for false accusation of fornication:- Whoever brings or levels or gives evidence of false charge of fornication against any person, shall be punished with imprisonment for a term which may extend to five years and shall also be liable to fine not exceeding ten thousand rupees.

جناب! fornication کو انہوں نے 496-B میں define کیا ہے۔

(1) A man and a woman not married to each other are said to commit fornication if they wilfully have sexual intercourse with one another

یعنی وہی زنا والی بات ہو گئی ہے اور اس زنا کے متعلق false accusation پر انہوں نے 496-C میں جو سزا provide کی ہے یہ سزا بھی پہلے موجود ہے جوکہ Quranic ہے اور 80 کوڑے ہیں۔ تعزیر میں تو یہ ان کو کوئی بھی سزا دے سکتے تھے۔ مگر 80 کوڑوں کی سزا قرآن میں provided ہے۔ جب intercourse ہو گیا اور وہ ثابت بھی ہو گیا تو پھر ٹھیک ہے اور اگر intercourse آپ ثابت نہیں کر سکے اور false accusation تھی اور اگر اس میں حد نہیں آئے گی تو پھر اس کے لیے سزا وہی دینی پڑے گی جوکہ قرآن میں بھی ہے۔ اس سزا سے

آپ آگے پیچھے نہیں جا سکتے۔ اگر حد ثابت نہیں ہوتی تو اس کے لیے سیکشن 10 پہلے ہی قذف آرڈیننس میں موجود ہے۔

جناب! ایک اور بات جو انہوں نے آسان بنائی ہے کہ کچھ جرائم کو bailable بنا دیا ہے۔ زنا کا جرم پہلے قابل ضمانت نہیں تھا۔ پہلے تو قابل دست اندازی پولیس کا اور قابل ضمانت نہیں ہوتا تھا۔ اب قابل دست اندازی بھی نہیں رہا اور bailable بھی ہوگیا یعنی آپ کر لیجیے اور اس کے بعد جو مرضی جہاں چاہیں چلے جایے' آ کر 496 bailable ا گر دے دی تو ٹھیک ورنہ وہ بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب! اس bill کا سیکشن ۱۰ دیکھیے۔

10. Amendment of section 2, Ordinance VII of 1979.- (1) in the Offence of Zina (Enforcement of Hudood) Ordinance, 1979, in section 2.-

(i) after clause (a) the following new clause (aa) shall be inserted namely:-

(aa) "confession" means, notwithstanding any judgement of any court to the contrary, an oral statement, explicitly admitting the commission of the offence of zina, voluntarily made by the accused before a court of sessions having jurisdiction in the matter or on receipt of a summons under section 203A of the Code of Criminal Procedure, 1898.

Confession کی definition change کر دی گئی ہے۔ جناب! آپ نے پوری زندگی میں نہیں سنا ہوگا کہ کسی ملزم کو کورٹ سے سمن ملے ہوں اور از خود عدالت گیا ہو اور عدالت کے سامنے اقبال جرم کر دیا ہو۔ یہ confession اور admission کو ملا رہے ہیں۔ اب investigation کے دوران جو confession کا concept تھا وہ تو ختم ہو گیا۔ ایک طرف تو یہ confession اس طرح سے کہہ رہے ہیں جس کو oppose بھی کرتے ہیں کہ

confession before police بھی admissible ہے ایک مخصوص افسر کے تحت۔ دوسری طرف confession کو اتنا مشکل بنا رہے ہیں کہ سیشن جج کے سامنے ہو گی۔ ATC والے cases میں جا کر وہ پولیس کے سامنے بھی admissible ہے اور یہاں پر مجسٹریٹ کے سامنے بھی admissible نہیں رہی اور صرف سیشن جج کے سامنے admissible ہے۔ کیا یہ جا رہا ہے کہ زنا کے معاملات کو آسان سے آسان تر بنایا جائے تاکہ اگر کرے تو پکڑا نہ جائے اور اگر کسی نے پکڑنے کی جرأت کر ہی لی اور اس کو عدالت تک لے گیا ہے اور اس کے بعد وہ اس پر ثابت نہیں کر سکے اور کہیں نہ کہیں کوئی lacunas رہ گئے تو ملزم رہا ہو جائے گا اور اس کے بعد اُس کو سزا ہو۔ جو شکایت کرنے گیا تھا تاکہ آئندہ کوئی اس معاملے کو عدالت میں لے جانے کی جرأت نہ کرے۔

جناب! اس کے ساتھ ایک اور چیز جو انہوں نے ختم کر دی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا ایک over-riding effect تھا۔ یہ over-riding effect انہوں نے زنا اور قذف میں ختم کر دیا ہے۔ اب ان قوانین کو دوسرے قوانین پر کوئی فوقیت نہیں رہی۔ انہوں نے اور اس کو بلکہ overriding effect بالکل ختم ہو گیا۔ Next sir انہوں نے Section 16 اس پر ذرا دیکھیے، Section 16 میں تین چیزوں کو omit کرنے کا کہا ہے۔ 10.16. 18 and 19 offence of Zina کی۔ 18 ذرا دیکھیے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، بالکل وقت کا خیال ہے۔

جناب چیئرمین: کامران کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ وقت تو ختم ہو گیا ہے۔

Senator Kamran Murtaza: Punishment for attempting to commit an offence, who attempts to commence an offence, punishment under this Ordinance

جو attempt کی سزا تھی اس آرڈیننس میں زنا کے آرڈیننس میں جو کوئی attempt کرتا تھا اس کے لیے سزا مقرر تھی اب وہ attempt کی بھی سزا نہیں ہے۔ بھلے attempt کرے اس کے

لیے اس آرڈیننس میں کچھ بھی نہیں ہے اسی طرح اس attempt کو بھی ختم کیا ہے اور اسی طرح قذف والے attempt کو بھی ختم کر دیا ہے اس کی Section 15 تھی اس کو انہوں نے بھی کہا ہے کہ omit کر دیں یہاں سے Section 18 تھی اس کو کہا اس کو بھی omit کر دیں۔ یہ دونوں sections بھی omit ہو جائیں گی اور جو کوئی attempt کرے گا وہ سیدھا آرام سے گھر جائے گا اس کے خلاف پولیس کو رپورٹ ہو سکتی ہے نہ Sessions Judge کو آپ approach کر سکتے ہیں۔ Section 20 میں قذف کی دو قسمیں بتائی تھیں وہ قذف کی قسموں کو انہوں نے ختم کر دیا ہے اور Section 21 بڑی دلچسپ ہے اس ۲۱ کو بھی ایک دفعہ پڑھیے اس کی page 11 ,section 21 پر ہے۔

In the Ordinance of Qazf imposement of Hudd Ordinance 1979. Section 6 shall be renumbered as section, section number 1 thereof and after sub section number 1, the following new sub sections 2 shall be as namely: The Presiding Officer of dismissing a complaint a section 203(9) of the Code of Criminal Procedure or acquitting an accused under section 5 of the offence of Zina Ordinance 1979, if satisfied that at the offence of Qazf liable to Hudd has been committed shall not require

shall not require any proof of Qazf and shall proceed to pass یہ بہت اہم ہے under section 7. یعنی میری complaint اسی وجہ سے dismiss ہو جاتی ہے میں گیا complaint کی complaint pending تھی complaint چلی۔ میں نے سچا بیان دیا کسی اور طرف سے کوئی جھوٹا بیان آ گیا کوئی اس میں technical بات آ گئی مجھے یہ موقع دیے بغیر کہ میں اپنے آپ کو defend کر سکوں، میں complainant ہوں زنا کے کیس کا۔ مجھے موقع دیے بغیر مجھے سزا ہو سکتی ہے کل اپنے آپ کو defend بھی نہیں کر سکوں گا۔ مجھے کوئی Show-Cause Notice کا بھی کوئی حق نہیں رہے گا۔ مجھے کوئی right of hearing بھی نہیں رہے گا۔ یہ تو ان کا عورتوں کو حقوق دینے کا آرڈیننس ہے۔ Section 27 یہ application of court کے بارے میں تھا اس میں طریقہ کار جو ہے وہ court apply کرتا تھا۔ Code of

Criminal Procedure apply کرتا تھا' اس کی application کو بھی ختم کر دیا ہے یعنی قذف کا باقی لنگڑا لولا قانون رہ جائے گا' جو باقی ماندہ قانون رہ جائے گا وہ بھی چلنے کے قابل نہیں رہے گا اس کے پاس کوئی ایسا procedure موجود نہیں ہو گا جس procedure کے تحت کوئی عدالت اگر اس میں قذف کے باقی ماندہ قانون میں کارروائی کرنی چاہے تو کر سکتی ہے اور section 29 میں کورٹ کو section 14 نے' یہ بذات خود قذف کے قانون میں یہ اختیار حاصل تھا کہ marriage کو dissolve کر سکے۔ اگر کل کوئی ایسا معاملہ آتا کورٹ کے سامنے تو کورٹ بذات خود وہ marriage dissolve کر سکتی تھی۔اب انہوں نے اس عورت کو نئی litigation میں involve کر دیا ہے۔ کوئی ایسا معاملہ ہو گا تو وہ پھر Family Court سے رجوع کرے گی۔ وہ پھر Family Court کو approach کرے گی۔تو جناب! عرض یہ ہے کہ اس میں زیادہ بھی بات کی جا سکتی ہے۔ آپ کیونکہ کہہ رہے ہیں کہ ٹائم محدود ہے اس میں بہت زیادہ بات نہیں کی جا سکتی ہے۔ قانون جب بھی کوئی بنتا ہے تو ایک شخص کے لیے نہیں بنتا' ایک دور کے لیے نہیں بنتا نسلوں کے لیے بنتا ہے۔ اس پر یہ ضد نہ کریں اس پر ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ اس کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھجوایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت ٹائم ہو گیا ہے' اس کو ختم کریں ایک منٹ میں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ایک منٹ' جناب! اس کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھجوایا جا سکتا ہے اس میں رائے لی جا سکتی ہے۔ Article 9 موجود ہے اور میرا اس پر motion بھی موجود ہے اس کو وہاں بھجوا کر رائے لی جا سکتی ہے کہ یہ قرآن و سنت کے مطابق ہے یا قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں وہ بھی مسلمان ہیں ہم سے اچھے مسلمان ہیں۔ At-least اونچے اونچے مسلمان ہیں مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اگر آج بل پاس نہیں ہو گا تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی۔ یہ بات صرف clear ہو جائے گی کہ Bill جو ہم بنا رہے ہیں جو legislation ہم کر رہے ہیں وہ اسلام کے مطابق ہے یا اسلام کے مطابق نہیں ہے جو بھی قانون سازی ہوگی جو بھی ہم یہاں سے قانون بنائیں گے اسی بات کا ہم نے حلف لیا ہوا ہے کہ جو بھی قانون سازی ہوگی وہ اسلام کے مطابق ہوگی' اسلام کے اصولوں کے خلاف نہیں

ہو گی۔ جناب! اب نام کی طرف آ جایئے۔ جو نام انہوں نے رکھا ہے عورتوں کے حقوق پر---

جناب چیئرمین، اب تشریف رکھیے۔ مہربانی کرکے بہت time ہو گیا ہے تاکہ ہم باقی کام کر لیں---

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ایک منٹ---

جناب چیئرمین، ایک آخری منٹ دے دیتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کا جو نام رکھا عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا بل۔ اب آپ بل کو دیکھ لیجیے specially اس کی دفعہ 500 دیکھ لیجیے۔ جس چیز کا تحفظ ہو رہا ہے، جو تحفظ مل رہا ہے کہ اگر کوئی عورت rape کرے گی تو اس کے خلاف کوئی پرچہ نہیں ہو سکتا۔ ایک تحفظ عورت کو ملا تو وہ یہ ملا، ٹھیک ہے۔ اگر کوئی زنا بالرضا میں گیا تو اس زنا بالرضا میں کسی کو سزا نہیں ہوگی۔ میں معذرت چاہتا ہوں مگر اس کے علاوہ مجھے عورتوں کا اور کوئی تحفظ نظر نہیں آتا۔ اگر ان کو کوئی تحفظ ملا ہے تو وہ بتا دیں۔ وہ find out کر دیں کہ کونسا تحفظ ان کو اس بل کے introduce کرنے کے بعد یا اس بل کے پاس ہونے کے بعد مل جائے گا۔ شکریہ آپ کا جناب۔

جناب چیئرمین، شکریہ مسٹر انور بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس بل پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ بہت سے صاحبان کی بہت سی باتیں ہو چکی ہیں اب بحث کے اختتامی لمحات ہیں۔ اس لیے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں پہلے یہ عرض کر دوں لیکن کچھ تھوڑا سا اپنا اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس بحث میں جو زیر بحث مسودہ قانون ہے۔ اس پر جتنی بحث ہوئی ہے۔ میں اس بات کا معترف ہوں کہ اس پر ایوان کے باہر اور ایوان کے اندر بڑی بحث ہوئی ہے، پریس میں بہت بحث ہوئی ہے۔ نیشنل اسمبلی میں بھی بحث ہوئی ہے اور یہاں بھی بڑی سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس بل کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر بحث نہ ہوئی ہو یا جو عوام کے سامنے نہ آیا ہو، جس پر رائے زنی نہ ہوئی ہو، علما کی طرف سے، وکلا کی طرف

سے، تمام طبقوں کی طرف سے بڑی سیر حاصل بات ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہے کہ کسی مسودہ قانون پر سیر حاصل بحث ہو، اس کے تمام پہلوؤں کے متعلق صحیح طور پر عوام کے سامنے اس کی صورت آسکے اور اس بل پر یہاں جو بحث ہوئی ہے یا یہاں جو بحث کی گئی ہے یا ایوان کے باہر جو بحث کی گئی ہے اس کے متعلق بسا اوقات یہ کہا گیا ہے کہ شاید حد کی جو سزا تھی یا حد جو تھی اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں یہ مؤدبانہ التماس کرنا چاہوں گا کہ ایسا نہیں ہے اور حد جہاں لاگو ہے اور جن جرائم پر لاگو ہے وہاں مکمل طور پر موجود ہے۔ دفعہ ۵ کو اگر پڑھیں تو دفعہ ۵ میں بھی یہ سزا تھی کہ زنا بالجبر یا زنا جو ہے وہ حد کے مستوجب تب ہوگا اور اس کی سزا بھی اس میں provided تھی۔ سزا کا جہاں تک تعلق ہے یا جہاں تک offence کا تعلق ہے جناب والا! یہ آپ دیکھیں یا ملاحظہ کریں کہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔ دفعہ ۵ میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی اور اس میں procedure کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس کا procedure قدرے بدلا گیا ہے اور اس کے متعلق یہ چیز لائی گئی ہے کہ وہ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں دے دیا جائے۔ جناب! آپ کو معلوم ہوگا کہ اس چیز کے متعلق بھی بہت لے دے تھی، اس چیز کے متعلق بھی بڑا criticism تھا کہ پولیس پوچھتی تھی کہ حد لگانی ہے یا تعزیر لگانی ہے۔ اس میں رشوت بھی چلتی تھی، اس میں سفارشیں بھی چلتی تھیں۔ اس سے بچنے کے لیے بھی اقدامات کیے جاتے تھے۔ تو اس کو تحفظ دینے کے لیے اور اس سے لوگوں کو اور عوام کو بچانے کے لیے شاید یہ ترمیم لائی گئی ہے کہ یہ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں دے دیا جائے کیونکہ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں دیا جائے گا تو کم از کم عوام اور لوگ پولیس سے بچ سکیں گے۔ پولیس کی چیرا دستیوں سے، پولیس کے ظلم وستم سے اور پولیس کے بے گناہ کو گناہ گار لکھنے سے بھی لوگ بچ سکیں گے۔ اس لیے اس لحاظ سے کیا گیا ہے۔ جناب والا! لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ حد کو کسی لحاظ سے surpass کیا گیا ہے یا اس حد کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے یا اس سزا کو اس statute سے ہٹا دیا گیا ہے۔ جناب والا! دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی میرے فاضل دوست نے کہا کہ اس کے overriding effect کو ختم کیا گیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ overriding کی clause جو تھی وہ اب نہیں ہے لیکن جناب! میرے فاضل دوست جانتے ہیں اور وکلا صاحبان

بھی یہ جانتے ہیں کہ special statute اور جو عام general statute ہیں ہمیشہ جو provision ہوگی وہ apply کرے گی۔ اس statute کی جتنی provisions بھی ہیں اگر زنا کی سزا ہوگی، kidnapping کی سزا ہوگی، enticing کی سزا ہوگی rape کی سزا ہوگی تو یہ ساری سزائیں لاگو ہوں گی۔ اور کوئی سزا لاگو نہیں ہوگی اور کوئی قانون ایسا نہیں آئے گا نہ ہی اس وقت ہمارے ہاں ایسا کوئی قانون ہے کہ rape کے مقابلے میں کوئی اور قانون ہے overriding effect کس کا نہیں ہوگا اور اس کا ہوگا۔ اسی طرح kidnapping کے متعلق اور کوئی قانون نہیں ہے کہ جو Penal Code میں kidnapping prescribed ہے وہ kidnapping جو ہے اس کو کوئی اور قانون آ کر override کرجائے گا کوئی اور قانون override نہیں کرے گا۔ اس لیے یہ دلیل کہ overriding effect ختم کرنے سے شاید پتا نہیں اس قانون کو یا اور کئی تحفظات کیا ہوں یا اور کئی خدشات کیا ہوں۔ کوئی خدشہ ایسا نہیں ہوگا یہی Law apply کرے گا یہی تعزیر apply کرے گی، یہی جرم رہیں گے اور یہی ان کی سزا ہوگی اس لیے اس provision کا بھی کوئی effect نہیں۔

جناب والا! اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس صورت میں جب کوئی جرم ہو اور اس جرم کو کسی satute book سے remove کردیا جائے تو یہ قابل اعتراض بات ہوسکتی ہے یہ مانی جا سکتی ہے کہ یہ پہلے جرم تھا اور اس جرم کو اب ہٹا دیا گیا ہے۔ جناب! میں آپ کے سامنے ایک تقابلی جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں اس قانون کا جو اس وقت ہمارے سامنے زیر بحث ہے اور اس قانون کا جو حدود آرڈیننس تھا۔ حدود آرڈیننس میں کیا provisions تھیں اور اس کی کیا provisions ہیں؟ ان provisions کو مدنظر رکھا گیا ہے یا ان کو مدنظر نہیں رکھا گیا؟ اس میں اگر کوئی جرم تھا تو اس میں ہٹا دیا گیا ہے۔ میں اس کا ایک تقابلی جائزہ جناب! کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دفعہ پانچ کے متعلق میں پہلے عرض کرچکا ہوں۔ دفعہ آٹھ، دفعہ نو بھی جو ہیں وہ بھی اسی کے متعلق ہے۔ جناب! اب یہ دفعہ دس سے شروع ہوتی ہیں۔

دفعہ دس۔ The Zina and Zina Biljabbar اس کے لیے اب 365(b) حرف بہ حرف وہی الفاظ وہی جرم اور وہی چیز جو ہے وہ اس کو بنایا گیا ہے وہی جو دفعہ دس تھی وہ اب 365(b) ہے ۔ دفعہ گیارہ ۔ Kidnapping, abduction or enticing a women for

marriage یہ دفعہ گیارہ تھی حدود آرڈیننس کی اب یہ دفعہ 96(c) ہے اور 496(c) کو اگر ملاحظہ فرمایئے تو وہی language ہے جو دفعہ گیارہ کی تھی۔ اسی طرح دفعہ بارہ کا ملاحظہ کیجیے۔ Kidnapper or abducting in order to subject to a person یہ دفعہ بارہ کے مقابلے میں دفعہ 367(a) آ گئی ہے وہی language ہے اتنے ہی الفاظ ہیں۔ ایک لفظ بھی کم نہیں ہے اور ایک لفظ بھی زیادہ نہیں ہے۔ اس لیے دفعہ بارہ جو ہے وہ بھی اسی طرح provide ہے۔ دفعہ تیرہ ہے selling a person for purpose of prostitution یہ offence تھا حدود قانون میں اور اس کو اب 371(a) کیا گیا ہے اس کی بھی وہی language ہے اور اس کے بھی وہی sections ہیں اس کی بھی وہی penal provisions ہیں' اس کی بھی وہی سزا ہے جو اس میں دی گئی ہے۔ دفعہ پندرہ ہے۔ دفعہ پندرہ یہ دفعہ اگر 493(a) کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں وہی الفاظ وہی جگہ ہے۔ وہی الفاظ ہیں اور وہی جرائم ہیں۔ دفعہ سولہ کا تقابلی جائزہ لیں تو 496(a) سے مقابلہ کرلیں اس میں وہی الفاظ ہیں' وہی جرم ہے' وہی تعزیر ہے اور وہی سزا ہے۔ اسی طرح دفعہ سترہ ہے۔

دفعہ 18, punishment of attempt to commit an offence یہ ضرور omit کی گئی ہے تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر دونوں قوانین کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو کوئی ایسا جرم نہیں ہے جو موجودہ قانون سے حذف کیا گیا ہو۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہی جرائم موجود ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی جرم کو حذف کیا گیا ہے اور کسی کو برقرار رکھا گیا ہے بلکہ میں عرض کروں گا کہ اگر آپ سزاؤں کا موازنہ کریں گے تو سزائیں پہلے سے کئی جرائم کی بڑھا دی گئی ہیں اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے کے لیے اچھا ہے۔

جہاں تک جناب والا! fornication کے متعلق بات کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ابھی اور بہت سی legislation آ رہی ہے' چوہدری شجاعت حسین صاحب کا Bill آ رہا ہے اس میں protection کے لیے تحفظات دیے جائیں گے۔ Fornication کے procedure پر بھی اگر غور کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا کہ بجائے اس بات کے کہ اس پر کورٹ کی complaint ہو اس کے متعلق حکومت ضرور اس پر غور کرے اگر اس کو cognisable رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ معاشرے کے لیے زیادہ

بہتر ہوگا۔ میں زیادہ دیر اب آپ کے اور اس ایوان کے درمیان حائل نہیں ہونا چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس Bill کے متعلق جتنے خدشات ظاہر کیے گئے ہیں، اتنے خدشات نہیں ہیں۔ اس میں تقریباً وہی provisions ہیں جو پہلے Bill میں موجود تھیں۔ اب سوال ان کی implementation کا پیدا ہوتا ہے۔ اصل بات implementation کی ہے۔ قوانین بہت اچھے بنے، بہت اچھے بنائے جائیں گے، بہت اچھے consider کریں گے لیکن اگر ان کی implementation اچھی نہیں ہو گی تو ایک اچھا قانون بھی برا ہو جائے گا اور اگر اچھی implementation ہو تو ایک درمیانہ قانون بھی عوام کے لیے بہتر اور مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں کوشش یہ کرنا ہوگی کہ ہم اس کی implementation کو بہتر کریں۔ ہم اپنی administration کو بہتر کریں۔ ہم administration of law کو بہتر کریں۔ ہم پولیس کے نظام کو بہتر کریں۔ ہم لوگوں کو جلدی انصاف پہنچانے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی اگر ہم اس نظام کو بہتر کر سکیں اور عوام کے لیے ان کے مسائل حل کر سکیں۔ Thank you verymuch.

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ اس Bill کے بارے میں اظہار خیال کر سکوں۔ میں ابتدا میں یہ بات بڑے واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا اور نہ ہی میں Bill کے خدوخال کے اندر جاؤں گا لیکن دو یا تین موٹی موٹی سیاسی باتیں اس Bill کے حوالے سے آپ کے سامنے ضرور رکھنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں اس ایوان کو آپ کے توسط سے اور آپ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس اعلیٰ پیمانے کی بحث اور علمی بحث، جس خوش اسلوبی کے ساتھ اچھے ماحول میں یہاں پر ہوئی اور جس خوش گوار ماحول میں یہاں پر بحث ہوئی اس نے یقیناً Senate of Pakistan کی پرانی روایات کو برقرار رکھا اور سینیٹ کا وقار ایک سنجیدہ legislative House کے طور پر بلند کیا۔ میں یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گو کہ اس مسئلے پر پاکستان پیپلز

پارٹی (پارلیمنٹیرین) کا اور ایم ایم اے کا اختلاف رائے موجود ہے اور یہ اختلاف رائے آج سے نہیں بلکہ ابتدا سے موجود تھا لیکن اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں اور ہم نے اس بات کے لیے ان کے ساتھ جدوجہد بھی کی اور آئندہ بھی کریں گے کہ

they are right to have a different opinion and we will stand with them and defend their right to express that opinion.

میں یہاں پر چیئرمین صاحب! یہ بات بھی بڑے واضح اور واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج اگر پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمنٹیرین) بل کی حمایت کر رہی ہے تو یہ بات بڑے واضح، کھلے اور واشگاف الفاظ میں ریکارڈ کا حصہ بنے کہ ہم موجودہ حکومت کی حمایت نہیں، جنرل مشرف کی حمایت نہیں اور moderate enlightenment کی حمایت نہیں کر رہے اور نہ ہی ہم اس کو ووٹ دے رہے ہیں۔ ہماری پوزیشن آج ایک principled position ہے، ہماری پوزیشن آج ہماری پرانی تاریخ اور روایات کی پوزیشن ہے اور ہماری پوزیشن آج ہمارے manifesto کی پوزیشن ہے۔

جناب چیئرمین! جب حدود آرڈیننس جنرل ضیاء الحق نے یہاں پر نافذ کیا تو اس وقت سے لےکر آج تک پاکستان پیپلز پارٹی نے اس کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھی اور ہم اس وقت سے لے کر آج تک اس بات پر ریکارڈ پر ہیں کہ ہم نے اس کی مخالفت کی لیکن آج جب یہ بل پیش ہوا تو یقیناً یہ ہمارے لیے ایک مشکل فیصلہ تھا اور وہ مشکل فیصلہ اس لیے تھا کہ ہم یہ دکھانا نہیں چاہتے تھے کہ ہم کسی بھی طور پر ایک باوردی صدر کے حق میں ووٹ دے رہے ہیں لیکن ہماری یہ historical position ہماری آج کی اس پوزیشن کو vindicate کرتی ہے کہ ہم نے جنرل مشرف کو نہیں بلکہ پاکستان کی مظلوم خواتین کو ووٹ دیا ہے جن کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو جدوجہد کرتی چلی آئی ہیں، ان کے حق میں آج پارٹی ووٹ دے رہی ہے۔

میں یہاں پر یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ چند حلقوں میں جو یہ بات کہی جا رہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور moderate enlightenment کے درمیان کسی قسم کا کوئی رابطہ ہے یعنی they are one and the same thing or they are following a common agenda. میں یہ بات واضح کردوں کہ enlightened moderation کا agenda اور پاکستان

پیپلز پارٹی کا ایجنڈا دو مختلف چیزیں ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی from its inception till today is proud of the fact that the Pakistan Peoples Party (Parliamentarian) is a left wing party. It is a left-wing party committed to the sovereignty and integrity of Pakistan and for the betterment of downtrodden masses of Pakistan. Besides on the other side, you have a right wing party which is in the mode of making compromises to keep itself in power.

جناب چیئرمین! یہ بات بھی بڑی واضح ہے کہ ہماری پوزیشن باوجود اس بل پر ووٹ کرنے کے یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آرمی کا پاکستان کی سیاست کے اندر کسی قسم کا کوئی کردار نہیں ہے اور نہ ہی ہونا چاہیے جبکہ اس کے برعکس نیشنل سیکورٹی کونسل کی بات کی جاتی ہے اور باوردی صدر کی بات کی جاتی ہے۔ آخر میں جناب چیئرمین صاحب! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بھی ایک تاثر دیا جا رہا ہے اور ایک خوش فہمی کچھ حلقوں میں یہ ہے کہ اس بل کی وجہ سے اپوزیشن کے اندر دراڑیں پڑ گئیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بل نے اپوزیشن کے اس claim کو کہ 12 اکتوبر کے بعد ایک نیا کلچر اور political tolerance نے جنم لیا ہے۔ اپوزیشن کے رویے نے اس بل کے اوپر اس بات کو ثابت کیا۔ آج ہو سکتا ہے کہ جب ووٹ کا وقت آئے تو ہمارا طریقہ کار تھوڑا مختلف ہو لیکن میں یہ بات یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ کل جب requisitioned session House کا ہوگا تو آپ کے سامنے وہی متحدہ اپوزیشن ہوگی اور اس کی وجہ صرف ایک ہے کہ جو overall objective ہے تمام جمہوریت پسند قوتوں کا کہ ملک کے اندر فوج کے سیاسی کردار کا خاتمہ، ملک کے اندر آئین کی بحالی اور پارلیمان کی بالادستی اس ایک نکتے کے اوپر تمام جمہوریت پسند جماعتیں اور تمام جمہوریت پسند سیاسی کارکن متحد ہیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا اور آپ کے توسط سے بالخصوص وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور کا اور قائد ایوان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے یہ ماحول برقرار رکھا جس میں یہ بحث ہوئی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مسٹر عباس کمیلی۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا کہ جو اللہ پر افتراع باندھے، جھوٹ بولے جبکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بل جو ہے اور جو بحث ہو رہی ہے یہ جو معاملہ ہے یہ کفر اور اسلام کا معاملہ نہیں ہے، یہ حق اور ناحق کا معاملہ نہیں ہے بھئی! یہ ظالم اور مظلوم کا معاملہ ہے۔ یہ انصاف اور ناانصافی کا معاملہ ہے۔ یہ بل جو پیش کیا جا رہا ہے، اس لیے پیش کیا جا رہا ہے اور جو ترامیم لائی جا رہی ہیں وہ اس لیے کہ ظلم کم سے کم ہو اور انصاف زیادہ سے زیادہ ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے اس کے بعد ظلم نہیں ہو گا بلکہ یہ تو ایک عام بات ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب نے بھی اس بات کا اقرار کیا، محترمہ فریدہ صدیقی صاحبہ کے بھی کتابچہ سے یہ بات سامنے آئی کہ پولیس کی زیادتیاں عام ہیں۔ پولیس سے پورا معاشرہ تنگ ہے۔ پولیس ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں کرتی۔ بسا اوقات مظلوم کو سزا دیتی ہے اور ظالم کو بری کر دیتی ہے۔ پولیس کے رویے کی شکایت اس ایوان میں بھی بار بار کی گئی۔ ہمارے اپوزیشن کے فاضل ارکان اکثر پولیس کی کارروائیوں کا گلہ کرتے رہے اور سینیٹ کے گزشتہ سیشن میں Steel Mills case کے سلسلے میں عدلیہ کی تعریف کی گئی، عدلیہ پر اظہار اعتماد کیا گیا تو اب کیا سبب بن گیا کہ عدلیہ پر عدم اعتماد کیا جا رہا ہے اور پولیس پر اعتماد کیا جا رہا ہے۔ اب یہ کیوں چاہا جا رہا ہے کہ پولیس کو تو ایک اختیار مل گیا تھا، اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی آ گئی تھی، وہ جب جسے چاہتا تھا اسے دبے مارتا تھا۔ اسے وہ اختیار پھر دے دیا جائے تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ پولیس کو جو اندھا اختیار مل گیا تھا اس سے نجات ملے۔ نہ صرف خواتین کو بلکہ مردوں کو بھی۔ میں پروفیسر خورشید صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ اس Bill کا نام تحفظ نسواں Bill کیوں رکھا گیا ہے، یہ تو تحفظ مظلومان پاکستان Bill ہے۔ یہ تو تمام مظلوم طبقوں کا تحفظ کرتا ہے۔

اسی طرح سے جس جس قانون میں جو سقم موجود ہے کہ جہاں جہاں پولیس کو ناجائز اختیارات دیے گئے ہیں کہ مظلوم شہریوں کو ستائے، تنگ کرے، ان سے بھتہ وصول کرے اور انہیں غلط طور پر حراست میں رکھے۔ ان سے اگر یہ اختیارات لے لیے جائیں تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس پر اعتراض کیوں ہے اور رسول اکرم صلعم کے زمانے میں پولیس کب تھی؟

سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پولیس کو کب اختیار دیا تھا؟ اس زمانے میں بھی یہ مقدمات قاضی کے سامنے پیش ہوتے تھے، عدلیہ کو refer ہوتے تھے اور قاضی فیصلہ کرتے تھے تو اب اگر اس ترمیم کے ذریعے پولیس سے یہ اختیار لے کر عدلیہ کو دیا جا رہا ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ ظاہر ہے اس میں زیادہ سے زیادہ انصاف کے امکانات ہو سکتے ہیں۔

مولانا گل نصیب صاحب نے بڑے اہم سوالات کیے اور یقیناً اس کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا اس Bill سے فحاشی ختم ہو جائے گی؟ اسی طرح سے انہوں نے اور بھی سوالات کیے ہیں۔ کیا اس Bill سے مظلوم خواتین کو relief مل جائے گا؟ تو ظاہر ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ relief مل جائے گی لیکن زیادہ سے زیادہ relief ملے گی اور کم سے کم ظلم ہو گا۔ کیا یہ Bill مکمل طور پر اسلامی ہے؟ اس کا جواب تو ہمارے بہت سے فاضل دوستوں نے دیا۔ کیا اس Bill سے فحاشی کا دروازہ کھل جائے گا یا نہیں؟ تو عرض یہ ہے کہ فحاشی کب ختم ہوئی ہے، کیا اب اس ملک میں فحاشی نہیں ہے جو کہ اب شروع ہو جائے گی اور میں ان سے سوال تو اب یوں کروں گا کہ اس سے پہلے ordinance تھا جس میں کہ ترمیم لائی جا رہی ہے، کیا اس ordinance سے جو کہ 1979 میں نافذ ہوا خواتین کو relief مل گیا تھا یا ان پر مظالم بڑھ گئے، ان پر مظالم بڑھ گئے اسی کا رونا رویا گیا اور یہ ترامیم کی جا رہی ہیں۔ ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ Bill مکمل طور پر اسلامی ہے؟ تو میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ ordinance مکمل طور پر اسلامی تھا؟ اس کا جائزہ لیا جائے۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا اس Bill سے فحاشی کا دروازہ کھل جائے گا یا بند ہو جائے گا؟ تو میں پوچھوں گا کہ اس ordinance سے فحاشی پھیلی، رُکی یا ختم ہو گئی بلکہ میرا تو تجزیہ یہ ہے کہ فحاشی جو ایک خاص محلے میں ہوتی جس کا کہ ابھی بنگزئی صاحب نے ذکر کیا کہ وہ اب ہر محلے میں ہونے لگی، ہر محلے میں اڈے کھل گئے۔ یہ اسی وجہ سے ہوا کہ آپ نے اس طرح سے اس کو روکا۔

جناب چیئرمین صاحب! بات یہ ہے کہ 1979 سے پہلے بھی یہی قوانین تھے، یہی جرائم ہوتے تھے اور ان کے لیے سزائیں تھیں، وہ PPC میں تھیں۔ 1979 کے حدود آرڈیننس کے بعد انہی سزاؤں کو لا کر حدود میں رکھ دیا اور آپ نے اس کو Islamization کا نام دے دیا۔ یہ man-made laws تھے، یہ God-made laws نہیں تھے، یہ خدائی قوانین نہیں تھے، آپ نے

ان کو اسلام کا label لگا دیا۔ اسی طرح سے میں یہاں تک کہوں گا کہ Islamization کے نام پر جو ڈرامہ رچایا گیا' اس سے اس ملک کو اس معاشرے کو کتنا نقصان پہنچا ہے' یہ سب پڑھے لکھے لوگ اندازہ کر سکتے ہیں۔ اسلام کے نام پر جو بھی قانون نافذ ہوا' اس سے فائدہ ہوا یا نقصان ہوا' آیے زکوٰۃ آرڈیننس کو دیکھ لیجیے' آج زکوٰۃ کی تقسیم کے بارے میں کتنی شکایات ہیں؟ کتنی corruption ہے اور کیا غربت ختم ہوگئی ہے؟ کیا زکوٰۃ مستحقین تک پہنچ رہی ہے؟ کیا سود کے پیسے سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جا رہی؟ اس وقت بھی ایک طبقے نے اسے قبول نہیں کیا تو ان کے خلاف مختلف الزامات لگائے گئے۔ آج تو Supreme Court نے فیصلہ کر دیا کہ ہر فقہ کے ماننے والوں کو یہ اختیار ہے کہ ان سے جبری زکوٰۃ نہ کاٹی جائے' ان کی مرضی ہو تو کاٹی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نظام میں خامیاں تھیں اور خامیاں ہیں' اس نظام کی اصلاح کرنا کفر نہیں ہے اور اس نظام پر اعتراض کرنا غلط نہیں ہے۔

نظام صلوٰۃ آرڈیننس نافذ کیا گیا' میں پوچھتا ہوں کہ اس آرڈیننس سے کتنے لوگ نمازی بن گئے؟ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب جنرل ضیاء الحق اپنے ایوان صدر میں نماز کے وقت اٹھتے تو وہاں پر بعض ہمارے bureaucrats اور سیاستدان جو corridor میں کھڑے ہوئے ہوتے تھے' بغیر وضو ان کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ اسی طرح سے آیے آج یہ جو حدود آرڈیننس نافذ ہوا ہے' کیا اس سے فحاشی رکی ہے؟ نہیں رکی ہے اور نہیں رک سکتی ہے۔ فحاشی کو روکنا ہے تو پھر اس کے اور راستے ہیں۔ ایک اعتراض آیا ہے کہ زنا بالجبر کو حد سے نکال دیا گیا ہے' بات تب درست ہوتی جب اس جرم کی سزا ختم کر دی گئی ہوتی یا اس جرم کے مرتکب حضرات کو قانون کی کمزوری سے قانون کی گرفت سے بچنے کا موقع مل جاتا۔ جناب! زنا بالجبر تو صرف زنا نہیں ہے' فساد فی الارض ہے' وہ تو زنا سے بہت بڑا جرم ہے جو ناقابل معافی ہے۔ وہ حرابہ میں آتا ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اس ضمن میں آتا ہے' ان کو تو عبرت ناک سزا دی جاتی ہے۔ لہذا' زنا بالجبر کے مرتکب افراد کو سزا دینی ضروری ہے اور اس کا اہتمام کیا گیا ہے' یہ پہلے بھی تھا' اب بھی ہے۔ لہذا' ان کے لیے تو چار شہادتوں کا لانا ضروری نہیں ہے بلکہ ان کے لیے سزا ضروری ہے۔ میری سمجھ میں یہاں ایک بات بھی نہیں آ رہی' جیسے میں نے کہا کہ یہ قوانین پہلے سے تھے' پہلے سے تھے' ساری

sections تھیں، ان سب کو حدود آرڈیننس میں ڈال کر اسلام کا label لگا دیا گیا۔ یہ تو گویا ایسی بات ہوگئی کہ آپ نے شراب کی بوتل پر اسلام کا لیبل لگا دیا تو کیا وہ اسلامی شراب بن جائے گی۔ پچھلے دور میں یہ لہر چلی تھی کراچی میں ایک ہوٹل تھا وہاں شراب خانہ تھا لیکن وہاں بورڈ پر بھی اسلام کا نام لگا دیا گیا۔ یہاں تک کہ socialism کے ساتھ اسلام کا label چسپاں کیا گیا۔ دوستو اسلام، اسلام ہے اور دوسرے نظام، دوسرے نظام ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یقیناً زنا کو روکنا ضروری ہے، زنا کے لیے قوانین ضروری ہیں، خواہ وہ ماضی کی حکومت نے بنائے ہوں یا یہ حکومت بنائے، آرڈیننس ہو یا کچھ بھی ہو لیکن زنا سے بھی ایک بہت بڑا جرم ہے، ایک غیر فطری عمل ہے۔ اس کے لیے کیوں کوئی قانون نہ بنا، اس کے لیے اس section کو حدود میں کیوں نہیں ڈالا گیا؟ اس کا ڈالنا بھی تو بہت ضروری تھا اور اس کی سزا جو قرآن بتاتا ہے کہ ان آبادیوں کو اجاڑ دیا گیا، ان آبادیوں کو تہس نہس کر دیا گیا، جہاں یہ جرم ہوتا تھا لیکن اس دور میں اس طرف کیوں توجہ نہیں گئی، میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ یہ بھی تو ضروری تھا کہ ہم جنس جو کام ہوتا ہے، جو نہیں معلوم اس ملک میں کہاں کہاں ہوتا ہے، اس کا انسداد بھی تو ضروری تھا اور ضروری ہے۔ کم از کم اس کے لیے بھی تو قانون بنایا جائے۔ کل نہیں بنا تھا تو آج بنایا جائے۔ اور میں آپ کی توجہ ایک اور جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، زنا کو روکنا ہے، روکیے، ہمارے بعض حضرات نے جو مجھ سے بہت زیادہ علم رکھتے ہیں انہوں نے بتایا کہ زنا کی کئی اقسام ہیں۔ ہوں گی لیکن میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، برا نہ مانیں۔ Federal Shariat Court کے ایک سابق جج شفیع محمدی صاحب نے ایک فیصلہ دیا اور اس میں لکھا کہ حلالہ جو ہے وہ شرعی زنا ہے۔ اب علمائے کرام مجھ سے بہت زیادہ علم رکھتے ہیں وہ بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان کا یہ فیصلہ درست تھا یا نہیں۔ بہرحال فحاشی کو روکنا بہت ضروری ہے اور اس کے لیے سعودی عرب نے یہ انتظام کیا ہے اور میرے پاس اس کا ثبوت موجود ہے۔ سعودی عرب میں temporary marriages allow کی گئی ہیں جسے (مسیار) Misyar Marriage کہا جا رہا ہے جہاں وہ bindings نہیں ہیں جو نکاح میں ہوتی ہیں، جو عقد موقت ہے اور اس کے لیے وہاں کی شرعی کونسل نے فیصلہ کیا ہے اور فتوے دیے گئے ہیں تو اگر آپ کو زنا کو روکنا ہے، حرام کو روکنا ہے تو حلال کے دروازے کھول دیں۔ جب حلال کے دروازے کھولیں گے تو

حرام خود بخود رک جائے گا۔ پھر جس وقت یہ حدود آرڈیننس نافذ کیا گیا' اس وقت' ایوب خان نے جو Family Laws نافذ کیے تھے وہ بھی چل رہے تھے۔ اگر آپ واقعی Islamisation میں دلچسپی رکھتے تھے اور مخلص تھے تو Family Laws repeal کرنے چاہیے تھے تاکہ مردوں کو ایک سے زیادہ شادی کی اجازت مل جاتی۔ جب آپ نے Family Laws کو بھی repeal نہیں کیا اور Hudood Ordinance نافذ کیا تو پھر فحاشی کے راستے تو کھلیں گے ہی اور آپ نے خود گناہوں کو دعوت دی۔ میری یہی گزارشات تھیں کہ اسلام عدل اور انصاف کا نام ہے' اسلام ظلم اور ناانصافی کا نام نہیں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک ارشاد ہے کہ حکومتیں بھی کفر کے ساتھ چل سکتی ہیں' مگر ظلم کے ساتھ نہیں چل سکتیں۔

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی : جی بالکل۔ اسلام عدل و انصاف کی گارنٹی دیتا ہے لہذا کوئی ایسا قانون یا کوئی ایسی ترمیم جس سے انصاف کی راہیں نکلیں اور ظلم کے راستے بند ہوں وہ عین اسلامی ہیں اور یقیناً اس کی مخالفت غلط ہے اور اسلام کے مطابق نہیں۔

Mr. Chairman: Mr. Kamil Ali Agha.

کس چیز کے بارے میں؟

سینیٹر سید محمد حسین : قائد ایوان وسیم سجاد صاحب نے بھی کل یہ فرمایا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ وسلم کے زمانے میں پولیس کا وجود نہیں تھا۔ آج میرے اس فاضل دوست نے بھی کہا۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں یہ خود سن لیں۔ ابوداؤد شریف کی جلد دوم کتاب الحدود میں حدیث ہے (عربی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تہمت میں ایک آدمی کو جیل میں ڈالا تو نبی کریم صلی اللہ وسلم خود گئے تھے یا پولیس کو بھیجا تھا؟ مانتا ہوں اس وقت پولیس کی اس طرح وردی نہیں تھی جس طرح آج ہے۔ خواتین میں بھی پولیس تھی لیکن اس طرح وردی نہیں تھی جس طرح آپ لوگوں نے پہنائی ہے اور اس حدیث کی روشنی میں امام محمد رحمتہ اللہ فرماتے ہیں (عربی) اور اس مجرم کو پکڑا جائے گا جب تک کہ اس کا ثبوت نہ ہو۔ تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلعم کے زمانے میں بھی پولیس کا وجود تھا۔ صفحہ

نمبر ۶۵۱ هداية النحو جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸۶ کتاب الخدود میں یہ لکھا ہے۔ یہ حوالہ میں نے دیا۔ اگر یہ غلط ثابت کر سکتے ہیں تو بتا دیں۔

(مداخلت)

(ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr Chairman: Let us adjourn the House for *Maghrib* prayers and we would reassemble at 5.30 pm.

(اجلاس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے شام پانچ بج کر تیس منٹ تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

[The House reassembled with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.]

جناب چیئرمین: جناب کامل علی آغا۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب اس وقت عبدالخالق پیرزادہ صاحب بول لیں میں بعد میں بول لوں گا۔

جناب چیئرمین: جی عبدالخالق پیرزادہ صاحب مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: مختصر کیا تو میرے لیے تقریر کا ٹائم نہیں رکھا گیا اور۔۔

جناب چیئرمین: ابھی بول لیں۔ کیونکہ وقت کا مسئلہ ہے۔ میں آپ سے بعد میں مل کے آپ کو background بتا دوں گا۔ آپ بولیے۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: نہیں، تقریر کے لیے تو پھر مجھے ٹائم چاہیے ہو گا۔

جناب چیئرمین: ٹائم ہو تو میں دے دوں۔ اس وقت چونکہ Chinese President بھی آپ کو پتا ہے آئے ہوئے ہیں اور دونوں طرف سے بتایا ہوا تھا اس لیے یہ schedule رکھا ہوا تھا۔ اس لیے زیادہ اپوزیشن سے بول رہے ہیں اور Treasury سے اس لیے کم رکھے تھے۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: میں نے تو پہلے سے لکھ کے دیا ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: لیکن وقت ہو نا تو، یہ تو پالیسی کا فیصلہ ہے۔ آپ کا اس سے کوئی

تعلق نہیں۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: بس میں اب کیا کہوں۔

جناب چیئرمین: مختصر سے وقت میں اپنے خیالات سے آگاہ کر دیں۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: کیا کوزے میں دریا بند کر دیں؟

جناب چیئرمین: آپ تو صلاحیت رکھتے ہیں نا۔ بسم اللہ کر کے تھوڑا بول دیں۔

سینیٹر عبدالخالق پیرزادہ: دینا ہے تو اتنا دے جو ساتھیٔ داماں ہو

ورنہ وہ بھی چھین لے جو کاسۂ سائل میں ہے

لوگ ہزاروں، کروڑوں روپے خرچ کر کے ہمیں تقریر کے لیے بلاتے ہیں۔ نوے آدمیوں کی تقاریر ہم نے سنی ہیں۔ ہم اتنی زیادہ تیاری کر کے آئے ہیں۔ اگر ہماری تقریر سے ہمارے ساتھی مستفید نہ ہوں تو کیا فائدہ جبکہ کتنے لوگ پوچھ چکے ہیں کہ آپ کب تقریر کریں گے۔ میں نے کہا جب اللہ حکم فرمائے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم، والعاقبة اللمتقين۔ والصلوة والسلام علٰى سيدالانبياء والمرسلين۔

وسعت دل تو بہت ہے وسعت صحرا کم ہے

اس لیے دل کو تڑپنے کی تمنا بہت ہی کم ہے

سب سے پہلا سوال تو یہ تھا، میں قرآن تھوڑا سا پڑھنا چاہ رہا تھا۔ قرآن پاک میں خداوند قدوس نے تمام انسانوں کو اور تمام مسلمانوں کو کچھ چیلنج دیے ہیں اس بارے میں کہ جب قرآن کا مسئلہ آئے اور تم قرآن کے بارے میں سوچنے لگو تو میں دلوں کا حال جانتا ہوں اور ہرنفس اس چیز کا ذمہ دار ہوگا جو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اور اپنے ذہن سے کرے گا اللہ تعالیٰ سورۃ المدثر میں فرماتے ہیں اکتسویں آیت سے لے کر انچاسویں آیت تک میں لکھ لایا تھا (عربی) کہ ہرنفس جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا ذمہ دار ہے اور ایک آیت اتنی خطرناک ہے کہ جو میں دوسری آیتوں کے ساتھ quote کر کے لایا تھا اب وقت نہیں ہے۔ یہ قرآن صرف ہدایت کے لیے نہیں آیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (عربی) اللہ سبحانہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے بہت لوگوں کو

ہدایت دیتا ہے اور اس قرآن کے ہی ذریعے بہت لوگ ذلالت کے گڑھوں میں گر جاتے ہیں۔ (عربی) اور ذلالت کے گڑھوں میں نہیں گرتے ہیں مگر یہ کہ وہ جو فاسق لوگ ہوں' فاسق داڑھی والے سے یا بغیر داڑھی والے سے مشروط نہیں ہے' فاسق داڑھی والا بھی اور بغیر داڑھی والا بھی ہو سکتا ہے۔ عالم بھی فاسق ہوتا ہے' ہو سکتا ہے اور جاہل بھی فاسق ہو سکتا ہے۔ میں تو کچھ بڑی بنیادی سی باتیں کرنے کے لیے آیا تھا۔ چلو ایک بات کر دیتا ہوں۔ کم از کم مجھے یہ تو لوگ کہیں گے کہ حکومت کا بڑا تائیدی ہے۔ کوئی تائید والی بات نہیں ہے۔ میں صرف اس مختصر سے وقت میں مختصر ترین گزارش کروں گا' اس سے آگے کوئی کلمہ اردو میں ہوتا تو میں وہ بھی بول دیتا کہ میں جنرل پرویز مشرف' جناب وزیراعظم صاحب اور ان کا سب سے زیادہ جس نے ساتھ دیا اپنے قائد تحریک جناب الطاف حسین صاحب کو اس بات پر سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا کہ پوری قوم کو ہی مجتہد بنا دیا جبکہ پہلے یورپ کہتا تھا کہ مسلمانوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ آج اس مسئلے کے مشہور ہونے کے بعد ہمارے اس ایوان بالا میں چار قسم کے مجتہد نظر آ رہے ہیں۔ یہاں سے لے کر پاکستان کے ہر گلی کوچے میں کچھ لمبی داڑھیوں والے مجتہد نظر آئیں گے' کچھ آدھی داڑھیوں والے مجتہد نظر آئیں گے' کچھ پونی داڑھیوں والے مجتہد نظر آئیں گے اور کچھ کلین شیو آپ کو مجتہد نظر آئیں گے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عربی) کہ جس شخص نے کسی چیز کو جان لیا وہ اس کا عالم ہو گیا اور جب عالم ہو گیا تو وہ پھنس گیا۔ حدیث میں آیا ہے قیامت کے دن اللہ سبحانہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے اور ان کی اولاد میں سے نوے فیصد علما ایک طرف کر دیں گے پھر اللہ فرمائیں گے کہ ان میں سے ایک فیصد جنتی ہیں اور ننانوے فیصد دوزخی ہیں اور جو عالم نہیں ہوں گے وہ تو بغیر حساب کے دوزخ میں جا رہے ہوں گے۔ لہذا علما کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ انہوں نے بات کی ہے لیکن اسلام میں مولوی کی کوئی definition نہیں ہے' جو قرآن سے محبت کرتا ہے وہ مولوی ہے' عالم ہے' وہ مبلغ ہے اور اس کو حق ہے کہ وہ تحقیق کرے۔ میں اپوزیشن سے یہ کہتا ہوں کہ "یار بڑا ہی بھیڑا ہویا دوجا کیتا ماں نیں۔ ماں توں دوجا کیتا بھیڑا کیتا' کر کے چھڈیا ہور بھیڑا کیتا"۔

جمہوری نظام تمام علما کے نزدیک نظام کفر ہے۔ یہ اسلام کے مطابق ہو تو ٹھیک ہے

اسلام کے مطابق نہ ہو یہ اور بات ہے۔ بات اسلام کی ہوگی، فیصلہ اکثریت کا ہوگا تو پھر جو اقلیت میں ہوں گے ان کو بات ماننی ہوگی اکثریت کی۔ لہٰذا میں اپنی محترم اور موقر اپوزیشن سے کہتا ہوں کہ جائیں عوام کے پاس، بڑی محنت کریں اور اگلے الیکشن میں آپ اکثریت سے آئیں۔ جیسے آج آپ نے یہ پاس شدہ بل مانا ہے ایسے ہی کل کو کوئی دوسری جماعت اقلیت میں ہوگی تو وہ آپ کی اکثریت کو مانے گی۔ لہٰذا یہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اجتہاد کرتا ہے اس کے لیے دو ثواب ہیں۔ اگر اجتہاد میں کہیں کوئی مسئلہ ہوگیا ہے تو یہ ۲۹ ایکٹ یا ترامیم قسم کی چیزیں تھیں، ان پر مجھے ۲۹ گھنٹے درکار تھے۔ آپ کی مہربانی اگر زندہ رہا تو کل کو دے دیتا۔ میری ایک تجویز سلیکٹ کمیٹی کے پاس پہلے سے تھی۔ میں نے جناب وزیر صاحب سے کہا تھا کہ اس کا فیصلہ یہ ہونا چاہیے کہ ہر جماعت سے چار آدمی طلب کئے جائیں۔ ان میں دو مولانا ہوں، دو وکیل ہوں اور مولوی وکیل جو ہیں، مطلب ہے وہ فوٹوگراف میں مولانا نہ لگتے ہوں کم از کم یونیورسٹی لیول پر جن کو مانا جائے اتنے بڑے علما ہوں اور وہ اس پر بیٹھ کر بات کریں۔ اس کے بعد اس قانون کو متفقہ طور پر اسمبلی میں پیش کیا جائے تاکہ اس کی قیمت 1973 کے آئین سے زیادہ قیمتی ہو جائے لیکن میرا خیال ہے کہ میں وہ مدعا اتنے بڑے پیمانے پر نہیں پہنچا سکا اور ہماری دل کی حسرتیں دل میں ہی رہ گئیں۔ ان کو واک آؤٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جیسے کسی نے کہا کہ " جدوں بلی نس گئی تے چوہیاں دی عیش ہوگئی۔ ایویں ای اٹھ کے ٹر گئے اسی کیہا جو مرضی اے کریے۔ چلو ہن من جاؤ اگلی دفعہ آناں جدوں ڈھیر سارے ہون گے۔"

اس کے بعد آپ کی بات مانی جائے گی۔ اب تقریر کیا کریں۔ (فارسی شعر)

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم   در ایں جا پنبہ نہم داغ زیادہ تر

دل نہیں تمام کا تمام جسم داغدار ہے۔ ان باتوں کو سن کر کہ یہ بھی مسلمان ہیں وہ بھی مسلمان ہیں۔ یہ اپنے اجتہاد کے مطابق کہتے ہیں کہ ایک حرف بھی قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ایک حرف بھی قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے۔ تو کوئی ایسا آدمی ہے

کہ جس کے پاس اتنا بڑا دل ہو کہ دونوں جماعتوں کو ملا کر ایسے الفاظ پیش کرے جس میں ایک بال جتنا بھی فرق یا شبہ نہ ہوسکے، یعنی ایسی تطبیق پیش کرے کہ صرف پاکستان کی تمام عوام ہی اس کو نہ مانے بلکہ یورپ اور امریکہ کے ایوان بھی اس کو ماننے پر مجبور ہو جائیں' مصالحہ بگڑ گیا' ہنڈیا خراب ہو گئی' ٹوٹ گئی' اب ہم کیا کریں۔ آپ کے پاس وقت نہیں ہے' ہمارے پاس زبان ہے' ہم بولنا چاہتے ہیں۔

یہ کیسا دستور زباں بندی ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری

شکریہ۔

Mr Chairman: We know some of our colleagues who are not here and they are interested in making a speech. Saadia Abbasi sahiba.

Senator Saadia Abbasi: I do not want to speak.

Mr Chairman: Ok Mr Babar Awan Agha sahib, would you like to speak?

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میں بھی بولنا چاہتی تھی' یہ تو ٹھیک بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن وقت نہیں ہے کیونکہ Chinese President آئے ہوئے ہیں اور بھی کئی مسئلے ہیں۔ جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں ایوان میں موجود ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس Bill پر بحث میں حصہ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ نے اپنے وقار کو بحال رکھتے ہوئے اس Bill پر participate کیا کہ جس پر پچھلے چار ماہ سے پاکستان کے تمام شعبہ زندگی کے افراد نے بحث کی۔ قومی اسمبلی میں تمام جماعتوں کے نمائندگان نے اس پر بات کی' اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر' Select Committee میں اور علما کرام کی کمیٹی میں بھی اس پر بات ہوئی۔ میں ان تمام حضرات کو

خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پارلیمانی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اس Bill پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

ایک بات میں عرض کرنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ جب ہم اپنی رائے کا اظہار کر لیتے ہیں اور اس کے بعد جب ووٹ کا وقت آتا ہے تو وہ بھی ہمارا حق ہے کہ ہم نفی میں یا اس کے حق میں ووٹ دیں' یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں ان مراحل میں بھی participation جاری رکھنی چاہیے۔ میں اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات سے گزارش کروں گا کہ جب وہ اخبارات اور media میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں تو یہ بات بتایا کریں کہ فلاں Bill کی قانون سازی میں' resolution میں ان ان جماعتوں نے participate کیا' اپنی رائے کا اظہار کیا اور ایک وضع شدہ نظام کے مطابق تمام کارروائی میں حصہ لیا۔ اگر ووٹ کے وقت کچھ لوگ walk out کریں تو ان کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ صرف ووٹ کے وقت انہوں نے walk out کیا۔ پچھلی جو کارروائی قومی اسمبلی میں ہوئی اس میں ہم نے دیکھا کہ سوائے اس بات کے کہ یہ لکھ دیا گیا کہ اپوزیشن کی فلاں فلاں جماعت نے کارروائی سے walk out کیا' یہ درست نہیں ہے۔ میں بڑی مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ جس حد تک کسی جماعت نے participate کیا ہو اس حد تک اس کی participation بھی اخبارات میں عوام کی آگاہی کے لیے آنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ کا وقار ہے اور اگر اس سے ہٹ کر نفی میں کوئی reporting ہو تو وہ اس پارلیمنٹ کے وقار کے خلاف ہے۔ ہم عام طور پر اس پر معترض نہیں ہوتے حالانکہ یہ ہمارا حق ہے اور یہ پارلیمنٹ کا privilege ہے کہ اس کی کارروائی کے خلاف اگر reporting کی جائے تو ہم اس کا notice لیں لیکن ہم نے آج تک اس پر قطعی طور پر notice نہیں لیا اور یہ مؤدبانہ گزارش کر رہے ہیں کہ جس حد تک جو پارٹی اور جو ممبر اس کارروائی میں حصہ لیتے ہیں' اس کی reporting درست ہونی چاہیے۔ میں آخر میں تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگلے مرحلے میں جبکہ voting ہو گی اور amendments پیش ہوں گی' اس کارروائی میں تمام پارٹیاں جس طریقے سے اپنی رائے کا اظہار کر چکی ہیں' اپنے vote کے ذریعے رائے اظہار کریں۔ یہ ثابت کریں کہ پارلیمنٹ کا طریقۂ کار ایک مثبت طریقۂ کار اور مکمل طریقۂ کار ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: Minister wind up کریں' وصی صاحب۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب! انتہائی شکریہ۔ جناب! سب سے پہلے میں تمام Opposition کا اور اس کے بعد اپنی Government کے بھائیوں کا مشکور ہوں کہ بڑی سیر حاصل بحث ہوئی۔ اس میں بڑا کچھ سمجھ آیا' کچھ سیکھا اور جو میری سمجھ میں ہے وہ میں جناب کو عرض کروں اور اس Bill کی منشا ہے کیونکہ یہ شاید بعد میں کام آئے اور جو حکومت کی منشا ہےاور نقطۂ نظر ہے' اس کو record پر لانا انتہائی ضروری ہے تو اس کے لیے جناب سے چند منٹ لوں گا۔

جناب والا! سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ جس دن اس Bill پر بحث شروع ہونے لگی تھی تو یہاں پر ایک مقالہ مولانا تقی عثمانی کے نام سے تقسیم کیا گیا تو میں اسی میں سے تھوڑی سے گزارش کروں۔ انہوں نے اپنے پہلے صفحہ پر ہی دوسرے پیرے کا نمبر ایک جو ہے' یہ زنا بالجبر کی شرعی سزا انہوں نے لکھا ہے کہ کلیتاً ختم کر دی ہے لیکن نیچے وہ فرماتے ہیں کہ کہا یہ جا رہا ہے کہ قرآن و سنت میں زنا کی جو حدود ہیں' وہ صرف اس صورت میں لاگو ہوتی جب زنا کیا گیا ہو لیکن جہاں جرم عورت کی رضامندی سے ہو اس پر قرآن و سنت کی حد عائد نہیں ہے۔ اس میں وہ زنا کی تعریف فرماتے ہیں کہ مطلق ہے' جو ہر قسم کے زنا کو کرتا ہے۔

جناب! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حدود آرڈیننس جو تھا' یا حدود laws وہ حدود اللہ کی قائم کی ہوئی حدود تھیں' اس کو پیروں میں وضع کیا گیا اور وہ تعزیر کا ایک مجموعہ تھا۔ انسان کے بنائے ہوئے قانون اور اللہ کے بنائے ہوئے قانون کو یکجا کر دیا گیا تھا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے اور معاشرتی نقطۂ نظر سے بھی غلط تھا۔ ہم نے کیا کیا ہے کہ ایک لفظ' ایک comma ایک نقطہ حدود laws میں قطعاً نہیں چھیڑا ' وہ حدود آرڈیننس میں اسی طرح موجود ہے' اسی کومے' اسی full stop کے ساتھ۔ یہ دانستہ سیاسی وجوہ کی بنا پر غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے' ایک مہم اور propaganda کے ذریعے۔ ہم نے خالی تعزیرات کو نکالا جو کہ پہلے ہی انسان کی بنائی ہوئی تھیں جو کہ اس سے پہلے تعزیرات پاکستان میں موجود تھیں' ان کو واپس لاکر reframe کرکے ہم نے تعزیرات میں ڈالا ہے۔ اب جب یہ خود فرماتے ہیں اور تمام

کی تقاریر بھی اسی طرح تھیں' میں نے کل سوال بھی کیا تھا کہ میں سمجھنے سے قاصر ہوں اور ہر ذی شعور شخص سمجھنے سے قاصر ہو گا کہ جب حدود آرڈیننس میں زنا کی سزا موجود ہے اور چار گواہ ہوں تو حد نافذ ہوتی ہے۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ زنا بالجبر کو نکال دیا گیا' زنا بالجبر کی خود فرماتے ہیں کہ ایک قسم ہے۔ وہ ادھر شامل ہے بشرطیکہ چار گواہ ہوں' ہاں یہ ضرور کیا ہے کہ اگر چار گواہ نہیں ہیں تو ہم نے یہ سوچا کہ بجائے اللہ کے قوانین کے ساتھ انسانی قوانین چلتے رہیں' ان کو نکال کر واپس انسانی قوانین میں ڈالیں۔ ہم ان کو تعزیرات میں لے آئے اور وہاں پر خالی وہی چیز --- اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوڑے اور stoning to death جو انسان نہیں کہہ سکتا تو ہم نے اس سے ملتی جلتی سزا ہی رکھی ہے بشرطیکہ کم گواہوں سے بھی ثابت ہو جائے۔ موت بھی رکھی' عدالت دیکھتی ہے' یہ عدالت کی صوابدید ہوتی ہے جیسا واقعہ ویسی سزا۔ اس لیے دس سے پچیس اور وہ یہ legislation کا ایک عام طریقہ ہے کہ ہم اگر خالی موت رکھیں تو پھر نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے ہمارا کوئی مقابلہ نہیں تھا اور نہ ہم کر سکتے تھے۔ ہم نے انسان کے بنائے ہوئے قوانین میں انسانی عقل کے مطابق جو سزا سمجھ میں آئی' وہ ہم نے ادھر رکھی۔

دوسرا ان کا جو main اعتراض مجھے ساری تقاریر میں نظر آیا' وہ fornication پر تھا۔ Fornication جناب والا! معاشرے کو سدھارنے کے لیے ہے یا یہ جو سابقہ حدود آرڈیننس تھا' جب اس کا نفاذ ہوا اور جو محلے کچھ علیحدہ چیزوں کے لیے قائم تھے ان کو بند کیا گیا تو تمام برائیاں شہر کے اندر پھیل گئیں جو آج تک پھیلی ہوئی ہیں' جن سے کوئی چھٹکارا حاصل نہ کر سکا۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ جب drinks کو بند کیا گیا تو مزید معاشرتی برائی' ہیروئن اور چرس پھیل گئی۔ بجائے چیزوں کو سسٹم میں لانے کے' streamline کرنے کے' مزید غلطیاں ہوئیں۔ اگر ایک قانون بنایا' Hudood Laws کا جو Ordinance تھا وہ انسانوں نے بنایا تھا' کوئی فرشتے نہیں اترے تھے۔ میں بتاتا ہوں کہ وہ کیسے منسٹری میں بنا تھا۔ غلط کہتے ہیں کہ اتنی بحث ہوئی۔ منسٹری میں سعودی عرب کا صرف ایک عالم آیا تھا اور اس نے وہاں کے ہمارے دو آفیسر بٹھا کر دنوں میں اس کو عربی چیزوں کے ترجمے کر کے بنایا تھا اور اس نے PPC میں سارے عربی کے لفظ ڈال دیے جو آج تک وکلا کو بھی مشکل سے سمجھ آتے ہیں۔ ان چیزوں نے یہ قباحتیں پیدا کیں۔ چوٹ کی انہوں نے سو سے اوپر قسمیں بنا دیں جو کہ میں کہتا ہوں کہ غلط ہیں۔ کوئی

نہیں ہوئی خلفائے راشدین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں' آپ record practice نکالیں۔ ایسے کہہ دینا' محاورے بولتے جانا' یہ مسائل کا حل نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جمہوریت ہے' یہ ہمارے بھائی ہیں' یہ اس کا حصہ ہیں۔ یہ کس بات پر کہتے ہیں استعفے دیتے ہیں؟ چلیں! tenure پورا ہونے دیں۔ پہلے دن سے یہ کوشش ہے کہ اسمبلی tenure سے پہلے ختم ہو جائے تاکہ اس ملک میں کہیں democratic system چل نہ جائے۔ اصل منشا یہ ہے کہ جمہوری نظام کو پھر سے ختم کیا جائے۔بہت سارے ذہنوں میں یہ problem ہے کہ جمہوری نظام کامیاب ہونے لگا ہے' اسمبلیاں tenure پورا کرنے لگی ہیں' یہ ذہنی problem ہے۔ میں تھوڑی سی history بیان کر دیتا ہوں۔ 1970 تک کوئی اسلامی جماعتوں کو تسلیم ہی نہیں کرتا تھا صرف اس لیے کہ تمام نے پاکستان کی مخالفت کی تھی اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات تازہ تھی۔ اس کے بعد اور یہ record کی باتیں ہیں' کوئی ان سے انکار کرے' پاکستان کی history ہے' اس کے بعد جناب! ایک دور میں---

(مداخلت)

سینیٹر ساجد میر: تمام جماعتوں نے نہیں کی تھی' یہ غلط ہے۔

جناب چیئرمین: Interrupt نہ کریں please.

جناب محمد وصی ظفر: آپ بتا دیں کتنوں نے حمایت کی تھی؟

سینیٹر ساجد میر: مولانا شبیر احمد عثمانی---

جناب محمد وصی ظفر: مولانا جماعت نہیں تھے' individually بات نہیں کر رہا' میں جماعت کی بات کر رہا ہوں' دیوبندی' میری عرض سنیں' میں جو اس وقت بیٹھے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ چلیں ایک نے حمایت کر دی ہو گی۔ اگر تمام میں سے ایک نے حمایت کر لی۔

سینیٹر ساجد میر: ساری جماعتیں پاکستان کے حق میں تھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جو کسی کی ذاتی وضاحت ہے' بعد میں کر لیں۔ جس کا کوئی point of explanation ہے' personal explanation ہے بعد میں کر سکتے ہیں۔ ابھی وصی

صاحب کو بولنے دیں۔ He has the floor.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جس نے کوئی personal explanation دینی ہے بعد میں دیکھ لیں گے اگر موقع ہوا۔

جناب محمد وصی ظفر: دیکھیں میں عرض کرتا ہوں، دیوبندیوں نے مخالفت کی، جماعت اسلامی نے بھی کی۔ جو اس وقت جماعتیں تھیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ دیکھیں میں اس وقت کے علما کی بات نہیں کر رہا جو اس وقت جماعتیں تھیں---

(مداخلت)

جناب محمد وصی ظفر: چلیں ٹھیک ہے میں نے کہہ دیا جو کہنا تھا۔ آگے میں عرض کروں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے، Let us hear the Minister.

جناب محمد وصی ظفر: آگے جناب! ستر کی دہائی میں آہستہ آہستہ انہوں نے pressure ڈالا، ادھر drinks بند کی گئیں پھر اس کے بعد کافر قرار دیا گیا، پھر اسلامی سوشلزم، پھر یہ ایک نظام مصطفیٰ کی movement لے آئے۔ اس میں آ کر یہ حاوی ہوئے اور جناب ضیاء الحق صاحب کے کندھے پر ایسی سواری کی کہ وہ صرف اسلام، اسلام ہی کرتے چلے گئے۔ اب یہ سمجھتے ہیں حکومت اس کی ذمہ دار ہے، حکومت ان کی قطعاً ذمہ دار نہیں ہے۔ مذہب، حکومت سے الگ چیز ہے اور اس کو الگ رہنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے interrupt نہ کریں، تشریف رکھیے، وصی صاحب کو بولنے دیں۔

جناب محمد وصی ظفر: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے حکومتی طریقے مذہب سے ہٹ کر رکھے۔ انہوں نے کفار کو بھی پناہ دی۔ انہوں نے غیروں کو بھی پناہ دی۔ انہوں

نے جو فتوحات کر کے آئے، جن کو وہ ادھر سے قید کر کے لائے، ان کو بھی پناہ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو یہودی کے مذہب کے مطابق treat کیا۔ کافر کو، کافر کے مذہب کے مطابق treat کیا اور مسلمان کو، مسلمان کے مذہب کے مطابق treat کیا اور انہوں نے اس طرح کے فیصلے صادر فرمائے اور یہ اب کہتے ہیں کہ تمام قوم کو زبردستی ایک ڈگر پر لے جایا جائے، وہ دور گئے۔ اب یہ بھول جائیں کہ لاٹھی کے ذریعے اور دھونس کے ذریعے مذہب کو exploit کر کے اور لوگوں کو بے وقوف بنا کر یہ حکومتوں پر قبضہ کریں گے، ایسا نہیں ہو گا انشاء اللہ۔ لوگ باشعور ہو چکے ہیں۔ لوگوں میں شعور آ چکا ہے۔ اس قانون میں غلطیاں تھیں اور بہت غلطیاں تھیں۔ اس میں ایسی ایسی قباحت تھی، جو ادھر تفصیل سے بیان بھی کی گئی۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ واپس پولیس کو لائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس وقت پولیس نہیں تھی لیکن یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس وقت پولیس کے پاس ایسا مقدمہ کبھی گیا نہیں تھا۔ لوگ سیدھے قاضی کے پاس جاتے تھے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد وصی ظفر: یا تو مجھے بتائیں کہ پکڑ کر لاتے تھے یا پولیس تھی یا نہیں۔ میں اتنا بڑا عالم نہیں ہوں۔ ضرور ہو گی۔ جو کچھ بھی عالم کہے تو میں اس کا اقرار کروں گا کہ ہاں تھی لیکن مجھے یہ بھی بتائیں کہ فلاں مجرم کو پکڑ کر چالان تیار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پولیس نے اس کا مقدمہ بھی بیان کیا۔ وہ بتائیں مجھے مقدمہ پولیس کوئی بیان نہیں کرتی تھی۔ نہ کوئی ایسا اختیار تھا۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ان کی باتوں میں سے نکلی کہ اگر پولیس تھی بھی اسے مقدمے کی تیاری کا کوئی اختیار ہی نہیں تھا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد وصی ظفر: قاضی کے پاس سیدھی شکایت جاتی تھی۔ اگر ہم نے اسے اس اسلام کے مطابق کر دیا ہے کہ جائیں سیدھا قاضی کے پاس تو یہ اعتراض کس بات پر کرتے ہیں؟ جائیں کورٹ میں۔ ادھر delay نہیں ہوتی تھی۔ اس وقت یہی حالات نہیں تھے کہ گواہ اس وقت بھی جس نے لے کر جانا تھا، قاضی کے پاس لے کر نہیں جانا تھا؟ آج کیا ہو گیا ہے پھر؟ اس

وقت رسل و رسائل کے ذرائع زیادہ موجود ہیں۔ آج تو ٹیکسیاں' کاریں' تانگے موجود ہیں۔ اس وقت گھوڑا ہوتا تھا' اونٹ ہوتا تھا' پیدل ہوتے تھے۔ تو گمراہ کرنے والی یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ شریعت کو' شریعت کورٹ مکمل ہو رہی ہے تو آپ نے اگر لے کر جانا ہے تو دو جج بھی کیس سن سکتے ہیں' وہ تو بیٹھے ہیں' کورٹ تو نامکمل نہیں ہے۔ باقی normal process ہے۔ ایسے تو نہیں ہے لیکن اگر یہ سمجھیں۔ اصل problem ذہنی ان کا یہ ہے کہ یہ حدود laws کو یعنی ایک اسلامی قانون کو چھیڑنا ہمارا حق ہے' کوئی اور اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا' کیوں؟ باقی مسلمان نہیں ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کے برابر کے مسلمان ہیں۔ میں اپنے آپ کو کمتر نہیں مانتا' جائیں اللہ فیصلہ کرے گا' آپ کون ہیں۔ ادھر کا کوئی ممبر نہیں مانتا۔ ہم اگر اپنے آپ کو آپ سے افضل نہیں ہے تو کمتر بھی نہیں کہتے اور نہ آپ کو سمجھنا چاہیے' نہ آپ کی ایسی سوچ ہونی چاہیے اور نہ ایسی سوچ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے ہے۔ مجھے یہ بتائیکہ آپ نے فرقہ بندی ختم کرنے کے لیے کون سی خدمت انجام دی ہے؟ جو کہ قرآن پاک میں بھی ہے۔ اس امت کا بھی آخر ہو گا جب اتنے فرقے ہو جائیں گے۔ آج کس دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ اسلام اس کا نام ہے کہ کندھے سے کندھا ملا کر نماز پڑھتے ہو' گولی مار دو۔ کندھا چھوڑ کر نماز پڑھتے ہو' گولی مار دو۔ شلوار اوپر ہے' گولی مار دو۔ شلوار نیچے ہے' گولی مار دو۔ ہاتھ چھوڑے ہیں' گولی مار دو۔ ہاتھ بندھے ہیں' گولی مار دو۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب محمد وصی ظفر: یہ خدمت کر رہے ہیں' اس ملک' قوم اور بالخصوص مذہب کی؟ بات بعد میں کرو' گولی پہلے چلاؤ۔ سنو نہ کچھ پوچھو۔ ٹھیک ہے ساری دنیا نے ترقی کی ہے' ادھر بھی لوگ پیدل اور سائیکلوں سے لے کر پجیرو میں بیٹھتے ہیں' کلاشنکوفیں آئی ہیں۔ ٹھیک ہے چلتا ہے دور۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ ایسے پیسے نہ کمائیں یا ایسی دولتیں کمائیں لیکن کبھی حساب اللہ ضرور لے گا' اگر اس دنیا کے لوگ نہ لے سکے۔ اس Bill پر ہم تین سال تک مشورے کرتے رہے۔ بالخصوص یہ چار مہینے۔ تحریر موجود ہے۔ جیسے یہ کہتے ہیں۔ خدا کے واسطے لوگوں کو غلط باتیں مت بتائیں۔ آپ ان کے نمائندے بھی ہیں' آپ کے فرائض بھی ہیں۔ دیکھیں ایسے

مت کریں۔ مولانا صاحب نے اس Bill کے بارے میں لکھا کہ اس میں تو کوئی غلط چیز نہیں ہے۔ آگے انہوں نے جو suggestions دیں' اسے چوہدری شجاعت نے Bill میں داخل کر بھی دیا ہے۔ 6 suggestions تھیں' میں نے اسے خود بنایا' ہماری منسٹری نے بنایا' اس کی تینوں سزائیں شامل ہیں' یعنی عورت کی وراثت کا حصہ' قرآن سے شادی' ونی اور وٹہ سٹہ کی شادی سب کی سب شامل ہیں۔ یہ میرے پاس موجود ہے۔ ہم نے یہ تمام legislate کر دی ہیں اور اسمبلی میں جمع بھی کرا دی ہیں۔ میں اس کی وجہ بھی بتا دیتا ہوں۔ میری بہن نے پوچھا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم Bill سلیکٹ کمیٹی میں پیش کر چکے تھے اور سلیکٹ کمیٹی اسے منظور کر چکی تھی' جس stage پر یہ ہوا۔ چونکہ انہوں نے بعد میں دیا تو بجائے اس کے کہ پھر اس میں شامل کرتے تو اس میں آگے قباحتیں ڈالتے۔ تو ہم نے ان سب کو الگ پیش کر دیا ہے اور وہ انشاء اللہ آپ کے سامنے پاس ہو گا۔ نیت سے پیش کیا ہے تا کہ پاس ہو۔ آپ کے سامنے آ جائے گا۔

دوسرا objection ان کا fornication کا تھا۔ کوئی آئے اور بتائے۔ سارے عالم دین بیٹھے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ غلط ہے تو پھر حدود آرڈیننس تمام غلط تھا کیونکہ اس میں بھی یہی تھا کہ حد لگے گی چار گواہوں پر۔ چار گواہ نہیں ہوں گے تو تعزیر لگے گی۔ اس کو اٹھا کر خالی تعزیر میں رکھا ہے۔ کیا جرم کیا ہے؟ کونسا فرق ڈالا ہے؟ فرق تو کوئی نہیں ڈالا۔ پہلے اگر وہی تعزیر حدود آرڈیننس میں لگے تو ٹھیک ہے' اگر وہی تعزیر حدود آرڈیننس سے نکل کر تعزیرات میں لگے تو غلط ہے۔ یہ کونسا فلسفہ ہے اور کونسی jurisprudence ہے؟ یہ کونسی حدود اللہ ہے؟ ہماری پوری حکومت کا کوئی منشا نہیں ہے۔ کوئی جرأت ہی نہیں کرسکتا' اس لیے ہم نے حدود قوانین جو حدود اللہ قائم کی ہوئی ہیں ان کو وہیں پر رکھا' ہم نے comma تک نہیں چھیڑا۔ جہاں تک complaint کی بات ہے تو خلفائے راشدین کے دور میں اور آج بھی سعودی عرب میں لوگ سیدھے قاضی کے پاس جاتے ہیں اور وہاں پر جاکر complaint کرتے ہیں تو پھر آپ کو اعتراض کس بات پر ہے؟ کتنی قباحتیں ہیں کہ پولیس کا misuse ہوتا تھا۔ میں نے یہ بات بھی سنی انہوں نے فرمایا کہ اب کوئی محلے دار complaint نہیں کرے گا۔ مجھے ۱۹۷۹ سے لے کر آج تک بتا دیں کہ کسی گلی محلے والے نے complaint کی ہو یا کبھی آپ نے کی ہو۔ کوئی ایک مثال دے دیں۔ یہ استعمال ہی صرف اپنے رشتہ داروں' اپنے عزیزوں کو' بیٹی اور بہن کو'

بھرجائی کو، فوت شدہ بھائی کی بیوہ کو، ذلیل و رسوا کرنے کے لیے ہوا ہے۔ یہ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ اس کا اور کوئی use نہیں تھا۔ جب آپ کا مذہب کہتا ہے کہ بچی اگر بالغ ہو تو اس کی مرضی ضروری ہے اور مرضی سے شادی کر سکتی ہے تو آپ کون ہیں روکنے والے؟ جب عدالتیں کہیں، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے اتنے فیصلے آئے ہیں کہ آپ لڑکی کو نہیں روک سکتے۔ اگر اس نے مرضی سے شادی کی ہے۔ بڑے بڑے معززین کے case آئے۔ اللہ نہ کرے کہ کسی پر یہ وقت آئے لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں، ہمارا معاشرہ ٹھیک ہے، درست ہے معاشرے کی وجہ سے لیکن جب ایک حق عدالتوں نے دے دیا تو اس کو اگر خالی اس طریقے سے legislate کر دیا گیا کہ آپ خواتین کو اس طرح رسوا کرنا بند کریں اس قانون کے ذریعے تو اس میں کیا problem ہے؟ تکلیف کیوں ہو رہی ہے؟ اس میں مسئلہ کیا ہے؟ اگر پولیس کو side پر کر دیا گیا ہے قباحتیں دور کرنے کے لیے تو جج کے پاس اختیار ہے کہ اگر وہ ضروری سمجھے تو انکوائری کے لیے پھر بھی بھیج سکتا ہے۔ اگر نہ بھی لکھا ہو تو پھر بھی اس کے پاس بنیادی اختیار ہے۔ ہم نے تو لکھا ہوا بھی ہے۔ اگر نہ بھی لکھا ہو تو پھر بھی بھیج سکتا ہے کہ فلاں معاملے کی انکوائری کرکے بتایا جائے۔ اب اس میں تھانیدار، DSP اور SP نہیں رہا۔ نہ یہ ماضی میں کبھی اسلامی دور میں ہوا تھا تو ہم نے سوچا کہ اب بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی ایسی چیز متضاد یا کوئی چیز ایسی، ویسے تو یہ point out کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ کوئی وجہ بتا دیں کہ تعزیر کو اگر ہم نے نکال کر تعزیرات میں ڈالا ہے تو کیا چیز غیر اسلامی کر دی ہے۔ میں کہتا ہوں اس floor پر کہتا ہوں کہ حدود آرڈیننس غیر اسلامی تھا، کہ حدود اللہ کے بنائے ہوئے قوانین میں انسانی قوانین شامل کرکے ایسی آمیزش کر دی تھی ایسی ایک چیز بنا دی تھی ایسا چربہ سا بنا دیا تھا کہ نہ کسی کو سمجھ آئے نہ کچھ ہو۔ شریعت کورٹ کی بات کرتے ہیں۔ اگر جناب! اپنا آئین درست کریں آئین میں contradiction ہے جناب! میں تو یہ point چھیڑ رہا ہوں ان کی چیزیں چھیڑنا نہیں چاہتا تھا۔ یعنی legislator کے اوپر بیٹھی ہے شریعت کورٹ جو کہ un-constitutional ہے کہ وہ ایک قانون بنا دے گی اور ایک ٹائم گزرے گا نہیں تو وہ خود بخود قانون بن جائے گا اور دوسرا کالعدم ہو جائے گا، پھر پارلیمنٹ کو گھر بھیجیں۔ اگر پانچ سو آدمیوں کے اوپر چار آدمی حاوی ہیں تو پارلیمنٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ادھر تو بہت سارے

نظام اور بڑی درستگیاں کرنے والی ہیں کس کس کا میں بیان کروں لیکن ہم پھر بھی--- چلیں ایک چیز ہے ایک سسٹم ہے چل رہا ہے تو اس کے لیے ادھر موجود ہے۔

میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ خدارا سوچیں' ضد سے اور سیاست سے سوچنا چھوڑ دیں۔ کوئی آپ کے پاس استعفوں کا جواز نہیں ہے۔ آپ ہمارے ساتھ شامل رہیں۔ کام کریں پھر موقع آئے گا پھر آپ بدل لیں اگر آپ کا زور لگے۔ آخر ہم نے عوام کے پاس جانا ہے خود فیصلہ ہو جائے گا کون غلط تھا کون صحیح تھا۔ گھبراہٹ کس بات کی ہے۔ کون سے سیاسی عزائم حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سے یا فائدہ ہے۔ سوائے اس کے کہ آپ نظام کو خالی پہلے دن سے جو ٹارگٹ ہے فیل کرنا چاہتے ہیں اور آپ کا کوئی ٹارگٹ بھی نہیں ہے اور اسی ٹارگٹ کے پیچھے آپ لگے ہوئے ہیں اور مختلف حیلے اور بہانے آپ ڈھونڈ رہے ہیں اور پہلے دن سے ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ ادھر خالی جمہوری نظام مستحکم نہ ہونے کی وجہ سے ہم تمام آج پوری دنیا سے کتنا پیچھے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ملکوں میں ہم جاتے ہیں افسوس ہوتا ہے رونا آتا ہے۔ وہ اتنی ترقی کر گئے ہیں یعنی کیوں یہ ترقی کے خلاف ہیں کہ اچھی سڑکیں بن جائیں' اچھی دکانیں بن جائیں لوگوں کو اچھی صحت مند روٹی ملے جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو ڈھکی ہوئی چیزیں فروخت ہوتی تھیں سکولوں کے باہر' آج کسی کو پرواہ ہی نہیں ہے۔ سارے سسٹم انہوں نے بگاڑ کے رکھ دیے ہیں۔ یعنی بات ہو نہ ہو' مذہب ہو نہ ہو زبردستی اس کو لا کے فتویٰ جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ تو رواج بن گیا ہے۔ یہ رواج ہے جناب! دو ہی ان کے main اعتراض تھے تو اس میں' میں جناب سے خالی یہ گزارش کروں گا کہ میں نے قومی اسمبلی میں کیونکہ پھر وہ لمبا بہت ہو جائے گا۔ یہ statement of objects ہے اس Bill کی' میری تقریر کا حصہ اس میں شامل کر لیا جائے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: There was a notice given by Senator Kamran Murtaza. Motion for amendment.

کیا کہہ رہے ہیں' میرے خیال میں ابھی چلنے دیں۔ پھر ہر کوئی بولنا چاہے گا۔ کامران آپ نے move کرنا ہے اپنا۔ کامران کی amendment ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب تشریف رکھیے۔

جناب چیئرمین ، آپ اسے move کر دیں and I put it to the House. آپ اسے پہلے پڑھ لیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جناب والا! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ کونسل کے چیئرمین صاحب کا بیان آ چکا ہے کہ ہم سے اس بل کے بارے میں کوئی رائے نہیں لی۔

جناب چیئرمین: وہ تو آپ پہلے کہہ چکے ہیں۔ اب آپ اسے move کریں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Kamran Murtza has given notice of a motion that the Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006, as passed by the National Assembly be referred to the Council of Islamic Ideology for advice as to whether this Bill is or is not repugnant to the injunctions of Islam. Please move your amendment. and we will put it to the House.

Senator Kamran Murtza: Sir, the Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006, as passed by the National Assembly be refered to the Council of Islamic Ideology for advice as to whether this Bill is or is not repugnant to the injunctions of Islam.

Mr. Chairman: Now I put the amendment to the House.

(At this stage counting took place)

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The Motion before the House is that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws.....

(Interruption)

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, there is Rule 90, it does not require two fifth majority and that is when you decide to refer, then you need 40 votes. So, with all due respect that two fifth requirement does not come in...

Mr. Chairman: This is what we have done.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, if you have to refer it then you have to require the 40 votes. Right, it has been defeated by the majority numbers, X numbers, the Y numbers, that is all.

(Interruption)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، اتنا میں نے بھی پڑھا ہے کہ

you need two fifth number of the votes but that is, if you have to refer.

Mr. Chairman: This is what the motions. Do you want to refer it?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, under Rule 90....

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، اتنا میں نے بھی پڑھا ہے۔

You need two fifth of the votes but if you have to refer.

Mr. Chairman: This is what the motion ....

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب والا! majority سے defeat ہو گئی. that is fine.

Mr. Chairman: OK, I will go on now. The motion before the House is that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other Laws, [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006], as passed by the National Assembly be taken into consideration".

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted.

(Desks thumping)

Now, we take the second reading. We have amendments in some of the clauses. There is no amendment in Clause 2 to 4.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جن clauses میں amendments نہیں ہیں، آپ انہیں اکٹھا بھی move کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جن clauses میں amendments نہیں ہیں، ان سب کو میں اکٹھا پڑھ دیتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جن میں amendments ہیں، انہیں پہلے لینا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: There is no amendment in Clauses 2, 3 and 4.

اگر آپ کہیں تو ان تینوں کو اکٹھا put کر دیتا ہوں یا جو باقی ایسی clauses ہیں جن میں amendments نہیں ہیں، ان کو بھی لیں جیسے کہ ان کے علاوہ Clauses 6, 11, 12, 13, 22, 23, 24, 26 and 28 ہیں، ان سب کو اکٹھا put کر دوں اور باقی کو بعد میں لے لوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: آپ پہلے جن clauses میں amendments ہیں، ان کو take-up کر لیں اور اس کے بعد جن میں amendments نہیں ہیں، وہ اکٹھی بھی put کی جا سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: پھر بے شک sequence کے مطابق put نہ کروں۔

سینیٹر کامل علی آغا: آپ پہلے amendments والی clauses لے لیں۔

جناب چیئرمین: جیسے پہلی amendment آپ کی جو ہے وہ آئے گی No. 5 میں۔ وہ تو آخر میں آئے گا۔ وہ تو preamble ہے end میں آئے گا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جن میں amendments آ رہی ہیں ان کو آپ پہلے لے

لیں۔

جناب چیئرمین، اچھا ٹھیک ہے۔ پھر ایسے ہی کر لیتے ہیں جیسے آپ کہہ رہے ہیں لیکن تھوڑا کام بڑھ جائے گا۔

Clauses 2 to 4 have no amendments. So, I will put them to the House. The question is that the Clauses 2 to 4 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: In Clause 5, we have an amendment, I will take up that...

جی وہ آخر میں آئے گا preamble ہے۔

There is an amendment in the name of Prof. Sajid Mir. Mir Sahib, please move the amendment.

Senator Sajid Mir: I wish to move that in Clause 5 of the Bill, in the proposed Section 376:-

(i) for sub-clause (1), the following be substituted, namely:-

یہ عبارت مکمل نہیں ہے میں اس کو مکمل کروں گا کیونکہ یہاں پر misprint ہے۔

" Whoever commits rape shall be punished:

(a) with stoning to death, if he or she is a "muhsan"; and

(b) with one hundred strips of whipping.

یہ آگے عبارت ہے جی کہ he or she is not a muhsan یہ عبارت مکمل کرلیں۔مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: Is it opposed? The amendment is put to the House.

سینیٹر ساجد میر، میں اس پورے Bill اور اس شق کے بارے میں بالخصوص پوچھوں گا کیا یہ اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہے؟ ابھی ہم نے وزیر قانون صاحب کی تقریر بھی سنی

اور انہوں نے یہی بتانے کی کوشش کی کہ یہ بالکل عین اسلامی ہے' جناب چیئرمین! مجھے حیرت ہے کہ جب ابتدا میں یہ Bill آیا تو کہا گیا کہ یہ بالکل اسلامی ہے۔ سلیکٹ کمیٹی والے Bill کو کہا گیا کہ عین اسلامی ہے۔ اس کے بعد حکومت نے علما کمیٹی بنائی تو اس کے بارے میں کہا کہ اب اسلامی ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے پہلے نہیں تھا ہوگیا۔ وہ اسلامی ہوا۔ اس کے بعد اب موجودہ شکل میں آیا ہے جس میں علما کی زیادہ تر recommendations کو نظر انداز کیا گیا ہے' اب پھر اس کے بارے میں یہی دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہ اسلامی ہے۔ وہی بات ہوئی کہ

لائے ہیں بزم ناز سے یار خبر الگ الگ

کوئی پتا نہیں چلتا کہ اسلامی کیا اور غیر اسلامی کیا ہے لیکن اس شق کے بارے میں واضح طور پر میں نے اور میرے ساتھیوں نے یہ کہا تھا کہ ایک طرف آپ سورۃ نور کی آیت کو رکھیں' دوسری طرف آپ اس کو رکھیں آپ رجم اور کوڑوں کی سزا شرعی طور پر ختم نہیں کر سکتے' اس کے لیے گواہوں کی قید یا جو بھی قید ہے جب وہ پوری ہوگی تو سزا دی جائے گی لیکن اس قید کو بطور ایک سزا کے آپ ختم نہیں کر سکتے۔ یہ مسلمان کے بس میں نہیں ہے۔ مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے۔ اس لیے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس شرعی سزا کو بحال کیا جائے۔ اگر آپ واقعی اپنے دعوے میں سچے ہیں کہ ہم اس Bill کو اسلامی بنانا چاہتے ہیں تو پھر اس ترمیم کو قبول کریں اور اگر نہیں قبول کرتے تو پھر چوہدری شجاعت حسین اور اس کے ساتھ شوکت عزیز صاحب کا استعفیٰ table پر رکھیں اور پھر کہیں کہ ٹھیک ہے جی! ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: We will put it to the House. Yes. I now put the amendment to the House.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: There is another amendment in the name of Maulana Sami-ul-Haq in clause 5. Maulana Sahib, would you like to go for your amendment.

سینیٹر ساجد میر: اسی clause کا دوسرا حصہ بھی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کی sub-clause(2) کا جو ہے۔ Sorry میں سمجھا آپ نے دونوں کر لی ہیں۔ ایک ہی amendment ہے، اکٹھی ہوتی ہیں۔

سینیٹر ساجد میر، نہیں دونوں نہیں ہوئیں۔ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے پڑھ لیں۔

Senator Sajid Mir: I move that in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, the following be substituted, namely:-

"The victim of Zina-bil-Jabar shall not be arrested by the police untill the case is under trial in a court".

Mr. Chairman: We will put it to the House.

(The motion was re jected)

سینیٹر ساجد میر، جناب والا! اسی ترمیم سے protection ہوتی ہے کہ جب تک کیس کا فیصلہ نہیں ہوتا اس کو گرفتار نہ کیا جائے۔ Protection تو یہ چاہتے ہی نہیں صرف حدود اللہ میں تبدیلی چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، مولانا سمیع الحق۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین! بل کی شق پانچ میں مجوزہ نئی دفعہ 336 کی ذیلی شق (۱) میں حسب ذیل کا اضافہ کردیا جائے یعنی اگر زنا بالجبر چار گواہوں کی موجودگی میں ثابت ہو جائے یا مطلقاً زنا ثابت ہو جائے بالجبر یا بالرضا تو حدود اللہ کے مطابق اس کی سزا سنگساری یا سو کوڑے دی جائے گی۔

جناب چیئرمین، دوسری ترمیم بھی پڑھ دیں۔ اکٹھا ہی کر دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین! اسی دفعہ میں ذیلی شق (۲) کو حسب ذیل سے بدل دیا جائے یعنی حدود آرڈیننس کی کسی دفعہ کے تحت زنا کی مستغیثہ کو گرفتار کرنا تاوقتیکہ عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو مجموعہ تعزیرات کے مطابق ایک قابل تعزیر جرم ہوگا۔ تو اس کا مطلب وہی ہے۔ ساری بنیاد جناب والا! یہی رکھی گئی ہے کہ عورت کے ساتھ زیادتی

ہوتی ہے اور وہ فریاد کرنے جاتی ہے تو اس کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ہم نے ترمیم کے ذریعے اس بنیاد ہی کو ختم کر دیا ہے کہ جب تک عدالت کوئی قطعی فیصلہ نہ دے تو اس خاتون کو گرفتار کرنا یا پولیس وغیرہ کے ذریعے پریشان کرنا قابل تعزیر جرم ہوگا۔ تو اس سے ان سارے مظالم کے جو خدشات ہیں ان کا سد باب ہو جائے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہ already ہے۔

جناب چیئرمین۔ Amendment opposed ہے اس میں exist کر رہا ہے۔ تو وہ ٹھیک ہے۔ I put the motion.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected.

سینیٹر کامل علی آغا۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ بل کو پڑھا ہی نہیں گیا۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ اس بل کو پڑھ لیں، یہ سارا شرعی ہے۔ اس میں کوئی غیر شرعی بات نہیں ہے۔ یہ بل پڑھ لیں ان کی رائے انشاء اللہ تبدیل ہو جائے گی۔

Mr. Chairman: We have also received an amendment on same clause just recently by Senators Kamran Murtaza and Rehmatullah Kakar. We will take that up also. Mr. Kamran Murtaza.

سینیٹر کامران مرتضیٰ۔ جناب والا! بل کی جو دفعہ پانچ ہے اس میں دو سیکشن انہوں نے introduce کروائے ہیں 375 and 376. میں نے پہلے بھی point out کیا ہے کہ اس میں پانچ نقائص ہیں۔ پہلا نقص یہ ہے کہ rape کے کیس میں صرف مرد کے لیے فرض کر لیا گیا ہے کہ مرد rape کر سکتا ہے عورت rape نہیں کر سکتی تو اس کو محدود کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت ملزمہ ہو اس جرم کی تو اس کے لیے یہ کوئی جرم نہیں رہے گا اور نہ اس کے لیے کوئی شکایت ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی پرچہ درج ہو سکتا ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ یہ مقدمہ ان کی شرائط کے تحت وہ شوہر کے خلاف بھی درج کروا سکتی ہے۔ بیوی کی رضا مندی نہ ہو تو بیوی اپنے شوہر کے خلاف ان دو دفعات کے تحت

مقدمہ درج کروا سکتی ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ 375 کی شق (ہ)۔ سولہ سال والی بات کہ سولہ سال والی کا اگر consent ہو کہ وہ آپ کی بیوی ہے یا بیوی نہیں in any case پھر وہ زنا میں fall کرے گا۔ چوتھی بات اس کی جو condition ہے اس کے لیے سزا اسلام نے مقرر کر دی ہے اگر اسلام نے کوئی سزا مقرر کر دی ہے تو آپ اس کو کسی صورت میں بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ اسلام کی سزا انہوں نے تبدیل کی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ نماز پڑھنا اچھا کام ہے۔ عشا کی چار رکعتیں ' چار فرض رکعتیں ہیں۔ میرے پاس ٹائم ہے میں ان کو پانچ کر لیتا ہوں یا میں سات کر لیتا ہوں۔ جو حکم جس طرح سے ہے اسی طرح سے ہمیں اس کو ماننا ہے۔

Mr. Chairman: We will put it to the House.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس میں جو problems ہیں' باقی یہ record دے رہا ہے۔ مجھے پتا ہے اس کے خلاف ووٹ ہوگا اور یہ reject ہو جائے گی۔ سب کو پتا ہے سب کو reject ہونا ہے لیکن ہم نے record پر رکھنے کے لیے اپنی effort کرنی ہے۔ اس میں آخری بات یہ ہے کہ اس میں تین طرح کی سزائیں ہیں۔ سزائے موت ہوگی' دس سال ہوگی' پچیس سال ہوگی۔ کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا انہوں نے criteria کیا رکھا ہے؟ تو اس section میں کوئی criteria انہوں نے lay down نہیں کیا تو اس وجہ سے میں نے جو اس کو substitute کیا ہے اس 375 میں وہ section جو پرانی ہے دفعہ 6 کی اس کو یہاں پر reproduce کیا ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے۔ اس میں مرد اور عورت دونوں cover کرتے ہیں۔ اس میں مقرر سزا اسلام کے مطابق ہے اور اس کا جو طریقہ کار ہے وہ بھی اسلام کے مطابق ہے۔ تو یہ میں move کرتا ہوں کہ

in clause 5 of the Bill for the proposed Section 375 and 376, the following be substituted namely; Zina-Bil-Jabr.

اس کا نام میں نے تبدیل کر دیا کیونکہ مجھے نہیں آتا تھا' ڈاکٹر صاحب کو زیادہ آتا ہے مجھ سے

A person is said to commit Zina-Bil-Jabr if he or she has sexual intercourse.

یہاں he and she ہے وہاں پر صرف he ہے' man ہے

sexual intercourse with the woman or man as the case may be to whom he or she is not validly married in any of the following circumstances, namely:

a) against the will of the victim,

b) without the consent of the victim

c) with the consent of the victim, when the consent has been obtained by putting victim in fear of death or with the consent of the victim when the offender knows that the offender is not validly married to the victim and that the consent is given because the victim believes that the offender is another person to whom the victim is or believe herself or himself to be validly married.

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اس کو ٹال دیتے ہیں۔ پھر بہت ٹائم لگ جائے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ٹھیک ہے آگے پھر اس کی clause-2 ہے

Zina-Bil-Jabr is liable to Hudd if it is submitted in the circumstances specified in sub-Section-1 of Section 5, "whoever is guilty of Zina-Bil-Jabr liable to Hudd shall be subject to the provision of this ordinance; if he or she is 'muhsan' be stoned to death at a public place" or "if he or she is not a 'muhsan' be punished with whipping numbering one hundred stripes at the public place and with such other punishment including the sentence of death as the court may deem fit having regard to the circumstances of the case.

4 is Sir, "no punishment in sub-Section-C

اس کا safeguard بھی انہوں نے ساتھ دیا ہوا ہے۔

"No punishment under sub-section-3 shall be executed untill it has been confirmed by the court to which an appeal from the Order of Conviction Law is and if the punishment be of whipping untill it is confirmed and executed by convict shall be dealt within the same manner as if sentenced to simple imprisonment.

Mr. Chairman: I now put this ammendment to the House.

کاکڑ صاحب میرا خیال ہے دونوں نے jointly move کیا ہے اس لیے ہوگیا بس۔ پہلے ہم نے accommodate کیا اور کتنا ٹائم دیں گے اس کو؟ کاکڑ صاحب آپ خود لیٹ آئے ہیں۔

We have as a good gesture accommodated it. We but we can't give any more time.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب قرآنی آیات کو انہوں نے درمیان سے نکال دیا ہے۔

جناب چیئرمین: کامران صاحب نے کہہ دیا ہے نا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: نہیں، انہوں نے وہ بات نہیں کی ہے۔ میں ایک منٹ میں بات کرتا ہوں جی۔ مجھے زنا کاروں کی پریشانی کا بڑا احساس ہے۔

جناب چیئرمین: کاکڑ صاحب یہ joint amendment ہے سارے کو انہوں نے کر دیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: نہیں، کامران صاحب اس پر زور نہیں دے سکے۔ اس میں جو کامران صاحب نے فرمایا، آج کے بعد دیہاتوں میں، یہ شہری بابو تو اس سے فارغ ہیں، ان کی شادیاں پینتیس چھتیس سال، چالیس سال میں ہوتی ہیں۔ تیرہ، چودہ، پندرہ، ساڑھے پندرہ، پونے سولہ سال کی بیوی کے قریب اگر کوئی مائی کا لال گیا، تو اس قانون کے تحت جو میرے بھائی اس وقت پاس کریں گے اور سرخرو ہو کے نکلیں گے، وہ زنا بالجبر کا مجرم ہوگا۔ اگر یہ ہاؤس اس کے لیے تیار ہے تو بسم اللہ۔۔۔

جناب عالی! یہ سیکشن 376 یہ سورہ نور کی آیت نمبر دو کے خلاف جو انہوں نے punishment دی ہے اس میں 10 years and 25 years دی ہے پورا ہاؤس یہ بتا دے کہ اس قرآنی سزا کو اختیار کرنے کی empowerment ان کے پاس کہاں سے آئی ہے؟ جب State نہیں کر سکتی تو کوئی وکیل یا Barrister یا قاضی صاحب کون ہوتا ہے یہ compoundable ہے۔ یہ کیسے انہوں نے --- جائیں ذرا۔

(Interruption)

جناب چیئرمین ، Voting سے پتا چل جائے گا۔ آپ تشریف رکھیے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، آپ اس پہ vote نہ کرائیں۔

I put this amendment to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected.

The question is that clause (5) do form part of the Bill.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: Clause (5) stands part of the Bill.

Now I will go to clause (6).

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب میری کلاز ۵۔

جناب چیئرمین، آپ کا ایک ہو گیا نا اب اور کونسا اس میں ہے۔ پانچواں ہمارے پاس کوئی نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، اس میں شامل ہے جناب۔

جناب چیئرمین، آپ نے ساری اکٹھی پڑھ لی ہیں؟

سینیٹر مولانا سمیع الحق، نہیں۔ میں نے تو ایک پڑھی ہے جی۔

جناب چیئرمین، ہو گئی ہے جناب۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، نہیں، نہیں۔ وہ نہیں پڑھی ہے جی۔ میری تو ابھی آ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، کلاز ۵ آپ کہہ رہے ہیں ابھی کلاز ۶ آئی ہے۔

(Interruption)

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں۔ نمبر ۵ ہے وہ کلاز ۶ میں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، ابھی پہنچی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ابھی آنا ہے۔

There are no amendments in clause (6). The question is that clause (6) do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause (6) stands part of the Bill. We have amendments in clause (7). There is an amendment in the name of Maulana Samiul Haq. Now, please move your amendment.

سینیٹر مولانا سمیع الحق، میں تجویز کرتا ہوں کہ بل کی شق سات میں نئی مجوزہ دفعہ 491۔بی میں حسب ذیل میں دفعہ ۱۹۳ ب یا ج کا اضافہ کر دیا جائے۔ یعنی زنا کے مقدمے میں ایک بار دی گئی سزا کو کم یا ختم کرنے کا اختیار وفاقی یا صوبائی سطح پر کسی authority کے پاس نہ ہو گا۔ تو جناب چیئرمین صاحب! اس بل میں اختیار دیا گیا ہے اور میں نے صبح بھی تفصیل سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر کہا کہ میں حدود اللہ کی کسی حد کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا ہوں۔ تو حضور اقدس کو یہ اختیار نہیں ہے تو کسی صوبائی حکومت کو یا وفاقی حکومت یا کسی اور authority کو قطعاً یہ اختیار نہیں ہے کہ عدالت کے فیصلوں میں وہ کوئی کمی کرے یا تخفیف کرے۔ تو آپ اس ترمیم کو براہ کرم شامل فرمالیں۔

جناب چیئرمین، دوسرا بھی پڑھ دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین! بل کی شق ۷ میں نئی مجوزہ دفعہ 496۔جی

میں حسب ذیل دوسرے شرطیہ فقرے کا اضافہ کر دیا جائے کہ یہ ساری سزائیں اس صورت میں ہیں کہ قرآن میں مذکور چار گواہ پیش نہ ہوسکیں اور اگر پیش ہوسکیں تو اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی۔

Mr. Chairman: I put it to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. The question is that clause (7) do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause (7) stands part of the Bill. We have amendment in the clause (8). Clause (8) is in the name of Prof. Sajid Mir. Move, please.

Senator Sajid Mir: Sir, I move that in clause (8) of the Bill the proposed Section 203 (a) (b) be omitted.

جناب! یہ وہی section ہے جس پر یہ قدغن لگائی گئی ہے کہ FIR کی بجائے complaint ہو گی court میں اور وہ بھی گواہوں کو ساتھ لے کر ابتدائی stage ہی پر چار گواہ لے کر complaint ہو گی Sessions Judge کے سامنے اور اس کی مرضی ہوگی کہ complaint کو آگے پیش رفت کے لیے مناسب سمجھتا ہے یا نہیں سمجھتا۔ ابھی وزیر قانون صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ عین اسلامی ہے اور اسلامی دور میں اس طرح ہوتا رہا ہے۔ یہ حقائق اور تاریخ کے خلاف ہے۔ تاریخ اسلام میں صاحب الشرتہ قاضی سے بالکل الگ ہوتا تھا۔ شرتے والے تفتیش بھی کرتے تھے، مجرموں کو گرفتار کر کے عدالت تک لانے کے ذمہ دار بھی تھے۔ عدالت اور قاضی الگ تھے جو case سنتے تھے اور فیصلہ کرتے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اتنا ہی اسلامی بنانے کا انہیں شوق ہے اور اسی چیز کو یہ اسلامی سمجھتے ہیں تو پھر انہیں چاہیے کہ سارے جرائم کے لیے یہی کر دیں۔ ڈاکا ہے، قتل ہے، چوری ہے، دہشت گردی ہے، جو بھی جرم ہے اس کے لیے

یہی کر دیں، پولیس کو درمیان میں سے نکال دیں۔ ہر جرم کی complaint سیدھی جائے Sessions Judge کے پاس جائے اور وہ فیصلہ کرے کہ یہ قابل پیش رفت ہے یا نہیں یا تو سب جرائم کے لیے کریں اور یا پھر اس جرم کے لیے خاص طور پر اس کو نہ کیا جائے۔

Mr. Chairman: I put to the House the amendment.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. There is a joint amendment by Mr. Qamran and Kakar Sahib. We put the amendment to the House.

(The motion was negatived)

جناب چیئرمین، کامران! آپ اور رحمت اللہ کاکڑ صاحب آپ دونوں کی joint amendment ہے۔ اب کاکڑ صاحب کو move کرنے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب میں نے ان سے پوچھا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! کامران ہی move کرے گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! یہ Bill کی دفعہ 8 ہے جس کے تحت انہوں نے ایک new section Cr. PC میں دفعہ 203 کے عنوان سے introduce کروائی ہے۔ اور اس دفعہ میں اس جرم کو non-cognisable بنا دیا گیا ہے، non-cognisable بنانے کی وجہ سے ان کا کہنا یہ ہے کہ پہلے پولیس بڑا ظلم کرتی تھی اور اس میں یہ مسائل پیدا ہو جاتے تھے۔ چلیں! اگر ان کی ایک بات مان لی جائے کہ Session کو complaint ہو گی تو اس میں جو میں نے amendment تجویز کی ہے وہ یہ ہے کہ Sessions Judge کو complaint کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اختیار SP کو بھی دیا جائے، ضلع میں SP سے کوئی بڑا آفیسر نہیں ہوتا' at least اس کو ضلع میں یہ اختیار دے دیا جائے کہ اگر کوئی اس کے پاس رپورٹ آئے تو وہ مقدمہ درج کر سکے اور وہ یہ کہہ سکے کہ اس مقدمے کی investigation DSP سے کم level کا آفیسر نہیں

کرے گا تو اس کو کسی نہ کسی طور پر cognisable by the police رہنے دیجیے۔ خواہ اس کو اس سے بڑے افسروں کے level پر رہنے دیجیے۔ اس کی مثال دوسرے قوانین میں بھی موجود ہے، Zina Act میں ہے۔ اسی طرح اس میں اگر یہ provision ڈال دی جائے کہ complaint before the Sessions Judge file ہو سکے مگر اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی آدمی before the SP رپورٹ کرنا چاہے تو وہ رپورٹ کر سکے اور اس مسئلے میں وہ investigation کے لیے DSP کو کہہ سکے۔ میں اپنی amendment move کرتا ہوں۔

An amendment in clause 8 of the Bill:

"(2A) The Superintendent of Police may direct for registration of a case of Offence of Zina (Enforcement of Hadood) Ordinance, 1979 and order for its investigation through an officer not below the rank of DSP."

یہ میری Section 203A (2A) کے طور پر amendment ہے۔

Mr. Chairman: We put the amendment to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The question is that Clause (8) do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendments in Clause 9. Yes, Mr. Kamran Murtaza and Mr. Rahmatullah Kakar again.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس میں دوستوں نے زنا کو آسان بنانے کے لیے اس جرم کو bailable بنا دیا ہے یہ offences against other laws میں نے Clause 5 میں یہ amendment move کی ہے کہ اس کو bailable نہ رکھیے وہ offence against the society ہے، وہ افراد کا ذاتی معاملہ نہیں ہے، سوسائٹی کا معاملہ بھی ہے۔ تو اس کو bailable

نہیں ہونا چاہیے' اسے "non-bailable" ہونا چاہیے تو اس میں amendment یہ move کی ہے کہ Clause 5 میں جہاں جہاں پر bailable کا لفظ mentioned ہے وہاں "non-bailable" کر دیا جائے' bailable سے پہلے non لگا دیا جائے۔ میں اس کو move کرتا ہوں۔

In Clause 9 of the Bill, in sub-clause (ix), in column 5, for the entry "bailable", the word "non-bailable", be substituted.

Mr. Chairman: Now, we put to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The question is that clause 9, do form part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now, the amendments in Clause 10 also. Mr. Kamran Murtaza and Mr. Rahmatullah Kakar again.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، وہ عدالت میں کہے کہ میں نے منہ کالا کر لیا ہے' اس کو چھوڑا جائے یا arrest کیا جائے' آگے کامران بولے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! confession کی جو definition تھی جو confession provided ہے' اس confession کو' اس definition کو' انہوں یہاں پر change کر دیا ہے اور معاملہ یہ ہے کہ زنا کو جتنا آسان بنا سکتے ہیں' اتنا آسان بنا رہے ہیں۔ Confession کے معاملے میں صرف ایک فرق تھا' پہلے تو confession before the Magistrate تھی Magistrate of first class اور جو فرق ہے' وہ ATA کے اس قانون میں ہے' وہاں انہوں نے ملزم کے لیے اس کو مشکل تر بنا دیا تھا۔ وہاں انہوں نے confession before the police officer admissible بنا دی۔ یہاں پر انہوں نے اس سے بھی سخت بنا دیا تاکہ کوئی confession نہ کرے' اب confession before the

Sessions Judge ہو گی، وہ admission اور confession انہوں نے mix-up کر دیا ہے۔
میری اس میں تجویز یہ ہے کہ confession کا مطلب وہی رہنا چاہیے جو confession کا مطلب
عام طور پر لیا جاتا ہے۔ Sir, I put it before the House کہ اس کو change کر دیجئے،
اس کو substitute کر دیجیے۔

The sub-clause-1 of clause-10 may be substituted, as confession means the voluntarly statement of an accused made under section 164 of CrPC.

Mr. Chairman: I put the amendment to the House.

(The amendment was rejected)

Mr. Chairman: The quesiton is that clause-10 do form part of the Bill. The clause-10 stands part of the Bill.

(The clause-10 was carried)

Mr. Chairman: For clause-11, 12 and 12A.

11 there are no amendments, so the question is that clauses 11 and 12 do form part of the Bill. The clauses 11 and 12 stand part of the Bill.

(The Clauses 11 and 12 were carried)

Mr. Chairman: We will take up 12A. there is an amendment in the name of Mr. Kamran Murtaza and Mr. Rahmatullah Kakar.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! ہوتا یہ تھا کہ ایک general principle یہ ہے کہ
گر کوئی آدمی under trial ہوتا تھا، کسی بڑے جرم میں اور اگر وہ جرم ثابت نہیں ہوتا تھا اور
ی طرح کا جرم ہونے کی صورت میں اس سے کم تر جرم میں سزا دی جا سکتی تھی۔ اب یہ انہوں
نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکے گا۔ وہ conversion نہیں ہو سکے گی تو اس لیے اس کی میں
نے deletion مانگی ہے کہ clause (a) میں جو انہوں نے propose کی ہے، 12A میں، اس
و omit کر دیا جائے۔

Sir, I move that, in clause 12A of the Bill, proposed new section (5a) be omitted.

Mr. Chairman: We will put it to the House.

(The amendment was rejected)

Mr. Chairman: The question is that clause 12A, do form part of the Bill.The clause 12A stands part of the Bill.

(The clause 12A was carried)

Mr. Chairman: We have no amendments in clauses 13 to 20, so the question is that clauses 13 to 20 do form part of the Bill. The clauses 13 to 20 stands part of the Bill.

(The clauses 13 to 20 were carried)

Mr. Chairman: We will take up clause 21 now. Yes, again Mr. Kamran Murtaza and Mr. Rahmatullah Kakar.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس میں انہوں نے یہ ایک sub-section introduce کروایا تھا اور وہ sub-section یہ ہے کہ

the Presiding Officer of a court dismissing a complaint 203-A of the Code of Criminal Procedure or acquitting an accused under section 5 of the offence of Zina (Enforecement of Hudood) Ordinance, 1979 (Ordinance V of 1979), if satisfied that the offence of Qazf liable to Hudd has been committed, shall not require any proof of Qazf and shall proceed to pass sentence under section 7.

میرا اس میں جو grievance ہے، وہ صرف اس کے last sentence کی جو دو لائنیں ہیں، ان میں ہے۔ میرا grievance اس حد تک ہے کہ آپ کسی کو بغیر سنے، بغیر موقع دیے، بغیر

show cause کے کس طرح سے سزا دے دیں گے۔ اس میں میری amendment ہے کہ اس میں دو لائنیں change کر دی جائیں۔

So I move the amendment in clause 21 of the Bill in the proposed new section 2 the word "shall not require any proof of the Qazf and shall proceed to for sentence of under section 7 occuring in the 4th and 5th lines the word shall afford an opportunity"

جناب! اس کو اس سے تبدیل کر دیا جائے کہ

"shall afford an opportunity to the person who is an accused of Qazf to defend himself and may proceed to pass in terms of the section 7"

کم از کم اس کو دفاع کا موقع ضرور ملنا چاہیے۔ دفاع کا موقع دیے بغیر آپ اس کو کس طرح straightaway سزا دے سکتے ہیں؟

Mr. Chairman: We will put it to the House. I put the amendment to the House.

(Amendment was rejected)

Mr. Chairman: The question is that clause 21 do form part of the Bill?

(Clause 21 was carried)

Mr. Chairman: We have an amendment again in clause 22 from Mr. Kakar and our member Mr. Kamran Murtaza and Mr. Zehri said this section be omitted altogether.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ پہلے پولیس کے پاس بھی رپورٹ کے لیے جا سکتے تھے اب انہوں نے کہا ہے کہ نہیں جا سکتے۔ اس کو مشکل تر بنا دیا ہے۔ آپ Sessions Court میں جائیں گے اور جا کر complaint کریں گے۔

Sir, I put this amendment in clause 22, that clause 22 of the Bill be omitted.

Mr. Chairman: Let us put it to the House.

(The amendment was re jected)

Mr. Chairman: The question is that clause 22 do form part of the Bill.

(Clause 22 was carried)

Mr. Chairman: Clauses 23 and 24 have no amendments. So, we will put them together. The question is that clauses 23 and 24 do form part of the Bill.

(Clauses 23 and 24 were carried)

Mr. Chairman: We have an amendment in clause 25.

جی ساجد میر صاحب کا ہے۔

Mover is not here, then it is dropped. The question is that clause 25 do form part of the Bill.

(Clause 25 was carrid)

Mr. Chairman: We have no amendments in clauses 26 to 28. So the question is that clauses 26 to 28 do form part of the Bill?

(Clauses 26 to 28 were carried)

Mr. Chairman: We will go on to clause 29. We have an amendment in the names of Maulana Sami ul Haq, Kamran Murtaza and Rehmat Ullah Kakar.

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب چیئرمین! اس Bill کی دفعہ کا تعلق لعان سے ہے یعنی جب شوہر بیوی پر تہمت لگائے اور بیوی اس تہمت کو سچ تسلیم نہ کرے۔ پھر مرد کو بھی

اس case میں عدالت میں جانا پڑے گا۔ انہوں نے اس کو اس طرح کھلا چھوڑا ہے' ہر جگہ عورت پر اس کے حقوق کے نام پر ظلم ہو رہا ہے تو لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کو مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہیں ہو گی۔ انہوں نے اجازت دی ہے کہ مرد الزام تو لگا بیٹھا' اس کی زندگی تباہ کر دی اب عدالت میں بھی نہیں جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ میں نہیں جاتا تو اس کو پابند کرنا چاہیے کہ اگر آپ نے الزام لگایا ہے اور عورت دعویٰ کرتی ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس کے ساتھ وہ عدالت میں روبرو پیش ہو۔ میں نے Bill کی شق نمبر 29 کی ذیلی شق ہفتم (الف) کے بعد حسب ذیل نئی شق تجویز کی ہے جو کہ شامل کر دی جائے یعنی لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کو مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہ ہو گی۔

Mr. Chairman: I now put the amendment to the House.

(Amendment was rejected)

Mr. Chairman: Mr. Kamran Murtaza and Mr. Kakar also have an amendment in clause 29.

آپ نے کہا ہے کہ it should be omitted. وہ پڑھ دیں جلدی سے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! انہوں نے ایک نئی sub-section introduce کروائی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے لکھا ہوا ہے کہ it should be omitted.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی! میں کہتا ہوں کہ اس کو omit کیا جائے اور اس کو omit کرنے کی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ section 14, sub-section 2 دیکھیے'

Offense Qazf, Enforcement of Hudd, Ordinance 1979. 14-2, when the procedure specified in sub-section (1) has been completed, the court shall pass an order dissolving the marriage between the husband and wife which shall be operated as a decree for dissolution of marriage and

no appeal shall lie against it".

تو already ایک provision موجود ہے اس کو delete نہیں کیا گیا اور اس کے لیے ایک طریقہ کار وضع کر دیا گیا ہے تو یہاں پر اس کی ضرورت نہیں تھی۔ غیر ضروری طور پر اسے منسوخ کروا رہے ہیں۔ جب وہ dissolve ہو سکتی ہے اور subject ہے اس میں کسی اور قانون کا۔ اس میں اسی طرح سے وہ decree upgrade ہو گی' یہاں پر Criminal Code کا subject بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے میں یہ amendment move کر رہا ہوں کہ this law may be omitted.

Mr. Chairman: I put this amendment to the House.

(The amendment was rejected)

Mr. Chairman: So, amendment stands rejected.

(مداخلت)

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جناب! میں نے بھی اس پر ان کو دیا تھا۔ انہوں نے دس سے پانچ بنا دیے۔ کسی کو table کیا ہے' کسی کو نہیں۔ وہ تو اس میں شامل تھا۔ نئی دفعہ کے اضافے کے متعلق ہے وہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، Clause پر vote کر لیں اس کے بعد جو آپ نئی چیز add کرنا چاہتے ہیں' اس کے بعد آئے گی۔ اسے ہم چھوڑ نہیں رہے۔ بالکل اس پر متوجہ ہیں۔

The question is that Clause 29 be formed part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: So, Clause 29 stands part of the Bill.

جی اب آپ ایک نیا add کرنا چاہ رہے ہیں۔ وسیم صاحب آپ سے بات ہو گئی ہے؟

(مداخلت)

سینیٹر مولانا سمیع الحق ، جناب چیئرمین صاحب یہ بہت اہم دفعہ ہے جو میں پڑھنا

چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ جلدی پڑھ دیں۔ ٹائم کم ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، اسے پڑھنے کے بعد وضاحت کروں گا جی۔ سب کو آپ موقع دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، ان سب نے پہلے submit کیا ہے۔ بغیر submission کے نہیں دے رہے، بہرحال آپ ہمارے بزرگ ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، صرف دو منٹ بات کروں گا۔ جناب چیئرمین! دیکھیے آخر میں درج ذیل نئی شق نمبر تیس کا اضافہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! اضافہ یہ ہے کہ اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں، ہرصورت میں معطل ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو اور اس کی تشریح میں یہی مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے مہربانی فرمائی ہے۔ اس سارے بل میں کئی چیزیں ایسی ہیں ۔ وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسلام کے مطابق ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ قرآن و سنت سے متصادم ہے ۔تو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۹ جو ہے وہ اسلامی دفعات پر مشتمل ہے۔ اس میں شامل دفعہ دو سو ستائیس یہ ہے کہ موجودہ تمام قوانین کو اسلام کے احکام، جیسا کہ وہ قرآن کریم اور سنت میں بیان ہوئے ہیں، کے مطابق بنایا جائے گا۔ اس حصۂ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا قانون نافذ نہیں کیا جائے گا جو احکام سے متصادم ہو۔ یہ بل سراسر آئین کی دفعہ 227 سے بغاوت ہے، انحراف ہے اور غداری ہے۔ میں اپیل کروں گا کہ اس ترمیم پر آپ اتنے زور شور سے "no" نہ کہیں۔ خاص طور سے درانی صاحب کو۔ اس میں آپ کہیں گے کہ فتویٰ دے رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ کا قانون بالاتر ہو گا۔ اللہ کی حاکمیت کو اس طرح پامال نہ کریں۔ اس میں ایمان کا مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا سمیع الحق، اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں، ہرصورت میں مؤثر ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت

کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

I put the amendment to the House.

(The Amendment was rejected)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. Then we take up Clause 1, Preamble and Title. There is an amendment in Clause 1 from Mr. Kamran Murtaza. Please move the amendment.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I move that in Clause 1 of the Bill, in sub-Clause (1), for the word "women", occurring in the first line, the words "victim women", be substituted.

Mr. Chairman: Now, I put the amendment before the House.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: The question is that Clause 1, Preamble and Title do stand part of the Bill.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Item No. 4, Wasi sahib.

Mr. Muhammad Wasi Zafar: I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006], be passed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں اس پر بولنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اس مرحلے پر کوئی نہیں بول سکتا۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! اس پر بولنا میرا حق ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، ٹھیک ہے۔ میں مان رہا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! آپ نے دونوں کو سن لیا ہے۔ اب آپ اپنا
یصلہ سنائیں۔ اگر ان کا حق بنتا ہے تو انہیں ضرور بولنے کا موقع دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! رولز کے تحت 3rd reading کے
پر پورے بل کے بارے میں رائے دینے کا اور تقریر کرنے کا میرا حق ہے۔ اس لیے کہ اب ہم
نے پورے بل کو پاس کرنا ہے یا reject کرنا ہے۔ میں لمبی تقریر نہیں کروں گا لیکن اس موقع
اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایک بار پھر آپ کو یاد دلاؤں کہ اس بل میں آپ قرآن و سنت کے
ضح احکام کے خلاف قانون سازی کر رہے ہیں جو کہ دستور کے خلاف ہے' جو ہمارے ایمان کے
اف ہے۔ خدا کے لیے اس سے احتراز کیجیے اور میں دلائل دینے کی بجائے صرف یہ کہتا ہوں کہ
یا کیا چیزیں ہیں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے جس کے بارے میں بار بار یہ کہا گیا ہے زنا بالجبر اور
ا بالرضا۔ دونوں اسلام کی نگاہ میں گناہ بھی ہیں' جرم بھی اور دونوں کے لیے حد ہے۔ جو آپ
آرڈیننس ہے میں چاہوں گا کہ آپ اس کی دفعہ ۴ کو دیکھیں۔ یہ بڑا اہم point ہے۔ اس میں
ا جاتا ہے کہ

Zina:- A man and a woman are said to commit 'zina' if they wilfully hav
sexual intercourse without being validly married to each other.

ب اس کے بعد پھر سیکشن ۵ میں زنا بالرضا اور سیکشن ۶ میں زنا بالجبر ہے۔ اس میں جو سیکشن ۶
ے ہے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

'Zina-bil-jabr' is liable to 'Hadd' if it is committed in t
circumstances specified in sub-Section (1) of Section 5.

Whoever, is guilty of 'zina-bil-jabr' liable to 'Hadd' shall, subje
to the provisions of this Ordinance.

تو یہ صاف چیز موجود تھی آپ اب سیکشن ۶ اور ۷ کو delete کر رہے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ زنا بالجبر کو بحیثیت حد آپ نے ختم کر دیا ہے۔ اب زنا بالجبر یا rape جو آپ نے نئے قانون میں بنائی ہے اس کے اندر آپ نے حد اور حد کی سزا کو نہیں رکھا۔ اس سے زیادہ دیدہ دلیری آپ نے یہ کی ہے کہ جو آپ نے اس قانون کے objectives بیان فرمائے ہیں اور جیسے وزیر محترم نے اپنی تقریر میں درست قرار دیا ہے۔ اس کے بارے میں صفحہ ۱۴ پر لکھا ہوا ہے کہ there is no Hadd for the offence of zina-bil-jabr (rape). It is a Ta'zir offence. زنا بالجبر جو قرآن و سنت کی روح سے، سورہ نور کی واضح آیت کی روح سے حد ہے۔ آپ نے اسکو بحیثیت حد اب ختم کر دیا ہے یہ پہلا جرم ہے جو قرآن و سنت کے خلاف اس میں آپ کر رہے ہیں۔ دوسری شق یہ ہے کہ زنا اسلام میں ایک offenc against person بھی ہے اور offence against society and state بھی ہے اسی لیے اس کو حدود اللہ کہا گیا ہے۔ آپنے اس قانون میں اسے صرف offence against person رکھا ہے offence against state and society نہیں رکھا ہے یہ دوسری آپ نے زیادتی کی ہے۔ تیسری چیز Article جس کا Section 3 ہے وہ clearly کہتا ہے کہ باقی تمام جو civil laws جہاں کہیں بھی clash ہو گا اس میں اور حدود آرڈیننس میں Hudood Ordinance will prevail آپ نے delete کر دیا جس کے معنی یہ ہیں کہ اب اللہ کا قانون اور man made law برابر ہیں اور جن معاملات کے اندر آپ تعزیر لے کر آ رہے ہیں یا کوئی بھی چیز لے کر آ رہے ہیں اگر کہیں کوئی clash ہے تو اب خدا کا قانون prevail نہیں کرے گا۔ یہ دستور کی دفعہ ۲۲۷ کے بھی خلاف ہے اور یہ ہمارے ایمان کے خلاف ہے۔ یہ تیسری violation آپ نے کی ہے۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ اسلام کے قانون میں جو ہمیں سبق سکھا رہے ہیں کہ ہم نے اسے تعزیر میں ڈال دیا ہے۔ میں صاف کہنا چاہتا ہوں اور اسلامی قانون کی کوئی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں حد اور تعزیر دونوں اسلامی قانون کا حصہ ہیں اس وقت جبکہ وہ integrated ہوں جبکہ ان کا قاضی جو فیصلہ کرنے والا ہے وہ شریعت کے مطابق معاملات کو طے کرے۔ یہی وجہ تھی کہ حدود آرڈیننس میں تعزیر کی سزاؤں کو بھی Penal Code سے نکال کر اس کا حصہ بنایا گیا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پھر ان کی appeal فیڈرل شریعت کورٹ میں جائے گی، عام عدالت میں

نہیں جانے گی۔اب آپ جو کچھ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ نے اسے دوبارہ bifurcate کر دیا ہے اور آپ نے دوبارہ colonial law کو revive کیا ہے اور تعزیر کو آپ تعزیرات میں لے گئے ہیں۔ جو اب شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہو گئی اب عام کورٹ سزائیں کر دے گی اس کو اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ آپ نے اس پورے نظام کو دوبارہ ختم کر دیا ہے۔ یہ چوتھی violation ہے آپ کی۔

جناب والا! حد ناقابل compromise ہے۔ حد ناقابل تخفیف ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کہا ہے کہ حدود کے معاملہ میں کوئی مداخلت، کوئی سعارش، کوئی چیز قابل قبول نہیں ہے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بھی حد ذمہ ہو تو حضور نے کہا ہے کہ میں اسے کم نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر آپ نے حدود کی سزاؤں کو Provincial Government and Federal Government دونوں کو remission and relaxation دونوں اختیار دیے ہیں۔یہ پانچویں خرابی ہے یہ پانچویں violation ہے۔

چھٹی خرابی یہ ہے جناب والا! کہ اسلام میں لعان جو ہے اس میں بلاشبہ صورت یہ ہوتی ہے اگر شوہر بیوی پر تہمت لگاتا ہے تو اس کے بعد قرآن کہتا ہے کہ دونوں سے حلف لو۔ اگر confession ہو جاتا ہے تو مطلب یہی۔ اگر دونوں قرآن اٹھا لیتے ہیں تو یہ گویا کہ دونوں کے اوپر ایک لعنت کی صورتحال پیدا ہوتی ہے اور اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ دونوں حلف نہ اٹھائیں تو سزا اسلامی قانون نے جو اس کی provide کی ہے کہ آپ ان کو سرزنش کیجیے، اور آپ ان کو قید کیجیے حتیٰ کہ وہ declare کر دیں۔ آپ نے اسے ختم کر دیا ہے جس کا معنیٰ ہے آپ کی نگاہ میں یہ صرف طلاق کا مسئلہ ہے۔ جبکہ اسلامی قانون اور قرآن کی نگاہ میں صرف طلاق کا نہیں بلکہ زنا کا معاملہ بھی ہے اور اگر اس پر کوئی فریق اعتراف کر لیتا ہے تو اس کے اوپر حد ہے۔ اسے بھی آپ نے منسوخ کیا ہے۔ یہ چھ کھلی کھلی قرآن و سنت اور اسلامی قانون کے خلاف آپ شقیں ڈال رہے ہیں۔ اس کے باوجود آپ یہ کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کیجیے لیکن یہ یاد رکھیے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا کہ قرآن و سنت کے خلاف آپ یہ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بری الذمہ کرے جو افراد اس کے حق میں ووٹ دیتے ہیں۔ جوابدہی ان کی ہے ہماری نہیں۔ وآخر دعوانا الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، جی مسٹر وصی ظفر۔

جناب محمد وصی ظفر. میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ میرے فاضل بزرگ جو ہیں ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم نے تو Section 6 omit نہیں کیا۔ قطعاً omit نہیں کیا۔ ہم نے اس کو delete کیا ہی نہیں ہے Section 6 موجود ہے۔ میری عرض سنیں Section 6 کی جو definition وہی تو اصل ہے جو زنا بالجبر کو cover کرتی ہے جس کے الفاظ مجھے تقریباً زبانی یاد ہیں ملتے جلتے کہ a man and woman not married to each other, if they commit تو وہ زنا مطلق بن جاتا ہے سارے کا سارا' وہی ہم کہتے ہیں کہ زنا بالجبر تو وہاں covered ہے ہم نے delete نہیں کیا ہے۔ غلط فہمی ہوئی ہے انہیں۔ بالکل آپ پڑھ لیں page 11 پڑھیں ہم نے اس میں amendment کی ہے۔ پھر میں آپ کو سولہ سال والا' sir ہم نے omit نہیں کی۔ Clause 13 پڑھ لیں' clause 21 پڑھیں میرا خیال ہے کہ communication gap لگ رہا ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد وصی ظفر. جناب والا! ہم نے اس کو delete کیا ہی نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد وصی ظفر. آپ clause 13 پڑھ لیں' آپ clause 21 بھی پڑھ لیں۔ ہم نے اس میں amendment کر دی ہے۔

(مداخلت)

ایک معزز رکین، کیا کی ہے۔

جناب محمد وصی ظفر. آپ clause 21 پڑھیں پھر میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے سولہ سال عمر کے بارے میں' میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے شادی پر قطعاً پابندی نہیں لگائی ہے۔ ہم نے خالی یہ کہا ہے کہ جو unmarried ہیں who are not married to each other سولہ سال سے کم عمر کی بچی ہوگی ' بے شک اس کی consent بھی ہو تو یہ زنا بالجبر میں آئے گا that is all پھر آپ آگے دیکھیں clause 19 پڑھیں۔ ہم

نے ان definitions کو cover دیا ہے۔

Adultery, Hudd and Zina shall have the same meaning as in the ordinance Enforcement of Hudd Ordinance 1979.

ہم نے adultery کی definition کو cover کیا ہے۔ adultery کی وہی definition ہے جو اسلام کہتا ہے۔ آپ اسے پوری تفصیل کے ساتھ پڑھیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے پڑھا ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد وصی ظفر: آپ clause 19 پڑھیں' clause 21 پڑھیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے پڑھا ہے۔

(مداخلت)

جناب محمد وصی ظفر: آپ clause 19 پڑھیں clause 21 پڑھیں۔

جناب چیئرمین: وصی صاحب! آپ اسے move کریں - I just put it to the House.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! put تو کر دیا ہے۔

Mr. Chairman: The motion before the House is that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, the Code of Criminal Procedure and other laws [The Protection of Women (Criminal Laws Amendment) Bill, 2006] be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion was carried and the Bill stands passed.

(Interruption)

Senator Professor Khurshid Ahmed: We want the count.

(Interruption)

Mr. Chairman: I have the prorogation order. Before that, I would just like to mention that the requisitioned session will meet tomorrow at 10:00 a.m. and we will have two sessions tomorrow, so that we can cover in the whole day and then can adjourn. I now read out the prorogation order.

In exercise of the powers, conferred by the Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamaic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of 33rd session on 23rd November, 2006.

[The House was then prorogued sine die]